رحمة ربه الكريم ولي الله بن عبد الرحيم صانه الله تعالى

رب کریم کی رحمت کا حاجتمند ولی اللہ بن عبد الرحیم اللہ تعالیٰ اسکو عیب لگانے والی صفت سے

عما شانه واصلح باله وحاله وشانه هذه رسالة سميتها

بچاوے اور اسکا دل اور حال اور کار درست کرے کہتا ہے کہ یہ رسالہ ہے جس نے اسکا نام

عقد الجيد في احكام الاجتهاد والتقليد حملني على تحريرها

عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید رکھا مجھکو اسکے لکھنے پر

سؤال بعض الاصحاب عن مسائل مهمة في ذلك

بعضے اصحاب کے سوال نے ضروری مسائل سے جو اس باب میں تھے رغبت دیا

الباب باب في بيان حقيقة الاجتهاد وشرطه و

باب اجتہاد کی ماہیت اور شرط اور

اقسامه حقيقة الاجتهاد على ما يفهم من كلام العلماء

اقسام کے بیان میں اجتہاد کی ماہیت جو علماء رحمۃ اللہ علیہم کے کلام سے معلوم ہوتی ہے

استفراغ الجهد في ادراك الاحكام الشرعية الفرعية

کوشش کو احکام شرعی فرعی کے حاصل کرنے میں بذریعہ

عن ادلتها التفصيلية الراجعة كلياتها الى اربعة

دلائل تفصیلی کے جنکے کلیات کا انجام چار

اقسام الكتاب والسنة والاجماع والقياس ويفهم

قسم کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس کیطرف ہی خوب صرف کرنا

من هذا انه اعم من ان يكون استفراغا في

اور اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتہاد اس سے عام ہے کہ صرف کوشش

ادراك حكم ما سبق التكلم فيه من العلماء السابقين

اسی مسئلہ کے حکم حاصل کرنے میں ہو کہ جسمیں علماء سابقین سے گفتگو ہو چکی ہے

أَوْلَا وَافَقَهُمْ فِي ذٰلِكَ أَوْ خَالَفَ وَمِنْ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ بِإِعَانَةِ

یا نہیں اسمیں اول دن علماء سے موافق ہو یا مخالف اور اس سے عام ہے کہ وہ استنباط کسی کی اعانت سے ہو

الْبَعْضِ فِي التَّنْبِيْهِ عَلَى صُوَرِ الْمَسَائِلِ وَالتَّنْبِيْهِ عَلَى مَآخِذِ

صور مسائل کے تنبیہ میں اور بذریعہ تفصیلی دلائل کے

الْأَحْكَامِ مِنَ الْأَدِلَّةِ التَّفْصِيْلِيَّةِ أَوْ بِغَيْرِ إِعَانَةٍ مِنْهُ فَمَا يُظَنُّ

ماخذ احکام کے تنبیہ میں یا اوسکی بلا اعانت ہو اب اوس شخص کے

فِيْمَنْ كَانَ مُوَافِقًا لِشَيْخِهِ فِي أَكْثَرِ الْمَسَائِلِ لٰكِنَّهُ يَعْرِفُ

حقمیں کہ اپنے شیخ سے اکثر مسائل میں موافق ہو پر ان

لِكُلِّ حُكْمٍ دَلِيْلًا وَيَطْمَئِنُّ قَلْبُهُ بِذٰلِكَ الدَّلِيْلِ وَهُوَ عَلٰى

ہر ایک حکم کی دلیل جانتا ہے اور اسکا دل اوس دلیل پر مطمئن ہے اور وہ شخص اوس حکم یا دلیل سے

بَصِيْرَةٍ مِنْ أَمْرِهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُجْتَهِدٍ ظَنٌّ فَاسِدٌ وَكَذٰلِكَ

خوب ماہر ہے یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مجتہد نہیں ہے یہ گمان خراب ہے اور ایسی ہی پہلے گمان پر اعتماد کرکے

مَا يُظَنُّ مِنْ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ لَا يُوْجَدُ فِي هٰذِهِ الْأَزْمِنَةِ اِعْتِمَادًا

یہ گمان کرنا کہ اس زمانہ میں مجتہد نہیں ہے بنیاد ہے

عَلَى الظَّنِّ الْأَوَّلِ بِنَاءُ فَاسِدٍ عَلَى فَاسِدٍ وَشَرْطُهُ أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ

فاسد کی فاسد پر اور اجتہاد کے شرط یہ ہے کہ مجتہد کو ضرور ہے

أَنْ يَعْرِفَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْأَحْكَامِ

کہ کتاب اور سنت میں سے وہ جانتا ہو کہ جو احکام سے متعلق ہیں

وَمَوَاقِعَ الْإِجْمَاعِ وَشَرَائِطَ الْقِيَاسِ وَكَيْفِيَّةَ النَّظَرِ وَعِلْمَ

اور اجماع کے مواقع کو اور قیاس کی شروط کو اور نظر کی کیفیت کو

الْعَرَبِيَّةِ وَالنَّاسِخَ وَالْمَنْسُوْخَ وَحَالَ الرُّوَاةِ وَلَا

اور علم عربیہ کو اور ناسخ اور منسوخ کو اور راویوں کے حال کو اور

حاجة الى الكلام والفقه قال الغزالي انما يحصل الاجتهاد

کلام اور فقہ کی کچھ حاجت نہیں ہے غزالی کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اجتہاد

في زماننا بممارسة الفقه وهي طريق تحصيل الدراية في

بجز فقہ کے جہان پچھوڑ کے حاصل نہیں ہوتا اور اس زمانہ میں فہم کی تحصیل کا

هذا الزمان ولم يكن الطريق في زمن الصحابة رض

یہہ ہی طریقہ ہے اور یہہ طریقہ صحابہ رض کی زمانہ میں نہیں تھا

ذلك قلت هذا اشارة الى ان الاجتهاد المطلق المنتسب

میں یہ کہتا ہوں یہ اوپر اشارہ ہی کہ اجتہاد مطلق منتسب

لا يتم الا بمعرفة نصوص المجتهد المستقل وكذلك لا بد

بدون معرفت مجتہد مستقل کے نصوص کے پورا نہیں ہوتا اور ایسی ہی مجتہد

للمستقل من معرفة كلام من مضى من الصحابة والتابعين

مستقل کو معرفت کلام گذشتگان یعنی صحابہ اور تابعین

وتبعهم في ابواب الفقه وهذا الذي ذكرناه من شرط

اور تبع تابعین کے ابواب فقہ میں ضرور چاہیے اور اجتہاد کی یہہ شرط جو ہمنے بیان کی ہے

الاجتهاد مبسوط في كتب الاصول ولا بأس ان نورد

کتب اصول میں خوب مذکور ہے اور

كلام البغوي في هذا الموضع قال البغوي والمجتهد

اسمقام پر بغوی کے تقریر کو بیان کرنا

من جمع خمسة انواع من العلم علم كتاب الله

کچھ مضائقہ نہیں ہے بغوی کہتا ہے اور مجتہد وہ ہے جو پانچ قسم کے علم جمع کرلے علم

عزوجل وعلم سنة رسول الله صلى الله

کتاب اللہ عزوجل کا اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَقَاوِيْلِ عُلَمَاءِ السَّلَفِ مِنْ اِجْمَاعِهِمْ

حدیثا اور علماء سلف کے اجماعی

وَاخْتِلَافِهِمْ وَعِلْمِ اللُّغَةِ وَعِلْمِ الْقِيَاسِ وَهُوَ طَرِيْقُ اسْتِنْبَاطِ

اور اختلافی اقوال کا اور علم لغت کا اور علم قیاس کا اور وہ طریق ہے حکم کے استنباط کا

الْحُكْمِ عَنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اِذِ الْمُجْتَهِدُ لَا يَصِحُّ فِيْ نَصِّ

کتاب اور سنت سے جبکہ اوس حکم کو نص

كِتَابٍ وَسُنَّةٍ اَوْ اِجْمَاعٍ فَيَجِبُ اَنْ يَتَعَلَّمَ مِنْ عِلْمِ الْكِتَابِ

کتاب یا سنت یا اجماع مرجح نپاوے پس اوسپر واجب ہے کہ علم کتاب میں سے

النَّاسِخَ وَالْمَنْسُوْخَ وَالْمُجْمَلَ وَالْمُفَسَّرَ وَالْخَاصَّ وَالْعَامَّ وَالْمُحْكَمَ

ناسخ اور منسوخ کو اور مجمل اور مفسر کو اور خاص اور عام کو اور محکم

وَالْمُتَشَابِهَ وَالْكَرَاهَةَ وَالتَّحْرِيْمَ وَالْاِبَاحَةَ وَالنَّدْبَ وَ

اور متشابہ کو اور کراہت اور حرمت اور اباحت اور مستحب اور

الْوُجُوْبَ وَيَعْرِفُ مِنَ السُّنَّةِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ وَيَعْرِفُ مِنْهَا

واجب کو جان لے اور سنت میں سے ان سب چیزوں کو جان لے اور سنت کی صحیح اور ضعیف کو

الصَّحِيْحَ وَالضَّعِيْفَ الْمُسْنَدَ وَالْمُرْسَلَ وَيَعْرِفُ تَرْتِيْبَ السُّنَّةِ عَلَى الْكِتَابِ

اور مسند اور مرسل کو جان لے اور سنت کو کتاب پر

وَتَرْتِيْبَ الْكِتَابِ عَلَى السُّنَّةِ حَتّٰى لَوْ وَجَدَ حَدِيْثًا لَا يُوَافِقُ ظَاهِرُهُ

مرتب کرنا اور کتاب کو سنت پر مرتب کرنا جان لے یہانتک کہ اگر کسی حدیث کو ایسا پاوے کہ اوسکا ظاہر معنے

الْكِتَابَ يَهْتَدِيْ اِلٰى وَجْهِ مَحْمَلِهٖ فَاِنَّ السُّنَّةَ بَيَانُ

کتاب سے موافق نہیں ہیں تو اوسکے مطابقت کی وجہ پا جاوے کیونکہ سنت

الْكِتَابِ لَا تُخَالِفُهٗ وَاِنَّمَا يَجِبُ مَعْرِفَةُ مَا وَرَدَ مِنْهَا فِيْ

کتاب کا بیان ہوتی ہے اور مخالف نہیں ہوتی اور معرفت واجب اتنی ہی ہے کہ جو حدیثیں

أحكام الشرع دون ما عداها من القصص والأخبار و

احکام شرعی میں وارد ہوئی ہیں اس سے علاوہ حکایات اور اخبار اور

المواعظ وكذلك يجب أن يعرف من علم اللغة ما أتى

مواعظ کے واجب نہیں ہے اور ایسے ہی علم لغت میں اتنا ہی واجب ہے

في كتاب أو سنة في أمور الأحكام دون الإحاطة

جو کتاب اور سنت کی اندر احکام کی امور میں وارد ہوئی ہیں تمام لغات عرب کا احاطہ

بجميع لغات العرب وينبغي أن يتحرج فيها بحيث يقف

واجب نہیں ہے اور مناسب ہے کہ اسمیں اتنی مشقت کرے

على مرام كلام العرب فيما يدل على المراد من اختلاف

کہ کلام عرب کی مقصود سے واقف ہو جاوے کہ مختلف محل اور مختلف احوال میں

المحال والأحوال لأن الخطاب ورد بلسان العرب فمن

اس سے کیا مراد ہوتی ہے کیونکہ خطاب الٰہی تو عربی زبان میں وارد ہوا ہے پھر

لم يعرف لا يقف على مراد الشارع ويعرف أقاويل الصحابة

جو شخص لغۃ کو نہیں جانیگا تو شارع کے مراد سے واقف نہیں ہوگا اور صحابہ

والتابعين في الأحكام ومعظم فتاوى فقهاء الأمة

اور تابعین کے اقوال کو جو احکام میں ہیں اور امت کی فقہاء کی بڑی بڑی فتاوی کو جان سے

حتى لا يقع حكمه مخالفا لأقوالهم فيكون فيه خرق

تاکہ اسکا حکم اونکے اقوال کے برخلاف واقع نہو کیونکہ اسمیں

الإجماع وإذا عرف من كل من هذه الأنواع معظمه

اجماع کا توڑنا ہے اور جب ان اقسام مذکورہ سے ہر ایک کے معظم کو جان لیا

فهو حينئذ مجتهد ولا يشترط معرفة جميعها بحيث لا

تو اب یہ شخص مجتہد ہے اور تمام احکام کا جان لینا ایسا کہ اسمیں سے کوئی امر

يشذ عنه شيء منها واذا لم يعرف نوعا من هذه

باقی نہ بچا ہو شرط نہیں ہے اور ان علوم میں سے اگر کسی ایک نوع کو بھی نہیں جانتا تو پھر اسکی راہ

الانواع فسبيله التقليد وان كان متبحرا في مذهب

تقلید ہی ہے اگرچہ افراد ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے مذہب کا متبحر جامع ہے ہو

واحد من احاد ائمة السلف فلا يجوز له تقلد القضاء

پس اسکو قاضی ہونا جائز نہیں ہے اور نہ فتوی دینے کو امیدوار ہونا اور اگر اسنے یہ علوم

ولا الترصد للفتيا واذا جمع هذه العلوم وكان

جمع کر لیے اور ہوا و ہوس اور بدعات کا تارک ہو

مجانبا للاهواء والبدع مدرعا بالورع محترزا

اور تقوی کا لباس پہنے ہوئے کبائر سے بچنے والا ہو

عن الكبائر غير مصر على الصغائر جاز له ان

صغائر پر اڑا ہوا نہ ہو تو اسکو جائز ہے کہ قاضی ہو جاوے

يتقلد القضاء ويتصرف في الشرع بالاجتهاد و

اور منصب احکام میں اجتہاد اور

الفتوى ويجب على من لم يجمع هذه الشرائط

فتوی کے راہ سے تصرف کرے اور ایسے شخص کو کہ جسمیں

تقليده فيما يعن له من الحوادث انتهى كلام

یہ شرطیں جمع نہیں ہیں اسکی تقلید اس حکم میں جو حوادث میں پیش آوے واجب ہے

البغوي وقد صرح الرافعي والنووي

بغوی کا کلام تمام ہوا اور رافعی اور نووی

وغيرهما ممن لا يحصى كثرة ان

وغیرہ نے جو بسبب کثرت کی شمار نہیں ہوسکتے تصریح کی ہے اور

وغيرهما ممن لا يحصى كثرة ان المجتهد المطلق الذي مر

وغیرہ نے جو بسبب کثرت کے شمار نہیں ہو سکتی تصریح کی ہے کہ مجتہد مطلق جسکی

تفسيره على قسمين مستقل ومنتسب يظهر من كلامهم

تفسیر گذر چکی ہے دو قسم پر ہے مستقل اور منتسب اور علمار کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے

ان المستقل يمتاز عن غيره بثلاث خصال احدها التصرف

کہ مجتہد مستقل غیر مستقل سے تین وصف میں ممتاز ہوتا ہے ایک تو اون اصول میں تصرف کرنا

في الاصول التي عليها بناء مجتهداته وثانيها تتبع الايات و

کہ جسپر اسکی اجتہادی مسائل کی بنا ہے اور دوسری آیات

الاحاديث والاثار لمعرفة الاحكام التي سبق بالجواب

اور احادیث و آثار کے تلاش واسطے معرفت اون احکام کے جنمیں جواب

فيها واختيار بعض الادلة المتعارضة على بعض وبيان الراجح

پہلے ہو لیا ہے اور متعارض دلیلوں میں سے کسی کو اختیار کر لینا اور اسکی احتمالی مضمون سے

من محتملاته والتنبيه لماخذ الاحكام من تلك

راجح کا بیان کرنا اور ان دلائل میں سے احکام کے ماخذ پر

الادلة والذي نرى والله اعلم ان ذلك ثلثا علم الشافعي

تنبیہ کرنی اور ہم یوہیں سمجھتے ہیں واللہ اعلم کہ یہی شافعی کے علم کا

رحمه الله عليه والثالثة الكلام في المسائل التي لم يسبق با

دو تہائی ہے اور تیسرے اون مسائل میں کہ جنکا پہلے کچھہ

لجواب فيها اخذا من تلك الادلة والمنتسب من سلم اصول

جواب نہیں ہوا اون دلائل سے نکالکر بحث کرنی اور مجتہد منتسب وہ ہے

شيخه واستعان بكلامه كثيرا في تتبع الادلة

جو اپنی مستقل کی اصول مان لے اور شیخ کے کلام سے دلائل کے تلاش میں

والتنبيه للمآخذ وهو مع ذلك مستيقن بالاحكام

اور ماخذوں کی تنبیہ میں اکثر امداد لیا کرے اور مع اسکے وہ احکام کو بذریعہ دلائل کے

من قبل ادلتها قادر على استنباط المسائل منها قل ذلك

یقینی جانتا ہو اور ان دلائل سے مسائل کے استنباط پر قادر ہو ایسا عالم قلیل ہو

منه او كثر وانما يشترط الامور المذكورة في

یا کثیر اور یہ امور مذکورہ مجتہد مطلق ہی میں شرط ہیں

المجتهد المطلق واما الذي هو دونه في المرتبة فهو مجتهد

اور جو مجتہد کہ مرتبہ میں اوس سے کمتر ہو سو وہ

في المذهب وهو مقلد لامامه فيما ظهر فيه نصه

مجتہد فی المذہب اور وہ اپنے امام کا ان احکام میں جو نصاً ظاہر کر چکا ہے مقلد ہوتا ہے

لكنه يعرف قواعد امامه وما بنى عليه مذهبه فاذا

پر وہ اپنے امام کے قواعد اور جس پر اوس نے اپنے مذہب کی بنا رکھی ہے

وقعت حادثة لم يعرف لامامه فيها نصا اجتهد فيها

جانا کرتا ہے پس جس وقت ایسا حادثہ پیدا ہو جاوے جس میں اوسکے امام کی کچھ نص معلوم نہیں ہوتی تو اوس میں امام کے مذہب پر اجتہاد

على مذهبه وخرجها من اقواله وعلى منواله ودونه

کرتا ہے اور اسکو امام کے اقوال سے اور اسکی وضع پر نکالتا ہے اور اس سے

في المرتبة مجتهد الفتيا وهو المتبحر في مذهب امامه

مرتبہ میں کمتر مجتہد الفتیا ہوتا ہے اور وہ اپنے امام کے مذہب کا متبحر

المتمكن من ترجيح قول على آخر ووجه من وجوه الاصحاب على

ایک قول کو دوسرے پر اور اصحاب علم کے وجوہ میں سے ایک وجہ کو دوسری وجہ پر ترجیح دینے میں

آخر والله اعلم باب في بيان اختلاف المجتهدين اختلفوا في

قادر ہوتا ہے واللہ اعلم باب مجتہدوں کے اختلاف کے بیان میں مجتہدین نے

تصويب المجتهدين في المسائل الفرعية التي لا قاطع فيها

صواب پر ہونے مین ان مسائل فرعی مین کہ انمین حکم قطعی نہین ہے اختلاف کیا ہے

هل كل مجتهد فيها مصيب او المصيب فيها واحد وقال

آیا ان مسائل مین ہر ایک مجتہد صواب پر ہے یا انمین ایک صواب پر ہے

بالاول الشيخ ابو الحسن الاشعري والقاضي ابو بكر وابو يوسف

رای اول کے تو شیخ ابو الحسن اشعری اور قاضی ابو بکر اور ابو یوسف

ومحمد بن الحسن وابن سريج ونقل عن جمهور المتكلمين

اور محمد بن الحسن اور ابن سریج قائل ہوئی ہین اور اشاعرہ کی جمہور متکلمین سے

من الاشاعرة والمعتزلة وفي كتاب الخراج لابي يوسف

اور معتزلہ سے منقول ہے اور ابو یوسف کی کتاب الخراج مین اس طرف

اشارات الى ذلك تقارب التصريح وبالثاني قال جمهور

ایسے اشارے مین کہ تصریح کے قریب ہین اور رای ثانی کے جمہور

الفقهاء ونقل عن الائمة الاربعة وقال ابن السمعاني في

فقہای قائل ہین اور چارون امام سے منقول ہے اور ابن السمعانی

القواطع انه ظاهر مذهب الشافعي قال البيضاوي في المنهاج

قواطع مین کہتا ہے کہ شافعی کا ظاہر مذہب یہی ہی بیضاوی منہاج مین کہتا ہے

اختلف في صواب المجتهدين بناء على الخلاف في ان لكل صورة

کہ مجتہدین کے صواب پر ہونیکا اختلاف اس خلاف پر مبنی ہے جو ہر ایک صورت کیواسطے

حكما معينا عليه دليل قطعي او ظني والمختار ما صح عن الشافعي

ایک حکم معین ہو یا نہین ہے جسپر قطعی یا ظنی دلیل ہوا کرتی ہو اور مختار وہی ہے جو امام شافعی سے صحت کو پہنچا ہے

ان في حادثة حكما معينا عليه امارة من وجدها اصاب ومن

کہ حادثہ مین حکم معین ہوتا ہے اوسپر نشانیان ہوتی ہین جسنے اونکو پالیا مصیب ہوا اور جسنے انکو

فقد ھا خطأ ولم یأثم لان الاجتھاد مسبوق بالادلۃ لانہ

گم کیا چوک گیا اور گنہگار نہیں ہوا اس لیے کہ اجتہاد دلائل سے بعد ہے کیونکہ

طلبھا والدلالۃ متأخر عن الحکم فلو تحقق الاجتھادان اجتمع

اجتہاد دلائل کی تلاش ہوتی ہے اور دلالت حکم سے متاخر ہوتی ہے پھر اگر دو تو اجتہاد متحقق ہوں تو

النقیضان ولانہ قال علیہ الصلوۃ والسلام من اصاب فلہ

اجتماع نقیضین ہو جاوے اور اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو مجتہد مصیب ہوتا ہو اوسکے لیے

اجران ومن اخطأ فلہ اجر واحد قیل لو تعین الحکم فالمخالف

دوہرا اجر ہے اور جو چوک گیا اسکو واسطے ایک اجر ہے کسیکا اعتراض اگر حادثہ کا حکم متعین ہو تو اسکی مخالف یعنے خطا کرنیوالی

لہ لم یحکم بما انزل اللہ فیفسق لقولہ تعالی ومن لم یحکم

نے حکم موافق انزال الہی کے نہیں دیا پھر وہ فاسق ہو وے گا اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور جو کوئی حکم نکرے

بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون قلنا امر بالحکم بما ظنہ

اللہ کی اوتاری ہوئی پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم ہم جواب دیتے ہین طلب امر اسکے

وان اخطأ الحکم بما انزل اللہ قیل لو لم یصوب الجمیع

مظنون حکم کا ہے اگرچہ حکم منزل الہی سے چوک جاوی کوئی کہتا ہی اگر سب مجتہد مصیب نہ ہوجاوین

لما جاز نصب المخالف وقد نصب ابوبکر رض زیدا قلنا لم یجز

تو مخالف کا منصوب کرنا جائز نہیں ہوگا اور حال یہ ہے کہ ابوبکر رض نے زید کو منصوب کیا ہی جواب دیتے ہین ہم

تولیۃ المبطل والمخطئ لیس بمبطل انتہی کلام البیضاوی قولہ

مبطل کا والی کرنا جائز نہیں ہے اور مخطی مبطل نہیں ہوتا بیضاوی کا کلام تمام ہوا قولہ

لکل صورۃ حکم الخ قلنا حکم علی الغیب بلا دلیل قولہ ما صح

لکل صورۃ حکم آخر تک ہم کہتے ہین غیب پر بلا دلیل حکم ہے قولہ

عن الشافعی ان فی الحادثۃ الخ قلنا معناہ فی کل حادثۃ

ما صح عن الشافعی ان فی الحادثۃ آخر تک ہم کہتے ہین انکے یہ معنے ہین کہ ہر ایک حادثہ مین

قوله هو الموافق بالاصول والقعد في طرق الاجتهاد وعليه امارة

قول اصول کے موافق اور جسے اجتہاد کے طریقوں سے چسپاں ہوتا ہے اور جس پر اجتہادی دلائل

ظاهرة من دلائل الاجتهاد من وجدها اصاب ومن فقد

میں سے ظاہر نشانی ہوتی ہے جس نے اس نشانی کو پا لیا صواب پر پہنچا اور جس نے اسکو گم کیا

ها فقد اخطأ ولم يأثم وذلك لانه نص في اوائل الامام بان

بیشک چوک گیا اور گنہگار نہیں ہوتا اور یہ اسلیے کہ امام کے اوائل میں یہ نص موجود ہے کہ

العالم اذا قال للعالم اخطأت فمعناه اخطأت المسلك السديد

ایک عالم اگر دوسرے عالم کو کہے کہ تو نے خطا کی تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تو نے اس راہ محکم سے

الذي ينبغي للعلماء ان يسلكوه وبسط ذلك ومثله بامثال

کہ علماء کو اس پر چلنا ہے اور اسے خطا کی اور اسکو بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور اسکی بہت مثالیں لایا ہے

كثيرة او معناه اذا كان في المسئلة خبر الواحد فقد اصاب

یا اس کے یہ معنی ہیں اگر مسئلہ میں خبر واحد ہوتی ہے تو جس نے اسکو پایا بیشک مصیب ہوا

من وجده واخطأ من فقده وهذا ايضا مبسوط في الكلام

اور جس نے گم کیا اس نے خطا کی — امام میں یہ بھی مفصل ہے

قوله لان الاجتهاد مسبوق الى اخره قلنا تعبدنا الله تعالى

قوله لان الاجتهاد مسبوق الى آخره ہم کہتے ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے یہی عبادت ٹھہرائی ہے

بان نعمل ما يؤدي اليه اجتهادنا فنطلب الذي نعلمه اجمالا

کہ ہم وہ عمل کریں جس طرف ہمارا اجتہاد پہنچا دے پس ہم اپنی اجمالی علم کو تلاش کریں

لنحيط به تفصيلا قوله لاجتمع النقيضان قلنا هو كخصال

تا کہ اسکی ذریعہ سے تفصیلی علم حاصل کر لیں قوله لاجتمع النقیضان ہم کہتے ہیں یہ

الكفارة كل واحد منها واجب وليس بواجب له من اصاب

جیسے کفارہ کی چیزیں کہ وہ سب واجب ہیں اور واجب نہیں ہیں قوله من اصاب

فله اجر ان قلنا هذا عليكم لا لكم لان الخطأ الذي يؤجر

تو اجر ان ہم کہتے ہیں یہ ہم کو مضر ہے مفید نہیں اس لیے کہ جس خطا سے ثواب ملے

الاجر لا يكون معصية فلا بد ان تكون حكمين لله تعالى احدهما

وہ معصیت نہیں ہوگی سو ضرور ہے کہ وہ دو حکم لئے ہی ہوں کہ انہیں سے ایک دوسرے سے

افضل من الاخر كالعزيمة والرخصة او هذا في القضاء ولا بد

افضل ہے جیسے عزیمت اور رخصت یا یہ قضا میں ہے اور بالضرور

ان المتحقق في الخارج اما قول المدعي او المنكر قوله امر بالحكم

خارج میں یا تو مدعی کا قول ثابت ہوگا یا منکر کا قول قولہ امر بالحکم

بما ظن الخ قلنا اعتراف بمقصودنا قوله والمخطئ ليس بمبطل

بما ظن الخ ہم کہتے ہیں یہ مقصود کا اقرار ہے قولہ والمخطئ لیس بمبطل

قلنا لما لم يكن مبطلا لم يكن مخالفا للحق لان كل مخالف

ہم کہتے ہیں جب مخطی مبطل نہیں ہے تو حق کا مخالف بھی نہیں ہے اسلیے کہ حق کا مخالف

للحق مبطل وماذا بعد الحق الا الضلال والحق انما نسب

تو مبطل ہی ہوتا ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا ہے اور حق یہ ہے کہ جو بات

الى الائمة الاربعة قول مخرج من بعض تصريحاتهم

چاروں امام کیطرف منسوب ہے وہ قول انکے بعضے تصریحات سے نکالا ہوا ہے

وليس نصا منهم ولانه لا خلاف للامة في تصويب المجتهد

اور ان کے بیان سے منصوص نہیں ہے اور حق بھی ہے کہ امت کو مجتہدین کے تصویب میں

فيما خير فيه نصا واجماعا كالقراءات السبع وصيغ

جہاں کہ اختیار از روئے نص یا اجماع کی ثابت ہی خلاف نہیں ہے جیسے ساتوں قرائتیں اور دعاؤں کے

الادعية والوتر سبع وتسع واحدى عشرة

کلمات اور وتر کے سات اور نو اور گیارہ رکعتیں

فكذالك لا ينبغي ان يخالفوا فيما خير فيه دلالة والحق ان

تو ایسے ہی سزاوار نہیں ہے کہ جہاں اختیار از روی دلالت کی ثابت ہے خلاف کریں اور حق تو یہ ہے

الاختلاف اربعة اقسام احدها ما تعين فيه الحق قطعا

کہ اختلاف چار قسم کا ہوتا ہے ایک تو وہ کہ جسمیں حق یقینی متعین ہے

ويجب ان ينقض خلافه لانه باطل يقينا وثانيها ما تعين

اور واجب ہے کہ اوسکا خلاف توڑ ڈالا جاوے کیونکہ یقینا باطل ہے اور دوسری قسم یہ کہ اسمیں حق

فيه الحق بغالب الرأي وخلافه باطل ظنا وثالثها ما كان

باعتبار غالب رائے کے متعین ہو اور اسکا خلاف ظنی باطل ہوتا ہے اور تیسری قسم وہ کہ

كلا طرفي الخلاف مخيرا فيه بالقطع ورابعها ما كان كلا طرفي

خلاف کی دونو طرفین یقینی اختیار دی ہوئی ہوں اور چوتھی قسم وہ کہ

الخلاف مخيرا فيه بغالب الرأي وتفصيل ذلك انه ان كانت

خلاف کی دونو طرفین باعتبار غالب رائے کے اختیار دی ہوئی ہوں اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر

المسئلة مما ينقض فيها قضاء القاضي بان يكون فيها نص

مسئلہ اس قسم کا ہے جس میں قضاء قاضی کا نقض لازم آتا ہے اس طور کہ اس مسئلہ میں

صحيح معروف من النبي صلى الله عليه واله وسلم فكل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صحیح معروف موجود ہو پس جو

اجتهاد خلافه فهو باطل نعم ربما يعذر بجهل نصه صلى

اجتہاد اوس کے خلاف ہوگا سو وہ باطل ہوگا ہاں اتنا ہے کہ بسبب نادانستگی نص

الله عليه واله وسلم الى ان يبلغ وتقوم الحجة وان كان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معذور رکھا جاتا ہے جبتک کہ وہ نص پہنچے اور حجت قائم ہو اور

اجتهاد في معرفة واقعة قد وقعت ثم اشتبه

اگر اجتہاد کسی ایسے واقعہ کی دریافت کرنے میں ہو کہ وہ ہو چکا ہے پھر اسکا حال مشتبہ ہو گیا ہے

الحال مثل موت زيد وحياته فلا جرم ان الحق واحد نعم

معلوم نہیں رہا جیسے زید کے موت اور حیات سو بالضرور حق ایک ہی جانب ہوگا

ربما يعذر المخطي باجتهاده وان كان الاجتهاد في امر

ہاں بعضے وقت اجتہاد کا مخطی معذور ہوتا ہے اور اگر اجتہاد ایسے باب میں ہو

فوض الى تحري المجتهد وكان لما خذان متقاربين و

کہ مجتہد کی اٹکل پر حوالہ ہوا ہے اور اوسکی دونوں ماخذ باہم قریب قریب ہوں اور

ليس واحد منهما بعيدا من الاذهان جدا بحيث يرى

اونمیں سے کوئی سا اذہان سے ایسا نہایت بعید نہو کہ اوس ماخذ والا

ان صاحبه مقصر قد خرج من عرف الناس وعادتهم

تقصیر وار سمجھا جائے کہ بیشک لوگوں کے محاورہ اور عادت سے باہر ہوگیا ہے

فالمجتهدان مصيبان مثل رجلين قيل لكل واحد

ایسی دونوں مجتہد مصیب ہوتے ہیں مثلاً کسی نے دو شخصوں میں سے ہر ایک کو یوں کہا

منهما اعط كل فقير وجدته درهما من مالي قال كيف

کہ تجھکو جو فقیر ملے اوسکو میرے مال میں سے ایک درہم دیدیا کر اوس نے کہا کہ میں کیونکر

اعرف انه فقير قيل اذا اجتهدت في تتبع قرائن الفقر

معلوم کروں کہ وہ فقیر ہے کہا جب تو قرائن کی تلاش میں کوشش کر چکا

ثم اداك التحري انه فقير فاعطه فاختلفا في رجل فقال

پھر تجھکو اطمینان ہوا کہ یہ فقیر ہے پس اوسکو دیدیا کر پس اون دونوں شخصوں نے ایک آدمی کے حال میں اختلاف کیا

احدهما هو فقير وقال الآخر لا والماخذان متقاربان

ایک نے کہا یہ فقیر ہے اور دوسری نے کہا فقیر نہیں ہے اور ماخذ دونوں کے باہم ایسی قریب ہیں

يسوغ الاخذ بهما فهما مصيبان لانه ادى الحكم الا ع

کہ اون دونوں ماخذ سے سند جائز ہی پس وہ دونوں مصیب ہیں اس لیے کہ اوس نے اپنی حکم کو اسی پر ادا کیا ہے

مَنْ تَقَعُ فِي تَحَرِّيهِ اَنَّهُ فَقِيرٌ وَقَدْ وَقَعَ فِي تَحَرِّيهِ ذَلِكَ

کہ جسکی اٹکل میں وہ فقیر معلوم ہو اور بیشک اوس کے اٹکل میں بلا ظاہری قصور کے یہی

مِنْ غَيْرِ تَقْصِيرٍ ظَاهِرٍ بِخِلَافِ مَا اِذَا اَعْطَى تَاجِرًا كَبِيرًا

آیا کہ فقیر ہے برخلاف ایسی صورت کے کہ کسی بڑے سوداگر

لَهُ خَدَمٌ وَحَشَمٌ فَاِنَّ الْقَائِلَ بِفَقْرِهِ يُعَدُّ مُقَصِّرًا وَلَا يَسُوغُ

خدم حشم والے کو دیدی کیونکہ جو شخص ایسی سوداگر کو فقیر سمجھے وہ قصور والا گنا جاتا ہے ایسے

الْاَخْذُ بِالشُّبْهَةِ الَّتِي ذَهَبَ اِلَيْهَا فَهَهُنَا مَقَامَانِ اَحَدُ

شبہ سے سند لینا جدہر وہ گیا ہے جائز نہیں ہے پس یہاں دو مقام ہیں ایک

هُمَا اَنَّهُ فَقِيرٌ فِي الْحَقِيقَةِ اَمْ لَا وَلَا شُبْهَةَ اَنَّ الْحَقَّ فِيهِ

تو یہ کہ آیا وہ حقیقت میں فقیر ہے یا نہیں اور بلاشبہ یہیں تو حق ایک ہی بات ہے

وَاحِدٌ وَاَنَّ النَّقِيضَيْنِ لَا يَجْتَمِعَانِ وَالثَّانِي اَنَّ

اور بیشک دو نقیضین جمع نہیں ہوتیں اور دوسرا مقام یہ ہے کہ جس نے

مَنْ اَعْطَى غَيْرَ الْفَقِيرِ عَلَى ظَنِّ فَقْرِهِ هَلْ هُوَ مُطِيعٌ اَمْ لَا

تونگر کو اپنے گمان میں فقیر سمجھکر دیدیا آیا وہ حکم کا مطیع ہے یا نہیں

وَلَا شُبْهَةَ اَنَّهُ مُطِيعٌ نَعَمْ مَنْ وَافَقَ ظَنُّهُ الْحَقِيقَةَ فَقَدْ

اور بلاشبہ وہ مطیع ہے ہاں جسکا گمان حقیقت کے مطابق ہو گیا اوسنے

نَالَ حَظًّا وَافِرًا وَاِنْ كَانَ الْاِجْتِهَادُ فِي اخْتِيَارِ مَا خُيِّرَ

بڑا ہی کام کیا اور اگر اجتہاد اختیار دی ہوئی بات کے اختیار کرنے میں ہو

فِيهِ كَاَحْرُفِ الْقُرْاٰنِ وَصِيَغِ الْاَذْكَارِ وَكَذَا مَا فَعَلَهُ

جیسے قرآن کے حروف اور دعاؤں کے کلمات اور ایسی ہی

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى وُجُوهٍ تَسْهِيلًا عَلَى

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی کئی ڈھنگ کے افعال امت پر سہولت کی واسطے

الناس مع كونها كلها حاوية لأصل المصلحة فالمجتهدان

باوجودیکہ وہ ہر ایک رفع اصل مصلحت کو حاوی ہے۔ سو ایسی دونو مجتہد

مصيبان وهذا كله بين لا ينبغي لأحد أن يتوقف فيه

مصیب ہوتے ہیں بس یہ سب ظاہر ہے کیکو سزاوار نہیں ہے کہ اسمین توقف کرے

ومواضع الاختلاف بين الفقهاء ومعظمها أمور أحدها

اور فقہا میں اختلاف کی مواضع اور معظم مواضع کئے امر ہیں

أن يكون واحد قد بلغه الحديث والآخر لم يبلغه

ایک تو یہ ہے کہ حدیث ایک کو تو مل گئے اور دوسرے کو نہ پہنچے

والمصيب ههنا متعين والثاني أن يكون عند كل

اس صورت میں مصیب معین ہے یعنی ایک دوسرا امر یہ ہے کہ ہر ایک کے پاس

واحد أحاديث وآثار متخالفة وقد اجتهد في تطبيق

حدیثیں اور آثار آپس میں متخالف ہوں اور اوسنے ایک کو ایک سے مطابق کرنے میں

بعضها ببعض أو ترجيح بعضها على بعض فأدى اجتهاده إلى

اور ایک کو ایک پر ترجیح دینے میں اجتہاد کیا سو اس کے اجتہاد نے

حكم فجاء اختلاف من هذا القبيل والثالث أن يختلفوا

ایک حکم پیدا کیا بس اسطرح سی اختلاف واقع ہو گیا اور تیسرا امر یہ ہے

في تفسير الألفاظ المستعملة وحدودها الجامعة المانعة

کہ الفاظ مستعملہ کی تفسیر میں اور الفاظ جامع اور مانع حدود میں

أو معرفة أركان الشيء وشروطه من قبيل السبر والحذف

یا ایک شئی کے ارکان اور شروط کی معرفۃ میں بطور سبر اور حذف

وتخريج المناط وصدق ما وصف وصفاً عاماً على هذه

اور سہدا پیدا کرنے کی یا سطور کی اسخاص صورت پر وہ مفہوم صادق آجاوے جو وصف عام سی

الصورة الخاصة او لانطباق الكلية على جزئياتها ونحو ذلك

موصوف ہو رہا ہے یا اس طور کہ کلیہ اپنی جزئیات پر منطبق ہو جاوے اور کسی اور طور سے

فادى اجتهاد كل واحد الى مذهب والرابع ان يختلفوا

پھر ہر ایک کی اجتہاد سے ایک ایک مذہب ٹھہر جاوے اور چوتھی یہ امر ہے

في المسائل الاصولية ويتفرع عليه الاختلاف في الفروع

کہ فقہا اصول کے مسائل میں اختلاف کریں اور اس اختلاف پہ فروع میں اختلاف ہو جاوے

والمجتهدان في هذه الاقسام مصيبان اذا كان ماخذهما

ان اقسام میں دونو مجتہد مصیب ہوتے ہیں جس صورت میں کہ ان دونوں کا ماخذ

متقاربين بالمعنى الذي ذكرنا والحق ان المسائل المذكورة

ہماری معنے ذکر کیے گئے کیئے اعتبار سے ملتا جلتا ہو اور حق یہ ہے کہ کتب اصول کے

في كتب اصول الفقه على قسمين قسم هو من باب تتبع

مسائل مذکورہ دو قسم پہ ہیں ایک قسم تو باعتبار تلاش

لغة العرب كالخاص والعام والنص والظاهر ومثله

عرب لغت کے ہے جیسے خاص اور عام اور نص اور ظاہر اسکے مثال

كمثل قول البغوي هذا الاسم نكرة وذلك معرفة

جیسے بغوی کا قول ہے یہ اسم نکرہ ہے اور وہ معرفہ ہے

وهذا علم وذلك اسم جنس والفاعل مرفوع والمفعول

اور یہ علم ہے اور وہ اسم جنس ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اور مفعول

منصوب وليس في هذا القسم كثير اختلاف وقسم هو

منصوب ہوتا ہے اور اس قسم میں کچھ بہت اختلاف نہیں ہے اور ایک قسم

من باب تقريب الذهن الى ما يفعله العاقل بسليقته

باعتبار ذہن پہنچانے کے اس بات پر جو عاقل لوگ اپنے سلیقہ سے کیا کرتے ہیں

تفصيله انك اذا القيت الى عاقل كتابا عتيقا قد تغير

اسکی تفصیل یہ ہے کہ تونے اگر کسی عاقل کو ایک ایسی پرانی کتاب دی جسکی

بعض حروفه وامرته بقراءته فانه لابد اذا اشتبه عليه

بعض حروف بگڑ گئے ہوں اور اسکو پڑھنے کو کہا پس وہ عاقل بیشک جب اسپر کوئی حرف اٹکیگا

ثم يتتبع القرائن ويتحرى الصواب وربما يختلف

تو قرائن تلاش اور صواب کے اٹکل کریگا اور بعضی وقت ایسی جگہہ دو عاقل مختلف ہوجاتی ہیں

العاقلان في مثل ذلك واذا عن للعاقل طريقان كيف يتتبع

اور جب عاقل کو دو راہ پیش آتے ہیں تو دلائل کو کیسا تلاش

الدلائل ويفحص عن المصالح ويختار الارجح والاقل شرا

اور مصالح کو کیسا تفحص کرتا ہے اور عمدہ کو اور جسمیں نقصان کمتر ہو پسند کر لیتا ہے ایسی ہے

فكذلك الاوائل لما ورد عليهم احاديث مختلفة اجالوا

اوائل فقہا رہتے جب انکو مختلف حدیثیں ملیں تو انہوں نے اپنی اپنی

قداح نظرهم في ذلك فافضى اجتهادهم الى الحكم على بعضها

نظر کی تیر اونمین ڈالی غور کیے پھر اونکے اجتہاد کا یہہ انجام ہوا کہ کسی حدیث پر تو منسوخ ہونیکا

بالنسخ وتطبيق بعضها ببعض وترجيح بعضها على بعض و

حکم لگایا اور کسی حدیث کو کسی سے مطابق کیا اور کسی حدیث کو کسی پر ترجیح دی اور

كذلك لما ورد عليهم مسائل لم يكن السلف تكلموا

ایسی ہی جب اونپر ایسے مسائل پیش آئے کہ سلف نے انمین کلام نہیں کیا تھا

فيها اخذوا النظير بالنظير واستنبطوا العلل وبالجملة

تو انہوں نے ایک نظیر کو نظیر سے لیا اور انکی علتیں نکالیں اور خلاصہ یہ ہے

فكانت لهم صنائع اندفعوا اليها بسليقتهم المخلوقة فيهم

کہ اونکی یہہ تدبیریں تھیں کہ اپنی اپنی پیدائشی سلیقہ سے اوس طرف سہارا لیا

كما يندفع العاقل في أمر يعن له فأراد قوم أن يسردوا

جیسے عاقل اپنے امر پیش آمدہ میں سہارا لیتا ہے پھر ایک قوم نے تو یہ ارادہ کیا کہ اپنی عمل در آمد کو

صنائعهم التي ذكروها مفصلة في كتبهم أو أشاروا إليها

حدیث کی روایت میں جیسا کریں وہ عمل در آمد جسکو اپنی کتابوں میں مفصل ذکر کیا ہے

في ضمن كلامهم أو خرجت من مسائلهم فإن

یا اپنی کلام کے ضمن میں اوس طرف اشارہ کیا ہے یا وہ صنائع اونکے مسائل میں سے نکالیں اور

لم يذكروها وتلقت عقول الخلف أكثر صنائعهم

اگرچہ انہوں نے اون صنائع کو ذکر نہیں کیا اور پچھلوں کی عقلوں نے اونکی اکثر صنائع کو اس سلیقہ

بالقبول لما جبلوا عليه من السليقة في مثل ذلك

کے ذریعہ سے جسپر اسباب میں مخلوق ہوئی ہیں مان لیا

ثم صارت أمورا مسلمة فيما بينهم وعلى قياس ذلك

پھر وہ صنائع اونکے اندر امور مسلمہ ٹھہر گئے اور اسیکے قیاس پر

لما فرغوا جهدهم في رواية الحديث ومعرفة الصحيح

جب وہ اپنی کوشش کو حدیث کی روایت میں اور صحیح حدیث کو سقیم سے

من السقيم والمستفيض من الغريب ومعرفة أحوال

اور مستفیض کو غریب سے پہچانتے ہیں اور باعتبار جرح اور

الرواة جرحا وتعديلا وكتابة كتب الحديث وتصحيحها

تعدیل کے راویوں کے حالات کو معرفت میں اور کتب حدیث کے لکھنے اور صحیح کرنے میں خوب صرف

جبروا في تلك الميادين بسليقتهم المخلوقة في عقولهم

جروا

کر چکے تو وہ اپنے سلیقہ کے زور سے جو اونکی عقلوں میں پیدا کیا گیا تھا اول ہی میدانوں

ثم جاء قوم آخرون وجعلوا صنائعهم تلك كليات

میں چلی پھر اور لوگ آئے اور انہوں نے اونکی وہ ہی صنائع یعنی امور مسلمہ کو قاعدہ کلیہ

مدونة وههنا فائدة جليلة هي ان من شرط العمل

مدونہ بنائی اور یہاں بڑا عمدہ فائدہ ہے کہ ایسے مقدمات

بمثل هذه المقدمات الكلية ان لا يكون الصورة

کلیہ پر عمل کرنے کے مشروطیہ ہے کہ وہ خاص جزئے صورت

الجزئية التي يقع فيها الكلام مما سبق الى العقلاء فيها

جسمیں بحث ہو رہی ہے اوس قسم کے نہو کہ عقلا کو اس مین

ضد حكم الكليات لانه كثيرا ما يكون هناك قرائن خاصة

کلیات کے حکم کے ضد حاصل ہو چکی ہو کیونکہ ایسا بہت اتفاق ہوتا ہے کہ وہان خاص خاص

تفيد غير حكم الكليات واصل الجدل هو

قرینے ایسے ہوتے ہین کہ اوس سے برخلاف کلیات حکم پیدا ہو جاتا ہے اور جدل کی حقیقت یہ ہو

اتباع الكليات واثبات حكم قد قضى العقل الصريح بخلافه

ہے کہ کلیات کے پیروی اور ایسے حکم کا ثابت کرنا کہ عقل صرف

لخصوص المقام كما اذا رايت حجرا وايقنت انه حجر

خصوصیت مقام کی وجہ سے اوس حکم کے برخلاف حکم دے چکی جیسے تونے ایک پتھر دیکھا اور یقین

فجاء الجدلي فقال الشيء انما يعرف باللون

کر لیا کہ یہ پتھر ہے پھر ایک جدلی آیا اور کہا کہ شے رنگ اور شکل وغیرہ سے

والشكل ونحوها وهذه الصورة قد تشابه الاشياء

معلوم ہوتی ہے اور یہ صورت اس شکل اور رنگ مین اور اشیائے بیشک ملی ہوئی ہے

فيها فنقض ذلك اليقين بامر كلي ولا يعلم المسكين

پھر وہ یقین اس امر کلی سے ٹوٹ گیا اور بیچارے کو یہ معلوم نہوا

ان اليقين الحاصل في هذه الصورة الخاصة اكبر

کہ اس صورت خاص کا وہ یقین جو حاصل ہو چکا ہے کلیات کی پیروی سے بہت بڑا ہے

مِنْ اتِّبَاعِ الْکُلِّیَّاتِ فَاِیَّاکَ اَنْ یَغُرَّکَ اَقْوَالُھُمْ عَنْ صَرِیْحِ

سونپتی رہنا مبادا کہ تجھکو اونکے ایسے اقوال صریح

السُّنَّۃِ وَالْاِخْتِلَافُ فِیْ ھٰذَا الْقِسْمِ رَاجِعٌ اِلَی التَّحَرِّیْ

سنت سے ڈگا دین اور اس قسم مین اختلاف کا انجام اٹکل اور دیکھے

وَسُکُوْنِ الْقَلْبِ بِالْجُمْلَۃِ الْاِخْتِلَافُ فِیْ اَکْثَرِ اُصُوْلِ

اطمینان کیطرف ہی اور خلاصہ یہ ہے کہ اکثر اصول فقہ مین اختلاف

الْفِقْہِ رَاجِعٌ اِلَی التَّحَرِّیْ وَاطْمِیْنَانِ الْقَلْبِ بِمُشَاھَدَۃِ

قرائن کے دیکھنے سے اٹکل اور دلی اطمینان کیطرف رجوع

الْقَرَائِنِ وَقَدْ اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کرتا ہے اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اِلٰی اَنَّ التَّکْلِیْفَ رَاجِعٌ اِلٰی مَا یُؤَدِّیْ اِلَیْہِ التَّحَرِّیْ فِیْ

اپنی کلام سے کئی مواضع مین یہ اشارہ فرمایا ہے کہ تکلیف ادہر رجوع کرتی ہے جدہر

مَوَاضِعَ مِنْ کَلَامِہٖ مِنْھَا قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اٹکل لیجاوے اون مواضع مین سے یہ حدیث تمھارا

فِطْرُکُمْ یَوْمَ تُفْطِرُوْنَ وَاَضْحَاکُمْ یَوْمَ تُضَحُّوْنَ قَالَ الْخَطَّابِیُّ

افطار اوسی دن ہے جبدن افطار کرو اور تمہارے قربانی اسیدن ہے جبدن قربانی کرو

مَعْنَی الْحَدِیْثِ اَنَّ الْخَطَاءَ مَوْضُوْعٌ عَنِ النَّاسِ فِیْمَا کَانَ

خطابی کہتا ہے حدیث کے یہ معنی ہین کہ اجتہاد کے راہ مین لوگون کی خطا معاف ہے

سَبِیْلُہُ الْاِجْتِھَادُ فَلَوْ اَنَّ قَوْمًا اجْتَھَدُوْا فَلَمْ یَرَوُا الْھِلَالَ

پس اگر ایک قوم نے محنت سے ڈہونڈا اور

اِلَّا بَعْدَ ثَلٰثِیْنَ فَلَمْ یُفْطِرُوْا حَتّٰی اسْتَوْفَوُا الْعَدَدَ

ہلال نہ دیکھا مگر بعد تیس دن کے اونہون نے افطار نکیا یہانتک کہ مہینے کی گنتی پوری کرلے

ثُمَّ ثَبَتَ عِنْدَهُمْ اَنَّ الشَّهْرَ كَانَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

پھر اون کو ثابت ہوا مہینا انتیس دن کا تھا

فَاِنَّ صَوْمَهُمْ وَفِطْرَهُمْ مَاضٍ وَّلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ مِّنْ وِزْرٍ

تو بیشک انکا روزہ اور افطار صحیح ہی اور انپر کچھ گناہ اور سزا

اَوْ عَتْبٍ وَّكَذٰلِكَ فِي الْحَجِّ اِذَا اَخْطَؤُا يَوْمَ عَرَفَةَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ

نہین ہے اور ایسی ہی حج مین اگر انہون نے یوم عرفہ مین خطا کی تو اون پر حج کے

عَلَيْهِمْ اِعَادَتُهٗ وَيُجْزِئُهُمْ اَضْحَاهُمْ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا هٰذَا

قضا نہین ہے اور انکو وہی قربانی کافی ہے یہ اللہ سبحانہ تعالے

تَخْفِيْفٌ مِّنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَرِفْقٌ بِعِبَادِهٖ وَمِنْهَا قَوْلُهُ الْحَاكِمُ

کیطرف سی تخفیف اور اپنے بندون پر آسانی ہے اور ایک

اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ

موضع یہہ حدیث ہی کہ حکم دینیوالا اگر اجتہاد کرے اور صواب پر پہنچ جاوی تو اسکو دوہرا

فَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَكُلُّ مَنِ اسْتَقْرَأَ نُصُوْصَ الشَّارِعِ وَ

اجر ہی اور اگر اجتہاد کرے اور چوک جاوی تو اکہرا اجر ہے اور جو شخص شارع کی نصوص اور فتاو کو

فَتَاوَاهُ يَحْصُلُ عِنْدَهٗ قَاعِدَةٌ كُلِّيَّةٌ وَّهِيَ اَنَّ الشَّارِعَ

خوب تلاش کریگا تو اسکو کلیہ قاعدہ مل جاوے گا کہ بیشک شارع

قَدْ ضَبَطَ اَنْوَاعَ الْبِرِّ مِنَ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالصَّلٰوةِ

نے عمدہ اقسام وضو اور غسل اور نماز

وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَغَيْرِهَا اَجْمَعَتِ الْمِلَلُ

اور زکوة اور روزہ اور حج وغیرہ جسپر مذاہب متفق ہین ہر

عَلَيْهِ بِاَنْحَاءِ الضَّبْطِ فَشَرَعَ لَهَا اَرْكَانًا وَّشُرُوْطًا وَّاٰدَابًا

طرح ضبط کردیے ہین یعنی اوسکے لیے رکن اور شرطین اور آداب مقرر کردیے ہین

وَوَضَعَ لَهَا مَكْرُوهَاتٍ وَمُفْسِدَاتٍ وَجَوَائِزَ وَاَشْبَعَ

اور اُن کیواسطی مکروہات اور مفسدات اور جائز امور مقرر کر دی ہین اور

الْقَوْلَ فِي هٰذَا حَقَّ الْاِشْبَاعِ ثُمَّ لَمْ يَبْحَثْ عَنْ تِلْكَ

اسمین کہنے کا حق خوب ادا کر دیا ہے پھر اون ارکان وغیرہ سی

الْاَرْكَانِ وَغَيْرِهَا بِحُدُوْدٍ جَامِعَةٍ مَانِعَةٍ كَثِيْرَ

بطور تعریف جامع اور مانع کے خوب بحث نہین کی

بَحْثٍ وَكُلَّمَا سُئِلَ عَنْ اَحْكَامٍ جُزْئِيَّةٍ تَتَعَلَّقُ بِتِلْكَ

ہے اور جب کوئی جزئی احکام سے جو کہ اون

الْاَرْكَانِ وَالشُّرُوْطِ وَغَيْرِهَا اَحَالَهَا عَلٰى مَا يَفْهَمُوْنَ

ارکان اور شروط وغیرہ سے متعلق ہین پوچھتا تو اسکو اون کے

فِي نُفُوْسِهِمْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُسْتَعْمَلَةِ وَ

دل اپنے سمجھ پر جو الفاظ مستعمل ہین سمجھتے ہین حوالہ کر دیتے ہین اور

اَرْشَدَهُمْ اِلٰى رَدِّ الْجُزْئِيَّاتِ نَحْوَ الْكُلِّيَّاتِ

یہہ بتا دیتے کہ جزئیات کو کلیات سی منطبق کر لین

وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ اللّٰهُمَّ اِلَّا فِي مَسَائِلَ قَلِيْلَةٍ

اور اتنے پر کبھی نہ بڑھاتے یا اسلیے مگر کمتر مسائل مین

لِاَسْبَابٍ طَارِئَةٍ مِنْ لِجَاجِ الْقَوْمِ وَنَحْوِهٖ فَشَرَعَ

عارضی اسباب کیوجہ سے کہ قوم کا اصرار کرنا وغیرہ پس وضو

غَسْلَ الْاَعْضَاءِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْوُضُوْءِ ثُمَّ لَمْ يَحُدَّ الْغَسْلَ

مین چارون اعضاء کا دہونا مشروع کیا پھر دہونے کی کوئی

بِحَدٍّ جَامِعٍ مَانِعٍ يُعْرَفُ بِهٖ اَنَّ الدَّلْكَ دَاخِلٌ فِي حَقِيْقَتِهٖ

جامع مانع حد نہین مقرر کی جس سے معلوم ہو کہ عضو کی مالش وضو کی حقیقت مین داخل ہے

أم لا وأن إصالة الماء داخلة فيها أم لا ولم يقسم الماء

یا نہیں اور پانی کا بہانا حقیقت میں داخل ہے یا نہیں اور پانی کے

إلى مطلق ومقيد فلم يبين أحكام البير والغدير

اقسام مطلق اور مقید مقرر نہیں کیے اور کوئی اور تالاب وغیرہ

ونحوهما وهذه المسائل كلها كثيرة الوقوع لا

کے احکام نہیں بیان کیے اور یہ تمام مسائل بہت پیش آنیوالے ہیں

يتصور عدم وقوعها في زمانه صلى الله عليه و

یہہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد میں پیش

آله وسلم ولما سأله السائل في قصة بير بضاعة

نہیں آئے اور جب آپ سے کسی سائل نے بیر بضاعہ کا حال

وحديث القلتين لم يزد على الرد إلى ما يفهمونه من

اور قلتین سے حدیث پوچھے تو اپنی کچھ طول کلام نہیں کے اسی پر حوالہ کیا کہ جو مضمون لفظ

اللفظ ويعتادونه فيما بينهم ولهذا المعنى قال سفيان

سے وہ سمجھتے ہیں اور آپس میں عادت کر رکھے ہیں اور اسی وجہ سے سفیان ثوری نے کہا

الثوري ما وجدنا في أمر الماء إلا سعة ولما سألته امرأة

کہا ہے کہ پانی کے حق میں تو گنجایش ہی پائے ہیں اور جب حضرت سے

عن الثوب يصيبه دم الحيضة لم يزد على أن قال

ایک عورت نے خون حیض سے بھرے ہوئے کپڑے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ

حتيه ثم اقرصيه ثم انضحيه ثم صلي فيه فلم يأت

اسکو کھرچ ڈال پھر مل ڈال پھر دھو ڈال پھر اوس سے نماز پڑھ لے سو موجودہ جانتے تھے

بأكثر مما عندهم وأمر باستقبال القبلة ولم يعلمنا

اس سے زیادہ نہ فرمایا اور استقبال قبلہ کا امر فرمایا اور ہمکو قبلہ کے

طريق معرفة القبلة وقد كانت الصحابة يسافرون

معرفت کا طریق تعلیم نہین کیا اور بیشک صحابہ سفر کیا کرتے تھے اور

ويجتهدون في امر القبلة وكانت لهم حاجة شديدة

قبلہ کے جہت سے اجتہاد کرتے تھے اور انکو طریق اجتہاد کے

الى معرفة طريق الاجتهاد فهذا كله لتفويضه مثل

معرفت کے نہایت حاجت تھی یہہ سب اس لیے تھا کہ حضرت کیطرف سے ایسے امور

ذلك الى رايهم وهكذا اكثر فتاواه صلى الله عليه و

انکی رای پر حوالہ اور اسیطور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر فتاوی

آله وسلم كما لا يخفى على منصف لبيب وقد

چنانچہ منصف دانا پر پوشیدہ نہین ہے اور بے شک

فهمنا من تتبع احكامه انه راعى في ترك التعمق وعدم

حضرت کی احکام کے پیروی سے ہمنے سمجھ لیا ہے کہ حضرت صلعم نے جہان بیرکے جو تعمق نہین اور

الاكثار من وجوه الضبط مصلحة عظيمة وهي ان

وجوہ ضبط کے کہتر بحث مین بڑی مصلحت کے رعایت کے ہے اور مصلحت یہ ہے

هذه المسائل ترجع الى حقائق تستعمل في العرف

کہ ان مسائل کا آل ایسی حقایق کیطرف ہے کہ عرف مین مجملاً

على اجمالها ولا يعرف حدها الجامع المانع الا بعسر

مستعمل ہوتے ہین اور ان حقایق کے جامع اور مانع حد دشواری بغیر معلوم نہین ہوتے

وربما يحتاج عند اقامة الحد الى التميز بين المتشاكلين

اور بسا اوقات حد قائم کرتے ہوئے دو مشکل کے تمیز کے لیے

باحكام وضوابط يحتاجون باقامتها ثم ان ضبطت و

ایسے احکام اور ضابطون سے حاجت پڑتی ہے کہ انکو قائم کرنے مین حرج ہے پھر جب انکو

فسرت لا يمكن تفسيرها الا بحقائق مثلها وهلم جرا

اور اونکی تفسیر کے تو اونکی تفسیر بدون دیسے ہی حقائق کے ممکن نہیں ہے اور اسیطرح کہی جا

فتسلسل الامر او يقف في بعض ما هنالك الى التفويض

پہر اوسمین تسلسل پیدا ہوتا ہے یا بعضے جگہہ مبتلے بہ کے

على رأي المبتلى به والحقائق الاخرى ليست باحق

رای پر حوالہ کرنا پڑتا ہے اور دوسرے درجہ کے حقایق بہی رای مبتلا بہ پر

من الاولى في التفويض الى المبتلين فلاجل هذه

حوالہ کرنے مین پہلے حقایق سے کچھہ اولی تر نہین ہے سوای مصلحت کے

المصلحة فوض الحقائق اول مرة الى رائهم ولم يشدد فيما

واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے پہل سے حقایق کو اون کے رای پر حوالہ کیا اور

يختلفون حين كان الاختلاف في امر فوض اليهم و

خلافی امور مین جب کہ اختلاف امر مفوض مین واقع ہوے کچھہ تشدد نہین کیا

كان في ذلك مساغ فلم يعنف على عمرو بن العاص في

اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جائز تہا سو عمرو ابن العاص پر اسیہین کہ وہ اس

فهمه من قوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة

آیت سے مت ڈالو اپنے ہاتہہ طرف ہلاکت کے

من جواز التيمم للجنب اذا خاف على نفسه من البرد ولم

جنب کے لیے تیمم کا جواز سمجہا اگر سردی سے ماری جان کا خوف ہو کچھہ سختی نہ کی

يعنف على عمر بن الخطاب فيما فهم من قوله او لامستم

نہین کے اور عمر ابن الخطاب رض پر اسیہین کہ وہ اس آیت کے معنون سے یا چہوو تم

النساء انه في لمس المرأة لا الجنابة فبقيت مسئلة الجنب

عورتون کو یہ سمجھے کہ یہ حکم عورت کو چہونے مین ہے جنابت مین نہیں اور جنب کا مسئلہ

غير مذكورة فينبغي ان لا يتيمم الجنب اصلا اخرج

يهان مذكور نهين تو چاهيے سخت گيري نهين كي اب جاهيے كه جنب هرگز تيمم نكرے نسائے

النسائي عن طارق ان رجلا اجنب فلم يصل فاتى النبي

نے طارق سے نقل كيا ہے كہ ايك شخص كو جنابت عارض ہوئی سو اوس نے نماز

صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم فذكر ذلك له

نہ پڑھی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور یہ ذکر کیا

فقال اصبت فاجنب رجل فتيمم وصلى فاتاه فقال

آپنے فرمایا اچھا کیا اور ایک اور شخص کو جنابت ہوئی اوس نے تیمم کرکر نماز پڑھ لی وہ بھی حاضر ہوا

نحو ما قال للآخر يعني اصبت انتهى ولم يعنف على احد

آپنے وہی فرمایا یعنے اچھا کیا تمام ہوا اور کسی پر اون صحابہ مین سے

ممن اخر صلوة العصر او اداها في وقتها حين كانوا جميعا

جس نے وقت سے نماز بدیر ادا کے یا عین وقت پر پڑھی جب کہ وہ سب

على تاويل من قوله لا تصلوا العصر الا في بني قريظة

اس حدیث کے تاویل پر تھے کہ تم نماز نہ پڑھنا مگر بنے قریظہ

وبالجملة فمن احاط بجوانب الكلام علم انه

مین جا کر سخت گیری نہین کے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کلام کے پہلو کو خوب جانتا ہے

صلى الله عليه وآله وسلم فوض الامر في تلك

وہ جانیگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ان حقائق کا حال جو عرف

الحقائق المستعملة في العرف على اجمالها وكل ا

مین مجمل مستعمل ہین اور اپنے ہے ایک کو ایک سے مطابق کرنا اون کے

في تطبيق بعضها ببعض الى افهامهم ونظيره تفويض

سمجھ پر تفویض فرمایا ہے اور اس کی نظیر فقہا کا

الفقهاء كثيرًا من الاحكام الى تحري المبتلى به وعادته

اکثر احکام کو مبتلے بہ کی تحقیق اور عادت پر حوالہ کردیا سو ان کے نزدیک

فلا عنف على احد من المختلفين عندهم ونظيره ايضا

دونوں خلاف کرنیوالوں میں سے کسی پر گرفت نہیں ہے اور اسکی ایسے بھی نظیر ہے

ما اجمعت الامة من الاجتهاد في القبلة عند الغيم

کہ امت کا اس اجتہاد پر اجماع ہوچکا ہے کہ ابر کے دن جہت قبلہ اٹکل سے متعین کرلیں اور

وترك العنف على واحد فيما ادى تحريه اليه ونظير

کسی پر اسکی اٹکل نے جدہر تجویز کیا گرفت نہیں کے اور

هذه المصلحة ما ذكره اهل المناظرة من الاصطلاح

اس مصلحت کی نظیر یہ ہی کہ اہل مناظرہ نے جو اصطلاح دلائل

على ترك البحث عن مقدمات الدلائل

کے مقدمات سے بحث ترک کرنے پر ذکر کیا ہے تاکہ بحث

لئلا يلزم انتشار البحث فمن عرف هذه المسئلة

کے تفریق لازم نہ آجاوے پس جو شخص کہ اس مسئلہ کو کما حقہ جانتا ہے

كما هي علم ان اكثر صور الاجتهاد يكون الحق فيها

وہ یہ جانتا ہے کہ اجتہاد کے اکثر صورت میں حق الامر اختلاف کی دونوں

دائرا جانبي الاختلاف وان في الامر سعة وان

جانب میں دائر ہوتا ہے اور یہ جان لیگا کہ حکم میں گنجایش ہے اور ایک

اليبس على شيء واحد والجزم بنفي المخالف ليس بشئ

شے پر اڑجانا اور مخالف کی نفی کا یقین کرلینا کچھ نہیں ہے

وان استنباط حدوده وان كان من باب التقريب

اور اوسکے حدود کا استنباط اگر وہ استنباط اس قسم کا ہے کہ ذہن اوسکے قریب کرتا ہے

الذهن الى ما يفهمه كل احد من اهل اللسان

اور محاورہ کیطرف جسکو زبان دان ہر ایک سمجھتا ہے تو وہ علم کے

فانه على العلم وان كان بعيدا من الاذهان

اعانت ہوتے ہیں اور اگرچہ بعید استنباط ذہنوں سے بعید ہے

وتميز المشكل بمقدمات مخترعة حتى ان

اور اختراعی مقدمات کی ذریعہ سے مشکل کے تمیز کرتے ہیں تو بسا اوقات

تكون شرعا جديدا وان الصحيح ما قاله الامام عز

نئی شرع ہو جاتی ہے اور بیشک صحیح وہ ہے جو امام عز الدین

الدين بن عبد السلام ولقد افلح من بما اجمعوا

بن عبد السلام نے کہا ہے اور بیشک خوب ہی کہ جس نے وہی اختیار کیا

على وجوبه واجتنب ما اجمعوا على تحريمه واستباح

جسکے وجوب پر اتفاق ہوا ہے اور سہی بچا جسکے حرمت پر اجماع ہوا ہے اور اسی

ما اجمعوا على اباحته وفعل ما اجمعوا على استحبابه

عمل کو مباح جانا جسکے اباحت پر اجماع ہوا ہے اور وہی کیا جسکے استحباب پر اجماع ہے

واجتنب ما اجمعوا على كراهته ومن اخذ بما اختلفوا

اور اس سے بچا جسکے کراہت پر اجماع ہوا ہے اور جس نے مختلف فیہ کو لیا

فيه فله حالان احدهما ان تكون المختلف

اور اس کے لیے دو حال ہیں ایک تو یہ کہ مختلف فیہ اس قسم کا ہو

فيه مما ينقض الحكم به فهذا لا سبيل الى

کہ حکم کے نقیض ہے ایسی مختلف فیہ میں تقلید کے کوئی راہ نہیں ہے

التقليد فيه لانه خطا محض وما حكم فيه بالنقض الا

کیونکہ صرف خطا ہی خطا ہی اور جسمیں نقض کا حکم اس لئے ہی ہوا ہے

لكونه خطأ بعيدا من نفس الشرع ومأخذه ورعاية

کہ وہ خطا ہے نفس شرع اور ماخذ شرع سے اور شرعی حکم کے رعایت

حكمه الثانية ان يكون مما لا ينقض الحكم فيه فلا بأس

سے دور ہے اور دوسرا حال یہہ ہے کہ اس قسم کا ہو کہ حکم اوسی نہین توڑتا تو

بفعله ولا بتركه اذا قلد فيه بعض العلماء لان

اوسکی کرنی اور ترک کا کچھہ ڈر نہین اگر کسی عالم کے تقلید کرلے تو

الناس لم يزالوا على ذلك يسألون من اتفق من

کیونکہ لوگون کا ہمیشہ یہی حال رہا ہے کہ جو عالم مل گیا اوسی سے

العلماء من غير تقييد بمذهب ولا انكار على

پوچھہ لیا مذہب کچھہ قید نہ تھے اور نہ کسی سائل پر کوئی

احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب و

اعتراض تھا یہانتک کہ یہ مذاہب اور

متعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه

متعصب مقلد پیدا ہوگئے کیونکہ بعض شخص مقلد ہوکر اپنے ہی امام

مع بعد مذهبه عن الادلة مقلدا له فيما قال فكانه

کے قول کی پیروی کرتا ہے باوجودیکہ اسکا مذہب دلائل سے الگ ہوتا ہے گویا کہ وہ امام

نبي ارسل اليه وهذا نأي عن الحق وبعد عن

نبی ہی اوسکی طرف مرسل ہوا ہے اور یہ حق سے جدائی اور

الصواب لا يرضى به احد من اولي الالباب انتهى

صواب سے دوری ہے کوئی دانا پسند نہین کرتا قول تمام ہوا

وقال من قلد اماما من الائمة ثم اراد تقليد غيره

اور کہا ہے جو شخص کسی ایک امام کا مقلد ہو پھر اوسکی تقلید کا ارادہ کرے

فهل له ذلك فيه خلاف والمختار التفصيل فان كان

تو آیا اوسکو ایسا جائز ہے اس مین خلاف ہے اور مختار یہہ تفصیل ہے پس اگر وہ

المذهب الذي اراد الانتقال اليه مما ينقض فيه

مذہب جسطرف تقلید کیا چاہتا ہے اس قسم کا ہے کہ اوس مین

الحاكم فليس له الانتقال الى حكم يجب نقضه

حکم ٹوٹ جاتا ہے تو اسکو ایسے حکم کیطرف جسکا نقض واجب ہے

فانه لا يجب نقضه الا لبطلانه وان كان الماخذان

انتقال کرنا جائز نہین ہے کیونکہ اسکا نقض اس کے لیے واجب ہے کہ وہ باطل ہے

متقاربين جاز التقليد والانتقال لان الناس لم

اور اگر دونو کے ماخذ قریب ہین تو تقلید اور انتقال دونو جائز ہین کیونکہ صحابہ کے زمانہ سے

يزالوا من زمن الصحابة الى ان ظهرت المذاهب

یہانتک کہ یہہ چارون مذہب پیدا ہوئے

الاربعة يقلدون من اتفق من العلماء من غير

لوگون کا ہمیشہ یہی حال رہا کہ جو عالم ملگیا تقلید کرلے

نكير من احد يعتبر انكاره ولو كان ذلك باطلا

کسی ایسے کا انکار نہین تہا جسکا اعتبار ہو اور اگر ایسی تقلید باطل ہوتی تو

لانكروه والله اعلم بالصواب انتهى واذ تحقق عندما

بے شک وہ انکار کرتے واللہ اعلم بالصواب تمام ہوا اور جب تجھکو

مابيناه علمت ان كل حكم تكلم فيه المجتهد باجتهاده

ہمارا بیان دلمین بیٹھہ گیا تو یہہ جان گیا کہ جس حکم مین مجتہد اپنے اجتہاد سے بحث کرتا ہے

منسوب الى صاحب الشرع عليه الصلوة والتسليمات

تو وہ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والتسلیمات کیطرف منسوب ہوتا ہے

إِمَّا إِلَى لَفْظِهِ أَوْ إِلَى عِلَّةٍ مَأْخُوذَةٍ مِنْ لَفْظِهِ وَإِذَا كَانَ

یا تو حضرت کی فرمودہ کیطرف یا علۃ کیطرف کہ اونکی فرمودہ سے ماخوذ ہوئی ہے اور جب یہہ

الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فَفِي كُلِّ اجْتِهَادٍ مَقَامَانِ أَحَدُهُمَا أَنَّ

امر ثابت قائم ہوا تو ہر ایک اجتہاد میں دو مقام ہیں ایک تو یہہ

صَاحِبَ الشَّرْعِ هَلْ أَرَادَ بِكَلَامِهِ هَذَا الْمَعْنَى أَوْ غَيْرَهُ

کہ آیا صاحب شرع نے اپنی کلام سے یہی معنے مراد لیے ہیں یا اور

وَهَلْ نَصَبَ هَذِهِ الْعِلَّةَ مِمَّا رَأَى فِي نَفْسِهِ حِينَ مَا

اور آیا اسے علت کو اپنی دل میں بروقت فرمانے حکم

تَكَلَّمَ بِالْحُكْمِ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهِ أَوْ لَا فَإِنْ كَانَ التَّصْوِيبُ بِالنَّظَرِ

منصوص علیہ کے مدار ٹھہرایا ہے یا نہیں پس اگر باعتبار اسکے ہے مقام کے

إِلَى هَذَا الْمَقَامِ فَأَحَدُ الْمُجْتَهِدَيْنِ لَا بِعَيْنِهِ مُصِيبٌ دُونَ

تصویب کی بحث ہوتی ہے تو دونو مجتہدین میں سے بلا تعیین ایک مصیب ہے

الْآخَرِ وَثَانِيهِمَا أَنَّ مِنْ جُمْلَةِ أَحْكَامِ الشَّرْعِ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ

دوسرا نہیں اور دوسرا مقام یہہ ہے کہ منجملہ احکام شرعی کے ہے کہ حضرت

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَى أُمَّتِهِ صَرِيحًا أَوْ دَلَالَةً أَنَّهُ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امت سے بالتصریح یا بدلالت یہہ عہد کیا ہے

مَتَى اخْتَلَفَ عَلَيْهِمْ نُصُوصًا أَوِ اخْتَلَفَ عَلَيْهِمْ مَعَانِي

کہ جب اونپر نصوص مختلف ہوجاویں یا نصوص میں سے کسی نص کے معانے

نَصٍّ مِنْ نُصُوصِهِ فَهُمْ مَأْمُورُونَ بِالِاجْتِهَادِ وَاسْتِفْرَاغِ

مختلف ہوجاویں تو انکو اجتہاد کرنیکا اور اون معانے میں سے حق بات

الطَّاقَةِ فِي مَعْرِفَةِ مَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا تَعَيَّنَ عِنْدَهُ

دریافت کرنے میں خوب طاقت صرف کرنیکا حکم ہے پھر جب مجتہد کو اون میں سے

مجتهد في شيء من ذلك وجب عليه اتباعه كما عهد

کو کسی ایک معنی معین ہو جاوے تو اوسپر اوسیکا اتباع واجب ہے جیسا کہ اون سے

اليهم انه متى اشتبه عليهم القبلة في الليلة

یہہ عہد کیا کہ جب اوندہیر اندہیرے رات مین قبلہ کے جہت مشتبہ ہو جاوے

الظلماء يجب عليهم ان يتحروا ويصلوا الى جهة وقع

تو اونپر اٹکل کرنا واجب ہی اور نماز اودہر پڑہ لیا کرین جدہر اون کے اٹکل قائم

تحريهم عليها فهذا حكم علقه الشرع بوجود التحري كما علق

ہو پس یہہ حکم ہے کہ شرع نے اٹکل کرنے پر منحصر کیا ہے جیسا کہ

وجوب الصلوة بالوقت وكما علق تكليف الصبي

نماز کے وجوب کو وقت پہ منحصر رکہا ہے اور جیسے بچہ کے مکلف ہونیکو اوس کے بالغ

ببلوغه فان كان البحث بالنظر الى هذا المقام نظر

ہونے پر منحصر فرمایا ہے پس اگر بلحاظ اس مقام کے بحث ہی تو غور کرے

فان كانت المسئلة مما ينقض فيه اجتهاد المجتهد فا

پس اگر مسئلہ اس قسم کا ہے کہ اس مین مجتہد کا اجتہاد ٹوٹتا ہے

جتهاده باطل قطعا وان كان فيها حديث صحيح

تو یقینا اسکا اجتہاد باطل ہے اور اگر اوس باب مین حدیث صحیح موجود ہو

وقد حكم بخلافه فاجتهاده باطل ظنا وان كان

اور اوسنی اوس کے خلاف حکم دیا تو اسکا اجتہاد ظنا باطل ہے اور اگر

المجتهدان جميعا قد سلكا ما ينبغي لهما ان يسلكاه

دونو مجتہد وہی راستہ چلین جو اونکو چلنا چاہیے تہا

ولم يخالفا حديثا صحيحا ولا امرا ينقض اجتهاد

اور نہ حدیث صحیح کے مخالفت کے ہے اور نہ ایسی امر کے مخالفت کے ہے

القاضي والمفتي في خلافه فهما جميعا على الحق هذا

کر دیں گے خلاف میں قاضی اور مفتی کا اجتہاد ٹوٹ جاوے تو وہ دونوں مجتہد حق پر

والله اعلم باب تأكيد الاخذ بهذه المذاهب الاربعة

ہیں یہ ہم نے کہا واللہ اعلم باب ان چاروں مذہب کی اتباع کی تاکید کا اور

والتشديد في تركها والخروج عنها اعلم ان في الاخذ

ان کے چھوڑنے میں اور ان سے باہر ہونے میں تشدید کا سمجھ لے کہ ان چاروں

بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفي الاعراض

مذاہب کی اتباع میں بڑی مصلحت ہے اور ان سب سے منحرف

عنها كلها مفسدة كبيرة نحن نبين ذلك بوجوه احدها

ہونے میں بڑا ہی مفسدہ ہے ہم اسکو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں

ان الامة اجتمعت على ان يعتمدوا على

ایک یہ کہ امت اسپر متفق ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف پر

السلف في معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا في

اعتماد کیا کریں سو تابعیوں نے اس معرفت میں صحابہ پر

ذلك على الصحابة وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين

اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا

وهكذا في كل طبقة اعتمد العلماء على من قبلهم و

اور اسیطور پر ہر طبقہ کے علما نے اپنے سے پہلوں پر اعتماد کیا ہے

العقل يدل على حسن ذلك لان الشريعة لا يعرف

اور عقل اس امر کو نیک جانتی ہے کیونکہ شریعت بدون نقل اور

الا بالنقل والاستنباط والنقل لا يستقيم الا بان

استنباط کی معلوم نہیں ہوتی اور نقل جب ہی راست آتی ہے کہ

يأخذ كل طبقة عمن قبلها بالاتصال ولا بدّ في الاستنباط

کہ ہر طبقہ اپنی سے پہلی متصل طبقہ سی دریافت کری اور استنباط مین یہ

ان يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم

ضرور ہی کہ متقدمین کی مذاہب کو سمجھ لی تاکہ اونکی اقوال سی باہر نہ ہو جاوی

فيخرق الاجماع ويبني عليها ويستعين في ذلك

کہ اجماع ٹوٹ جاوی اور اسپر بنا رکھے اور اسمین اپنی سابقین سے

بمن يسبقه لان جميع الصناعات كالصرف والنحو

استعانت لیوے کیونکہ تمام علوم جیسے صرف اور نحو اور

والطب والشعر والحدادة والنجارة والصياغة لم

طبابت اور شعر اور آہنگری اور درودگری اور زرگری کسیکو

يتيسر لاحد الا بملازمة اهلها وغير ذلك نادر بعيد

بدون خدمتگزاری اہل صناعت کی میسر نہین ہوئی اور اوسکی علاوہ ناممکن ہے

لم يقع وان كان جائزا في العقل واذا تعين

واقع نہین ہوئی اور گرچہ عقل کے تجویز مین جائز ہی اور جب سلف کی

الاعتماد على اقاويل السلف فلا بد من ان يكون

اقوال پر اعتماد ٹھہر گیا تو یہہ ضرور ہی کہ اونکے اقوال

اقوالهم التي يعتمد عليها مروية بالاسناد الصحيح

جنپر اعتماد ضرور ہی صحیح صحیح سند سے مروی ہوں

او مدونة في كتب مشهورة وان يكون مخدومة

یا مشہور کتابوں مین مندرج ہوں اور بحث کیی ہوئی ہوں

بان يبين الراجح من محتملاتها ويخصص عمومها في

اسطور کہ اوسکے تمام احتمالات مین سی راجح کا اور بعض مواضع مین عام مین سی خاص

بعض المواضع وتقييد مطلقها في بعض المواضع و

اور بعض مواضع مین مطلق مین سے مقید کا بیان ہو اور

يجمع المختلف منها ويبين علل احكامها والا لم يصح

ان مین سے مختلف کو جمع کیا ہو اور اوس کے احکام کی علتون کا بیان ہو اور نہین تو

الاعتماد عليها وليس مذهب في هذه الازمنة

اون پر اعتماد صحیح نہ ہوگا اور اس آخری زمانہ مین اس طرح کا مذہب

المتأخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة

بجز ان چارون مذہبون کے اور کوئی مذہب نہین ہے

اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل

مگر امامیہ اور زیدیہ کا مذہب اور وہ دونون

البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم وثانيها انه

بدعتی ہین ان کے اقوال پر اعتماد کرنا جائز نہین ہے اور دوسری وجہ

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتبعوا السواد

یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انبوہ کثیر کے

الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة

پیروی کرو اور چونکہ اور مذاہب حقہ بجز ان چارون کے مٹ گئے

كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها

تو انہین کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے اور اون سے باہر ہونا

خروجا عن السواد الاعظم وثالثها ان الزمان

سواد اعظم سے باہر ہونا ہے اور تیسرے یہہ وجہ ہی کہ جب کہ

لما طال وبعد العهد وضيعت الامانات لم يجز ان

مدت دراز گذر گئے اور زمانہ دور ہوگیا اور امانتین جاتی رہین تو اب جائز نہین ہو

يعتمد على أقوال علماء السوء من القضاة الجورة و

کہ کسی علماء یعنی ظالم قاضیون اور ہوا ہوس کے گرفتار مفتیون کے

المفتين التابعين للأهواء حتى ينسبوا ما يقولون

اقوال پر اعتماد کیا جاوے یہانتک کہ وہ اپنے قول کو سلف مین سے

إلى بعض من اشتهر من السلف بالصدق والديانة

کسی شخص صدق اور دیانت اور امانت مین مشہور کیطرف

والأمانة إما صريحا أو دلالة وحفظ قوله ذلك و لا

بصراحت یا بدلالت منسوب کرین اور اسکا قول محفوظ ہو اور نہ

على قول من لا ندري هل جمع شروط الاجتهاد

ایسے کیقول پر اعتماد کیا جاتا ہے جسکو ہم نہین جانتے کہ اجتہاد کی شرطین اسمین جمع ہو گئی ہین

أو لا فإذا رأينا العلماء المحققين في مذاهب السلف

یا نہین پھر جب ہم مذاہب سلف کی محققین علما کو دیکھین تو قریب ہے کہ وہ اپنے

عسى أن يصدقوا في تخريجاتهم على أقوالهم واستنباط

تخریجات مین سلف کے اقوال سے یا اپنی استنباط مین کتاب و سنت

هم في الكتاب والسنة وأما إذا لم نر منهم ذلك فهيهات

سے تصدیق کیے جاوین اور رہا وہ حال کہ اونہین یہہ بات نہ دیکھین تو تصدیق

وهذا المعنى الذي أشار إليه عمر بن الخطاب رضـ حيث

دور ہی اور یہی وہی معنے ہین کہ عمر ابن الخطاب نے جدہر اشارہ کیا ہے جہان

قال يهدم الإسلام جدال المنافق بالكتاب وابن المسعود

کہا ہے منافق کا جھگڑا کتاب کے ساتھ اسلام کو برباد کر دیتا ہے اور ابن مسعود نے

حيث قال من كان متبعا فليتبع من مضى فما ذهب

اشارہ کیا ہی جہان کہا ہے جو شخص اتباع کرے تو چاہیے کہ گذری ہوئی کا اتباع کرے بیس ابن حزم

الیه ابن حزم حیث قال التقلید حرام ولا یحل لاحد

اقول میں کہتا ہوں جو کہنا ہے کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو حلال نہیں ہے

ان یاخذ قول احد غیر رسول الله صلی الله علیه و

کہ سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسیکے قول کو

آله وسلم بلا برهان لقوله تعالی اتبعوا ما انزل الیکم

بلا دلیل اخذ کرے بدلیل اس آیت کے چلو اوسپر جو اترا

من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء وقوله تعالی واذا

تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اوس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے اور بدلیل اس آیت

قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه

اور جب انکو کہیں چلو اوسپر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں بلکہ چلینگے ہم

آباءنا وقال الله تعالی مادحا لمن لم یقلد

جسپر دیکھا ہمنے اپنے باپ دادونکو اور اللہ تعالی اوسکی مدح میں جو تقلید نہ کرے

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه

فرماتا ہے کہ تو خوشی سنا میری بندونکو جو سنتے ہیں بات اور پھر چلتے ہیں اوسکے نیک پر

اولئک الذین هداهم الله واولئک هم اولو الالباب

وہی ہیں جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہیں عقل والے

وقال تعالی فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله و

اور اللہ تعالے فرماتا ہے پھر اگر جھگڑ پڑو تم کسی چیز میں تو اوسکو رجوع کرو اللہ

الرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر فلم یبح الله

اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اللہ تعالے نے

تعالی الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنة

تنازع کیوقت حادثہ کا پیش کرنا بجز قرآن اور حدیث کے کسیطرف مباح نہیں کیا

وَحَرُمَ بِذٰلِكَ الرَّدُّ عِنْدَ التَّنَازُعِ اِلٰى قَوْلِ قَائِلٍ لِاَنَّهُ غَيْرُ

اور اسی سے تنازع کیوقت قول قائل کیطرف رد کرنا حرام ہو گیا اس لیے

الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ وَقَدْ صَحَّ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَوَّلِهِمْ

کہ بجز قرآن اور حدیث کے ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع اول سے آخر تک

عَنْ اٰخِرِهِمْ وَاِجْمَاعُ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ

اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک

وَاِجْمَاعُ تَبْعِ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ عَلَى الْاِمْتِنَاعِ

اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سے باز رہنے پر

وَالْمَنْعِ مِنْ اَنْ يَّقْصِدَ اَحَدٌ اِلٰى قَوْلِ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ اَوْ

اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے کسی انسان کے قول کیطرف

مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَاْخُذَهُ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمْ مَنْ اَخَذَ بِجَمِيْعِ

یا اپنی سے پہلے قول کیطرف قصد کرے پھر وہ تمام اقوال کو اخذ کرے پس جس شخص نے امام

اَقْوَالِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَوْ جَمِيْعِ اَقْوَالِ مَالِكٍ اَوْ جَمِيْعِ اَقْوَالِ

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام

الشَّافِعِيِّ رح اَوْ جَمِيْعِ اَقْوَالِ اَحْمَدَ رح وَلَا يَتْرُكُ قَوْلَ مَنِ

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال اخذ کیے اور انکے سوا سے یا اوروں سے

اتَّبَعَ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ اِلٰى قَوْلِ غَيْرِهٖ وَلَمْ يَعْتَمِدْ عَلٰى

علاوہ اپنے متبوع کا قول چھوڑ کر غیر کا قول نہیں لیتا اور جو قرآن

مَا جَاءَ فِي الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ غَيْرَ صَارِفٍ ذٰلِكَ اِلٰى

اور حدیث میں آیا ہے اوس پر اعتماد نہیں کرتا جب تک کہ اسکو کسی انسان معین کے

قَوْلِ اِنْسَانٍ بِعَيْنِهٖ اَنَّهُ قَدْ خَالَفَ اِجْمَاعَ الْاُمَّةِ كُلِّهَا

قول سے مطابق کرلے تو وہ خوب سمجھ لے کہ اوسنے تمام امت اول

أو قاطعًا. أخبرها بيقين لا إشكال فيه وأنه لا يجد
اول سے آخر تک کا یقینًا خلاف کیا اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے اور وہ

لنفسه سلفًا ولا إمامًا في جميع الأعصار المحمودة الثلثة
اپنے واسطے سارے تینوں زمانہ محمود میں نہ سلف پاتا ہے

فقد اتبع غير سبيل المؤمنين نعوذ بالله من هذه
اور نہ امام سواد سلفنے بیشک مومنین سے الگ راہ اختیار کی اس درجے سے

المنزلة وأيضًا فإن هؤلاء الفقهاء كلهم قد
خدا کے پناہ اور یہ سبب ہے کہ اس تمام جماعت فقہاء نے اپنی تقلید سے اور غیر

نهوا عن تقليدهم وتقليد غيرهم فقد خالفهم من
کے تقلید سے بے شک منع کیا ہے تو جس نے اونکی تقلید کے

قلدهم وأيضًا فما الذي جعل رجلًا من هؤلاء
اونکا خلاف کیا اور علی ہذا القیاس ایک یہ بات ہے کہ جس نے اس جماعت

أو من غيرهم أولى بأن يقلد من عمر بن الخطاب رض
میں سے یا انکی علاوہ ایک شخص کو تقلید کے واسطے عمر بن الخطاب

أو علي بن أبي طالب رض أو ابن مسعود أو ابن عمر أو ابن
یا علی بن ابی طالب یا ابن مسعود یا ابن عمر یا ابن

عباس أو عائشة أم المؤمنين رض فلو ساغ التقليد لكان
عباس یا ام المومنین عائشہ سے اولی کر دیا پس اگر تقلید جائز ہوتی ہے تو اس

كل واحد من هؤلاء أحق بأن يتبع من غيره انتهى
جماعت صحابہ میں سے ہر ایک تقلید کے لیے غیر کے نسبت زیادہ سزاوار تھا قول ابن حزم کا

إنما يلزم فيمن له ضرب من الاجتهاد ولو في مسئلة
تمام ہوا یہ قول اوسی شخص کے حق میں پورا ہوتا ہے جسکو کچھ اجتہاد حاصل ہو اگرچہ ایک مسئلہ میں

واحداً وفيمن ظهر عليه ظهوراً بيناً أن النبي صلى

اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہوجا دے کہ نبی صلی

الله عليه وآله وسلم أمر بكذا أو نهى عن كذا وأنه

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا ہے اور یہ منع کیا ہے اور یہ

ليس بمنسوخ إما بأن يتتبع الأحاديث وأقوال المخالف

منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی تتبع اور مسائل مین مخالف

والموافق في المسألة فلا يجد لها نسخاً أو بأن

اور موافق اقوال کے تلاش سے ظاہر ہوجاوی کہ اسکا نسخ کہین نہ دیکھے

يرى جماً غفيراً من المتبحرين في العلم يذهبون إليه

یا اس طور کہ علم کے متبحر انبوہ کثیر کو دیکھتا ہے کہ سب نے یہی اختیار کر رکھا ہے

ويرى المخالف له لا يحتج إلا بقياس أو استنباط أو

اور اسکے مخالف دیکھتا ہے کہ وہ صرف قیاس یا استنباط وغیرہ ہی سے

نحو ذلك فحينئذ لا سبب لمخالفة حديث النبي صلى

حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث کی مخالفت

الله عليه وآله وسلم إلا نفاق خفي أو حمق جلي

کا کوئی سبب نہین ہے بجز پوشیدہ نفاق کے یا ظاہر حماقت کے

وهذا هو الذي أشار إليه الشيخ عز الدين بن عبد

اور یہ وہ ہی مضمون ہے کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام نے ادہر اشارہ

السلام حيث قال ومن العجب العجيب أن الفقهاء

کیا ہے کیونکہ کہا ہے بڑا ہی عجیب ہے کہ بعضے مقلد فقہاء

المقلدين يقف أحدهم على ضعف مأخذ إمامه

اپنے امام کے ایسے ضعیف ماخذ پر واقف ہوتے ہین

بحيث لا يجد لضعفه مدفعاً وهو مع ذلك يقلده فيه و

کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پھر بھی اوس مسئلہ مین اسکی تقلید کیے جاتا

يترك من شهد الكتاب والسنة والاقيسة الصحيحة

ہین اور جسکی مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت

لمذهبهم جموداً على تقليد امامه بل يتحيل لدفع

دیتی ہین اوسکو اپنی امام کے تقلید پہ ٹہر کر ترک کرتے ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کے

ظاهر الكتاب والسنة ويتأولهما بالتأويلات البعيدة

دفع کے لیے حیلہ سوچتے ہین اور اون سے انکار اور باطل تاویلین

الباطلة نضالاً عن مقلده وقال لم يزل الناس يسألون من

کرتے ہین تاکہ اپنے امام کیطرفسے تیر اندازی کرے اور کہا ہے ہمیشہ لوگ علماء مین سے

اتفق من العلماء من غير تقييد لمذهب ولا انكار

جو ملگیا پوچھتے رہتے ہین ... نہ تو مذہب کی کچھہ قید تھی اور نہ پوچھنے والون مین سے کسیپر

على احد من السائلين الى ان ظهرت هذه المذاهب

کچھہ اعتراض تہا یہانتک کہ یہ مذاہب اور ان مذاہب

ومتعصبوها من المقلدين فان احدهم يتبع امامه

کے متعصب مقلد پیدا ہوگئے بیشک کوئی مقلد اپنے امام کا اتباع

مع بعد مذهبه عن الادلة مقلداً له فيما قال كانه

کرتا ہے باوجودیکہ اسکا مذہب دلائل سے بہت الگ ہے جو اوسنے کہدیا اوسکا مقلد بنا ہے

نبي ارسل وهذا نأى عن الحق وبعد عن الصواب لا يرضى

گویا کہ امام نبی مرسل ہے اور یہ تو حق سے علیحدگے اور صواب سے دوری ہے اسکو

به احد من اولي الالباب وقال الامام ابو شامة ينبغي

دانا ادمی کوئے پسند نہین کرتا اور امام ابو شامہ کہتے ہین کہ

لمن اشتغل بالفقه ان لا يقتصر على مذهب امام و

کہ جو شخص فقہ مین مشغول رہے اوسکو مناسب ہی کہ ایک امام کے مذہب پر حصر نکردے اور

يعتقد في كل مسئلة صحة ما كان اقرب الى دلالة

ہر مسئلہ مین صحیح اوسیکو سمجھے جو کتاب اور سنت محکمہ

الكتاب والسنة المحكمة وذلك سهل عليه اذا كان

کی دلیل سے قریب تر ہو اور یہ بات اوسپر بہت آسان ہے اگر

اتقن معظم العلوم المتقدمة وليتجنب التعصب

وہ شخص علوم متقدمہ کے معظم امور کو خوب ضبط کرلے اور مناسب ہی کہ

والنظر في طرائق الخلاف فانها مضيعة للزمان و

تعصب سے اور طرائق خلاف مین فکر کرنے سے بچتا رہے کیونکہ اوس مین اوقات ضائع اور

لصفوه مكدرة فقد صح عن الشافعي انه نهى عن

صاف وقت مکدر ہوتا ہے کیونکہ بیشک امام شافعی سے ثابت ہو چکا ہے کہ انہون نے اپنی

تقليد غيره قال صاحبه المزني في اول مختصره اختصرت

تقلید اور غیر کے تقلید سے منع کیا ہے مزنی اونکا شاگرد اپنی کتاب مختصر کے اول

هذا من علم الشافعي رحمة الله عليه ومن معنى قوله لا

مین کہتا ہے یعنی اس مسئلہ کو شافعی رح کے علم مین سے اور اونکے اسقول کے معنے مین سے مختصر کیا ہی

قربه على من اراده مع اعلاميه نهيه عن تقليده

لاقربہ علی من اراد باوجودیکہ مین اسکو جتا دیتا ہون کہ امام شافعی رح نے اپنی تقلید سے

وتقليد غيره لينظر فيه لدينه ويحتاط لنفسه اي

اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے چاہیے کہ اس مختصر مین اپنے دین کے واسطے غور کرے اور اپنی نفس کے لیے احتیاط

مع اعلامي من اراد علم الشافعي نهي الشافعي عن

کرے یعنی جو شخص شافعی کا علم مقصود رکھتا ہی اوسکو جتائی دیتا ہون

تقليد له وتقليد غيره انتهى وفيمن يكون عاميا ويقلد

کہ شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے انتہی اور اسکی حقیقین جو عامی ہو اور

رجلاً من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله

فقہا میں سے کسی ایک شخص کی تقلید کرے یہ سمجھ کر کہ ایسی

الخطأ وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في

شخص سے خطا محال ہے اور یہ جو کہتا ہے سو البتہ صواب ہے اور اپنی دل میں یہہ

قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه

بات پوشیدہ رکھی کہ اوسکی تقلید نہ چھوڑوں گا اگر اوسکی خلاف پر دلیل قائم ہو جاوی

وذلك ما رواه الترمذي عن عدي بن حاتم انه

اور اوسکی دلیل یہ ہے جو ترمذی عدی بن حاتم سے روایت کرتا ہے عدی

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

بن حاتم کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سنا کہ یہ آیت

يقرأ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون

پڑہتے تہے ٹہرا لی اپنے عالم اور درویش خدا کو چھوڑ کر

الله قال انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا

فرمایا کہ وہ لوگ اونکی پرستش تو نہیں کرتے تہے پر اونکا یہ

اذا احلوا لهم شيئا استحلوه واذا حرموا عليهم شيئا

حال تہا کہ جس شی کو ان کے واسطے وہ حلال جانتے اور جب اونپر کوئی چیز

حرموه وفيمن لا يجوز ان يستفتي الحنفي مثلا فقيها

حرام کر دیتی تو اسکو حرام کر لیتی اور اسکی حقیقین جو یہ جائز نہیں رکہتا کہ حنفی شخص مثلا

شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام

فقیہ شافعی سے فتوی اور اسکے بر عکس یعنی شافعی حنفی سے اور یہ جائز نہیں رکہتا کہ حنفی شخص شافعی مذہب امام کا

شَافِعِيٌّ مَثَلاً فَاِنَّ هٰذَا قَدْ خَالَفَ اِجْمَاعَ الْقَرْنِ الْاُوْلٰى

مثلاً مقلد ہی ہوجاوے کیونکہ بیشک اسنے قرون اولے کے اجماع کا خلاف کیا

وَنَاقَضَ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ وَلَيْسَ مَحَلُّهُ فِيْمَنْ لَّا يَدِيْنُ

اور صحابہ اور تابعین سے مناقضہ کیا اور قول ابن حزم کا محل اوس کے

اِلَّا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْتَقِدُ حَلَالًا

حق میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے سوا دین نہیں ٹھہراتا

اِلَّا مَا اَحَلَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَا حَرَامًا اِلَّا مَا حَرَّمَهُ

اور بجز اسکے حلال نہیں جانتا جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حلال کیا ہو اور نہ سوا اسکے حرام

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ لٰكِنْ لَمَّا لَمْ يَكُنْ لَهُ عِلْمٌ بِمَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى

جانتا ہے جو اللہ نے اور اسکے رسول نے حرام کردیا ہے. لیکن چونکہ اوسکو نبی صلے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا بِطَرِيْقِ الْجَمْعِ

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے فرمودہ کا علم نہیں تہا اور نہ حضرت کی

بَيْنَ الْمُخْتَلِفَاتِ مِنْ كَلَامِهٖ وَلَا بِطَرِيْقِ الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ

کلام میں سے طریق الجمع بین المختلفات کا علم تہا اور نہ حضرت کی کلام میں سے طریق

كَلَامِهٖ اتَّبَعَ عَالِمًا رَّاشِدًا عَلٰى اَنَّهُ مُصِيْبٌ فِيْمَا يَقُوْلُ وَ

استنباط کا علم تہا تو عالم راہ نمائنیوالیکا معتقد ہوگیا اس خیال پر کہ یہ اپنے قول میں صواب

يُفْتِيْ ظَاهِرًا مُتَّبِعٌ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

پر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تابع ہوکر ظاہر فتوی دیتا ہے

اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنْ ظَهَرَ خِلَافُ مَا يَظُنُّهُ اَقْلَعَ مِنْ

پہر اگر کبہی اوسکے مظنون کا خلاف ظاہر ہوجاوے تو

سَاعَتِهٖ مِنْ غَيْرِ جِدَالٍ وَّلَا اِصْرَارٍ فَهٰذَا كَيْفَ يُنْكِرُهُ

اوسیوقت الٹہ جاوے اور بے جہگڑے اور اصرار اور جہگڑے اسکے ایسا شخص اسکا کوئی انکار کیونکر کرسکتا ہے

أَحَدٌ مَعَ أَنَّ الاِسْتِفْتَاءَ وَالْإِفْتَاءَ لَمْ يَزَلْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ

باوجودی کہ استفتا لینا اور فتوی دینا مسلمانوں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

مِنْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا فَرْقَ

وقت سے ہمیشہ چلا آیا ہے اور اسمیں کچھ

بَيْنَ أَنْ يَّسْتَفْتِيَ هٰذَا دَائِمًا أَوْ يَسْتَفْتِيَ هٰذَا حِيْنًا بَعْدَ

فرق نہیں ہے کہ فتوی ہمیشہ اس سے لیا کرے یا کبھی کسی سے لیا کرے بعد اسکے

أَنْ يَّكُوْنَ مُجْمَعًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ كَيْفَ لَا وَلَمْ نُؤْمِنْ

کہ وہ ہمارے ذکر کیے ہوئے پر متفق ہو گیا ہو اور یہ امر کیونکر نہو حالانکہ ہم

بِفَقِيْهٍ أَيًّا كَانَ أَنَّهٗ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ الْفِقْهَ وَفَرَضَ عَلَيْنَا طَاعَتَهٗ

کسی فقیہ پر کوئی ہو یہ ایمان نہیں لائے ہیں کہ اللہ نے فقہ اسکو بذریعہ وحی کے بھیجی ہے اور

وَأَنَّهٗ مَعْصُوْمٌ فَإِنِ اقْتَدَيْنَا بِوَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَذٰلِكَ

ہمپر اسکی اطاعت فرض کر دی ہے اور یہ فقیہ معصوم ہے پس اگر ہم اونمیں سے کسی فقیہ کے مقلد

لِعِلْمِنَا أَنَّهٗ عَالِمٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَلَا يَخْلُوْ قَوْلُهٗ

ہوتے ہیں تو یہ تقلید اسلیے ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ فقیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے آگاہ ہے

إِمَّا أَنْ يَّكُوْنَ مِنْ صَرِيْحِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَوْ مُسْتَنْبَطًا

سو اسکا قول اس سے خالی نہیں کہ یا تو صریح کتاب اللہ اور سنت سے ماخوذ ہوگا یا ان دونو

عَنْهُمَا بِنَحْوٍ مِّنَ الاِسْتِنْبَاطِ أَوْ عَرَفَ بِالْقَرَائِنِ أَنَّ الْحُكْمَ

سے کسیطرح کے استنباط کی ذریعہ سے مستنبط ہوگا یا اسنے بواسطہ قرائن کے جان لیا ہوگا کہ

فِيْ صُوْرَةٍ مَّا مَنُوْطٌ بِعِلَّةِ كَذَا وَاطْمَأَنَّ قَلْبُهٗ بِتِلْكَ الْمَعْرِفَةِ

فلانے صورت میں حکم فلانے علت سے متعلق ہے اور اس معرفت پر اسکے خاطر جمع ہو گئے

فَقَاسَ غَيْرَ الْمَنْصُوْصِ عَلَى الْمَنْصُوْصِ فَكَأَنَّهٗ يَقُوْلُ ظَنَنْتُ

ہوگی سو اوسنے غیر منصوص حکم کو منصوص پر قیاس کر لیا ہے پس گویا یہ کہتا ہے میں نے گمان کر لیا ہے

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كلما وجدت

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہہ فرمایا ہے جب یہہ علت

هذه العلة فالحكم ثمه هكذا او المقيس مندرج في

پائی جاوے تو اوس جگہ یہہ ہے حکم ہے اور مقیس اس عموم کے

هذا العموم فهذا ايضا معزو الى النبي صلى الله عليه

سلے داخل ہے سو یہہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف

وآله وسلم ولكن في طريقه ظنون ولولا ذلك لما

منسوب ہو لیکن اوسکے اس راہ میں ظن سے ظن ہیں اور اگر ایسا نہوتا

قلد مؤمن لمجتهد فان بلغنا حديث من الرسول

تو کوئی مومن کسی مجتہد کا مقلد نہوتا پس اگر ہمکو رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے

المعصوم الذي فرض الله علينا طاعته بسند

حدیث جس کی طاعت اللہ نے ہمپر فرض کی ہے صحیح سند سے

صالح يدل على خلاف مذهبه وتركنا حديثه

ایسی پہونچی کہ اوس فقیہ کے مذہب کے خلاف پر دلالت کرتی ہو اور ہم اوس حدیث کو ترک

واتبعنا ذلك التخمين فمن اظلم منا وما عذرنا يوم

کریں اور اس ظن اور تخمین کے تابع رہیں تو ہمسے بڑا ظالم کون ہے اور ہمارا عذر قیامت

يقوم الناس لرب العالمين باب اختلاف الناس

کے دن کیا ہوگا باب لوگوں کے اختلاف کا

في الاخذ بهذه المذاهب الاربعة وما يجب عليهم

ان چاروں مذہب کی تقلید میں اور اس سے انپر کیا واجب ہو جاتا ہے

من ذلك اعلم ان الناس في الاخذ بهذه المذاهب

سمجھ لے کہ لوگ ان مذاہب کے تقلید کرنے میں

عَلَى اَرْبَعَةِ مَنَازِلَ وَلِكُلِّ قَوْمٍ حَدٌّ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَّتَعَدُّوْهُ

چار قسم پر ہین اور ہر قوم یعنے قسم کے لیے ایک حد معین ہے کہ اوسکو کسی طرح بڑھنا جائز نہین ہے

اَحَدُهَا مَرْتَبَةُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الْمُنْتَسِبِ اِلٰى صَاحِبِ مَذْهَبٍ

ایک مرتبہ مجتہد مطلق کا ہے کہ ان مذاہب مین سے

مِّنْ تِلْكَ الْمَذَاهِبِ وَثَانِيْهَا مَرْتَبَةُ الْمُخَرِّجِ وَهُوَ الْمُجْتَهِدُ فِي

کسی اہل مذاہب کیطرف منتسب ہوتا ہی اور دوسرا المخرج کا مرتبہ ہے اور وہ مجتہد

الْمَذْهَبِ وَثَالِثُهَا مَرْتَبَةُ الْمُتَبَحِّرِ فِي الْمَذْهَبِ الَّذِيْ حَفِظَ

فے المذہب ہوتا ہے اور تیسرا متبحر فے المذہب کا مرتبہ ہے جو کہ

الْمَذْهَبَ اَتْقَنَهُ وَهُوَ يُفْتِيْ بِمَا اَتْقَنَ وَحَفِظَ مِنْ مَذْهَبِ

مذہب کو خوب محفوظ رکھتا ہے اور منضبط کرلیا ہے اور وہ اپنے انضباط اور اپنے اصحاب کے

اَصْحَابِهِ وَرَابِعُهَا الْمُقَلِّدُ الصِّرْفُ الَّذِيْ يَسْتَفْتِيْ عُلَمَاءَ

حفظ مذہب کی موافق فتوی دیتا ہے اور چوتھا صرف مقلد ہے جو کہ مذاہب کے علماء سے فتوی

الْمَذَاهِبِ يَعْمَلُ عَلٰى فَتْوَاهُمْ وَكُتُبُ الْقَوْمِ مَشْحُوْنَةٌ بِشُرُوْطِ

پوچھتا ہے اور اون کے فتوے پر عمل کرتا ہے اور فقہا کی کتابین

كُلِّ مَنْزِلٍ وَّاَحْكَامِهٖ اِلَّا اَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يُمَيِّزُ بَيْنَ

ہر مرتبہ کی شرطون اور احکام سے پر ہین لیکن بعضے ایسی آدمی ہین کہ ان مراتب

الْمَنَازِلِ فَيَخْبِطُ فِيْ تِلْكَ الْاَحْكَامِ وَيَظُنُّهَا مُتَنَاقِضَةً فَاَرَدْنَا

مین تمیز نہین کرتے پہر وہ ان احکام مین خبطے بن جاتے ہین اور اون مراتب کو متناقض

اَنْ نَّجْعَلَ لِكُلِّ مَنْزِلٍ فَصْلًا وَّنُشِيْرُ اِلٰى اَحْكَامِ

گمان کرتے ہین سو ہمنے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر مرتبہ سے جداگانہ فصل بنادین اور ہر مرتبہ

كُلِّ مَنْزِلٍ عَلٰى حِدَةٍ فَصْلٌ فِي الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الْمُنْتَسِبِ

کے احکام کیطرف الگ الگ اشارہ کردین مجتہد مطلق منتسب کے حال مین

وقد قدمنا شرطه فلا نعيده وحاصل كل ذلك أنه

اور اوس کے شرط ہم پہلے بیان کر چکے ہین سو اب نہین دوہراتے اون سب شرطون کا

الجامع بين علم الحديث والفقه المروي عن أصحابه

حاصل یہ ہے کہ مجتہد منتسب وہ ہوتا ہے کہ جامع ہو علم حدیث اور فقہ مین اور اس کے اساتذہ سی مروی ہے

وأصول الفقه كحال كبار العلماء من الشافعية وهم

اور اصول فقہ مین جیسے شافعی مذہب مین بڑے بڑے علماء کا حال تھا اور

وإن كانوا كثيرين في أنفسهم لكنهم أقلون بالنظر

اگرچہ یہہ علماء اپنی گنتی مین بہت ہین پر اور مراتب کے نسبت بہت تہوڑی

إلى منازل الأخرى وحاصل صنيعهم استقرأنا

ہین اور ان کے عمل در آمد کا حاصل ہماری تلاش کے موافق

من كلامهم أن تعرض المسائل المنقولة عن مالك

جو اون کے کلام سے ہم نے ہے یہہ ہے کہ مسائل کا پیش کرنا جو کہ امام مالک

والشافعي وأبي حنيفة والثوري وغيرهم من المجتهدين

اور امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ثوری وغیرہ مقبول مجتہدون سی منقول ہے

المقبولة ومذاهبهم وفتاواهم على موطأ مالك رح

اور اون کے مذاہب اور فتوون کا پیش کرنا امام مالک کے موطا پر

ثم الصحيحين ثم على أحاديث الترمذي وأبي داود فأي

اور صحیحین یعنی مسلم اور بخاری پر پہر اون کے بعد ترمذی اور ابو داود کے

مسئلة وافقها السنة نصا أو إشارة أخذوا بها

حدیثون پر پہر جو مسئلہ سنت سی باعتبار نص کے یا اشارہ کے موافق نکلتا

وعولوا عليها وأي مسئلة خالفتها السنة مخالفة

تو اوسکو لی لیتے اور اوسپر اعتماد کرتے اور جو مسئلہ سنت کے صریح خلاف ہوتا

صَرِيحَةً رَدُّوهَا وَتَرَكُوا الْعَمَلَ بِهَا وَأَيُّ مَسْئَلَةٍ اخْتَلَفَتْ

صریح خلاف ہوتا اوسکو رد کرتے اور اوسپر عمل ترک کرتے اور جس مسئلہ مین حدیثین

فِيهَا الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ اجْتَهَدُوا فِي تَطْبِيقِ بَعْضِهَا

اور آثار مختلف ہوتے تو اون کے تطبیق مین ایک کو ایک سے اجتہاد کرتے

بِبَعْضٍ إِمَّا بِجَعْلِ الْمُفَسَّرِ قَاضِيًا عَلَى الْمُبْهَمِ أَوْ تَنْزِيلِ كُلِّ

یا تو مفسر کو مبہم کا حکم ٹھہراتے تھے اور ہر حدیث

حَدِيثٍ عَلَى صُورَةٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ فَإِنْ كَانَتْ مِنْ بَابِ

کو ایک صورت پر قائم کرتے یا اور کچھ کرتے پس اگر مسئلہ مسنون ہوتے

السُّنَنِ وَالْآدَابِ فَالْكُلُّ سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِنْ بَابِ الْحَلَالِ

یا آداب ہونیکا ہوتا تو وہ سب مسنون ہوتے اور اگر مسئلہ

وَالْحَرَامِ أَوْ مِنْ بَابِ الْقَضَاءِ وَاخْتَلَفَتْ

حلت اور حرمت کا یا در باب قضا ہوتا اور اوس مین

فِيهَا الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَالْمُجْتَهِدُونَ جَعَلُوهَا عَلَى

صحابہ اور تابعین اور مجتہد مختلف ہوتے تو اوسکو

قَوْلَيْنِ أَوْ عَلَى أَقْوَالٍ وَلَمْ يُنْكِرُوا عَلَى أَحَدٍ فِيمَا أَخَذَ

دو قول پر یا کئی قولون پر ٹھہراتے اور کسی پر اعتراض نہ کرتے تھے اسمین کہ

مِنْهَا وَوَسَّعُوا الْأَمْرَ سَعَةً إِذَا كَانَ يَشْهَدُ الْحَدِيثَانِ

اوس نے جو قول اختیار کر لیا اور اوس امر مین فراخی تجویز کرتے جبکہ حدیث اور

وَالْآثَارُ لِكُلِّ جَانِبٍ ثُمَّ اسْتَفْرَغُوا جُهْدَهُمْ فِي مَعْرِفَةِ

آثار ہر جانب کے شاہد ہوتے پھر وہ اپنے محنت کو اولے

الْأَوْلَى وَالْأَرْجَحِ إِمَّا بِقُوَّةِ الرِّوَايَةِ أَوْ بِعَمَلِ أَكْثَرِ

اولی اور ارجح دریافت مین خوب صرف کرتے وہ اولیت یا روایت کی قوت سے ہوتے یا اوسپر اکثر

الصحابة به او كونه مذهب جمهور المجتهدين او موافقا

صحابہ کے عمل کرنے سے یا اس سبب سے کہ جمہور مجتہدین کا مذہب ہوگیا یا قیاس سے

للقياس كفما النظر آية ثم عملوا بذلك الاقوى من غير نكير

اپنی نظیرون کے برابر موافق ہوگیا جب اس میں اقوی پر عمل کرتے تھے کسیپر اعتراض نہین تھا

على احد ممن اخذ بالقول الآخر فان لم يجدوا في المسئلة

جس نے دوسرا قول یعنے مرجوح اختیار کر لیا پس اگر مسئلہ مین ان طبقون مین سے

حديثا من تينك الطبقتين اخذوا باقوال من نظرهم في شواهد

حدیث نہ پاتے تو اپنے فکر کے تیرون کو تیسرے طبقہ کے اقوال ظاہر

اقواطهم من الطبقة الثالثة من كتب الحديث والى ما

اقوال مین حدیث کی کتابون سے اور جو دلیل اور علت اون کے

يفهم من كلامهم من الدليل والتعليل فاذا اطمأن

کلام سے مفہوم ہوتے اونمین جولانے دیتے پہر کسی بات پر اگر اون کے خاطر

لخاطر بشئ اخذ وابه فان لم يطمئن لبشئ مما ذكروه

جمع ہو جاتے تو وہی اختیار کرتے اور اگر کسی بات پر اونکی مذکورات مین سے اطمینان حضوتا

واطمأن بغيره وكانت المسئلة مما يتفذ فيه اجتهاد

اور اس کے غیر پر اطمینان ہوجاتا اور وہ مسئلہ بھی اس قسم کا ہوتا جسمین مجتہد کے اجتہاد کا

المجتهد ولم يسبق فيه اجماع وقام عندهم الدليل الصريح

دخل ہو وے اور اسمین اجماع نہوا ہو اور کوئی صریح دلیل اون کے عندیہ مین قائم ہوجاتی

قالوا به مستعينين بالله متوكلين عليه وهذا باب نادر

تو اوسکی قائل ہوجاتے مین اس حال مین کہ اللہ سے استعانت مانگتے اور اوسپر توکل کرتے اور اس قسم کا مادہ نادر

الوقوع صعب المرتقى يجتنبون مرالقه اشد اجتناب و

الوقوع سخت چڑہائی کا ہے اوس کے پھسلن سے غایت درجہ کا اجتناب کرتے تھے اور

إِنْ لَمْ يَقُمْ عِنْدَهُمْ دَلِيْلٌ صَرِيْحٌ اِتَّبَعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ وَ
اگر اونکی عندیہ لیکن کوئی دلیل صریح قائم ہوتے تو انبوہ کثیر کا اتباع کرتے اور

أَيُّ مَسْئَلَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَصْرِيْحٌ أَوْ تَعْلِيْلٌ صَحِيْحٌ مِنَ السَّلَفِ
جس مسئلہ میں سلف سے تصریح یا صحیح تعلیل نہوتے تو

اِسْتَفْرَغُوا الْجُهْدَ فِيْ طَلَبِ نَصٍّ وَإِشَارَةٍ أَوْ إِيْمَاءٍ مِنَ الْكِتَابِ
کتاب و سنت کے نص یا اشارہ یا ایماء کے طلب میں

وَالسُّنَّةِ أَوْ أَثَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَإِنْ وَجَدُوْا قَالُوْا
یا صحابہ اور تابعین کے اثر کے تلاش میں محنت خوب صرف کرتے پہر اگر اس میں سے کچھہ ملگیا تو اوس کو

بِهِ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ أَنْ يُقَلِّدُوْا عَالِمًا وَاحِدًا فِيْ كُلِّ مَا قَالَ
قائل ہوجاتے اور اونکی یہہ راے نہیں تہی کہ کسی ایک عالم کے جو وہ بیان کرے

اِطْمَأَنَّتْ بِهِ نُفُوْسُهُمْ أَوْ لَا وَإِنْ كُنْتَ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا ذَكَرْنَا
اوسپر اطمینان خاطر ہو یا نہو مقلد بن جاتے اور اگر تجہے ہماری بیان میں شک ہو

فَعَلَيْكَ بِكُتُبِ الْبَيْهَقِيِّ وَكِتَابِ مَعَالِمِ السُّنَنِ وَشَرْحِ السُّنَّةِ
تو تجھکو لازم ہے کہ بیہقی کی کتابیں اور کتاب معالم السنن اور بغوی کی شرح السنۃ کا مطالعہ

لِلْبَغَوِيِّ فَهٰذَا طَرِيْقَةُ الْمُحَقِّقِيْنَ مِنْ فُقَهَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ
کری پس فقہا محدثین میں سے محققین کا یہہ طریقہ تہا

وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ وَهُمْ غَيْرُ الظَّاهِرِيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْنَ
اور ایسے لوگ بہت تہوڑے ہیں اور یہ لوگ اہلحدیث میں سے او نسے جو کہ ظاہری ہیں اور

لَا يَقُوْلُوْنَ بِالْقِيَاسِ وَلَا الْإِجْمَاعِ وَغَيْرُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنْ
قیاس کے قائل نہیں ہے اور نہ اجماع کے اور متقدمین محدثین

أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ مِمَّنْ لَمْ يَلْتَفِتُوْا إِلٰى أَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
سے جو کہ مجتہدین کے اقوال کے طرف اصلا توجہ نہیں کرتے الگ ہیں

اصلا ولكنهم اشبه الناس باصحاب الحديث لانهم صنعوا

ولیکن یہہ لوگ اصحاب حدیث سی بہت مشابہ ہین کیونکہ انہون نے مجتہدین کے

في اقوال المجتهدين ما صنع اولئك في مسائل الصحابة و

اقوال مین وہی کیا ہے جو اون لوگون نے صحابہ اور تابعین کے مسائل مین کیا ہے

التابعين فصل في المجتهد في المذهب فيه مسائل مسئلة

تہا فصل مجتہد فی المذہب کے حال مین اور اس مین کئے مسئلے ہین مسئلہ

اعلم ان الواجب على المجتهد في المذهب ان يحصل من

یاد رکہہ کہ مجتہد فی المذہب پر یہہ واجب ہے کہ سنن اور آثار مین سے

السنن والآثار ما يحترز به من مخالفة الحديث الصحيح

اتنی استعداد حاصل کرے کہ اوس کے ذریعہ سے صحیح حدیث اور سلف کے

واتفاق السلف ومن دلائل الفقه ما يقتدر به على معرفة

اتفاق کے مخالف سی بچ جاوی اور سمجھے دلائل ہین سے اتنی کہ اوسکی ذریعہ سی اپنے اساتذہ

ماخذ اصحابه في اقواله وهو معنى ما في الفتاوى

کے اقوال کے ماخذ کی معرفت پر قادر ہو جاوے اور یہی مراد ہے اور اس قول سے جو فتاوی

السراجية لا ينبغي لاحد ان يفتي الا ان يعرف اقاويل

سراجیہ مین ہے یعنی کسیکو مناسب نہین کہ فتوی دیا کری مگر اوسوقت کہ علما کے اقاویل سے

العلماء ويعلم من اين قالوا ويعرف معاملات الناس فان

واقف ہو جاوی اور یہ جانجاوی کہ وہ کہان سے کہتی ہین اور لوگون کی معاملات سی واقف ہو جاوی

عرف اقاويل العلماء ولم يعرف مذاهبهم فان سئل

پس اگر علما کے اقاویل تو جان لیے اور اونکی مذاہب سی واقف نہوا پہر اگر اوس سے ایسا

عن مسئلة يعلم ان العلماء الذين ينتحل مذهبهم

مسئلہ پوچہین کہ یہہ جانتا ہو کہ اون علمار نے جسکا اوسنے مذہب اختیار کر رکہا ہے

قد اتفقوا عليه فلا بأس بأن يقول هذا جائز وهذا لا يجوز

اسپر بیشک اتفاق کیا ہے تو کچھہ ڈر نہیں ہے کہ یہہ کہدے یہہ جائز ہے اور یہہ نہیں جائز ہے

ويكون قوله على سبيل الحكاية وإن كانت مسئلة قد

اور اسکا یہہ قول بر سبیل حکایت ہوویگا اور اگر مسئلہ ایسا ہو کہ

اختلفوا فيها فلا بأس بأن يقول هذا جائز في قول فلان

علمانے اوسمین اختلاف کیا ہے تو کچھہ ڈر نہیں ہے کہ کہدے یہہ فلانے کے قول مین جائز ہے

وفي قول فلان لا يجوز وليس له أن يختار فيجيب بقول

اور فلانی کے قول مین جائز نہین ہے اور اسکو یہ اختیار جائز نہین ہے کہ ایکجانب اختیار کرکے اور کسی ایک کے

بعضهم ما لم يعرف حجتهم وفي فصول العمادية في الفصل

قول کا جواب دیدے جبتک اونکی حجت سے واقف نہو اور فصول عمادیہ کے پہلے فصل مین یہ ہے

الأول وإن لم يكن من أهل الاجتهاد لا يحل له أن يفتي

اور اگر اجتہاد والا نہو تو اوسکو یہ حلال نہین ہے کہ فتوے دیا کرے

إلا بطريق الحكاية فيحكي ما يحفظ من أقوال الفقهاء وعن

بان بطریق حکایت فتوی دے تو دے پس فقہاء کے اقوال مین جو کہ یاد ہو بیان کردے اور

أبي يوسف وزفر وعافية بن يزيد أنهم قالوا لا يحل

ابو یوسف اور زفر اور عافیہ بن یزید سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کسیکو حلال نہین

لأحد أن يفتي بقولنا ما لم يعلم من أين قلنا وفيها أيضا

ہے کہ ہماری قول کا فتوی دیوے جبتک خبر نہو کہ ہمنے کہان سے کہا ہے اور فصول عمادیہ مین یہ بھی ہے

عن بعضهم قالوا إن الرجل حفظ جميع كتب أصحابنا لا بد

بعضون سے منقول ہے کہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری اصحاب کی کتابین یاد کرلے تو بھی ضرور ہے

أن يتلمذ للفتوى حتى يهتدي إليه لأن كثيرا من المسائل

کہ فتوی کیواسطے شاگردی کرے تاکہ فتوی دینا آجاوے اس لیئے اکثر مسائل مین

اجاب عنها اصحابنا على عادة اهل بلدهم و معاملاتهم

ہماری اصحاب نے لیئے شہروالون کی عادت اور معاملات کی موافق جواب دیا ہے

فلينبغي لكل مفتي ان ينظر الى عادة اهل بلدة و زمانه

سو ہر ایک مفتی کو مناسب ہے کہ اپنی شہر اور زمانہ کے لوگون کے عادت کو لحاظ کرے

فيما لا يخالف الشريعة فى عمدة الاحكام من المحيط فاما

جہان کہ شریعت کی مخالفت نہین ہے محیط مین سے عمدۃ الاحکام مین ہے پس رہے

اهل الاجتهاد من يكون عالما بالكتاب و السنة و

اہل اجتہاد سو وہ ہین جو کتاب اور سنت اور

الآثار و وجوه الفقه و من الخانية نقل عن بعضهم

آثار اور فقہی توجیہات کے عالم ہون اور خانیہ مین لبعضون سے منقول ہے

لا بد للاجتهاد من حفظ المبسوط و معرفة الناسخ و المنسوخ

اجتہاد کیواسطے مبسوط کا یاد رکھنا اور ناسخ اور منسوخ

و المحكم و المأول و العلم بعادات الناس و عرفهم و فى

اور محکم اور ماوّل سے معرفت اور لوگون کے عادات اور عرف کی آگاہی ضرور ہے

السراجية قيل ادنى الشروط للاجتهاد حفظ المبسوط

سراجیہ مین کہتے ہین کہ اجتہاد کی شرطون مین سے کم سے کم مبسوط یاد رکھنا ہے یہہ

ذكر هذه الروايات فى خزانة المفتين اقول هذه العبارات

روایات خزانۃ الروایات مین مذکور ہین مین کہتا ہون کہ ان عبارتون سے

معناها الفرق بين المفتي الذى هو صاحب تخريج و بين

معنے فرق کرنا اوس مفتی مین جو تخریج کرتا ہو اور اوس

المفتي الذى هو متبحر فى مذهب اصحابه يفتي على سبيل

مفتے مین جو اپنے اساتذہ کے مذہب مین متبحر ہو کہ بسبیل حکایت فتوی

الحکایۃ ولا علی سبیل الاجتہاد مسئلۃ اعلم ان القاعدۃ

دیا ہو بسبیل اجتہاد نہیں مسئلہ سمجھ لے کہ فقہاء

عند محقق الفقہاء ان المسائل علی اربعۃ اقسام قسم تقررا

محققین کے نزدیک قاعدہ طے ہے کہ مسائل چار قسم پر ہیں ایک قسم یہ کہ

فی ظاہر المذہب وحکمہ ان یقبلوا علی کل حال وافقت

جو ظاہر مذہب میں ٹھیر گیا ہے اسکا حکم یہ ہے کہ بہر حال اور سکو قبول کریں اصول

الاصول او خالفت ولذلک تری صاحب الہدایۃ و

موافق ہو یا مخالف اور اسیواسطے مصنف ہدایہ وغیرہ کو تو دیکھتا

غیرہ لا یتکلفون بیان الفرق فی مسائل التجنیس وقسم

ہے کہ تجنیس کے مسائل میں فرق تکلف سے بیان کرتے ہیں اور ایک قسم

ہو روایۃ شاذۃ عن ابی حنیفۃ رح وصاحبیہ وحکمہ

وہ جسکی امام ابوحنیفہ رح اور صاحبین سے شاذ روایت ہو اسکا حکم یہ ہے

ان لا یقبلوہ الا اذا وافق الاصول وکم فی الہدایۃ و

کہ مسلم نہ کریں مگر اس صورت میں کہ اصول سے موافق ہو اور ہدایہ وغیرہ میں

غیرہا من تصحیح لبعض الروایات الشاذۃ لاجل الدلیل

بعضے روایات شاذہ کے تصحیح دلیل کے امداد سے بہت ہی اور

وقسم ہو تخریج من المتأخرین اتفق علیہ جمہور الاصحاب

ایک قسم متأخرین سے ایسی تخریج ہے کہ اوسپر جمہور اصحاب متفق ہیں اسکا

وحکمہا انہم یفتون بہ علی کل حال وقسم ہو تخریج

حکم یہ ہے کہ اسپر بہر حال فتوی دیوین اور ایک قسم وہ جو متأخرین کے ایسے

منہم لم یتفق علیہ جمہور الاصحاب وحکمہ ان یعرضہ

تخریج ہے کہ اوسپر جمہور اصحاب متفق نہیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ

المفتي على الاصول والنظائر من كلام السلف فان وجد لا
مفتی اوسکو اصول اور نظائر پر سلف کے کلام میں سے مطابق کرے پھر اگر اوسکے
موافقا لها اخذ به والا تركه في خزانة الروايات نقلا
موافق نکلے تو اختیار کرے نہیں تو چھوڑ دے خزانۃ الروایات میں فقیہ
عن بستان الفقيه ابي الليث في باب الاخذ عن الثقات
ابو اللیث کی بستان باب الاخذ عن الثقات میں سے منقول ہے
ولو ان رجلا سمع حديثا او سمع مقالة فان لم تكن القائل
اور اگر کسی شخص نے حدیث سنے یا کسیکا مقولہ سنا پس اگر قائل ثقہ نہیں ہے
ثقة فلا يسعه ان يقبل منه الا ان تكون قولا يوافق
تو اسکو روا نہیں ہے کہ اوسے تسلیم کرے ہاں اگر وہ قول اصول کے
الاصول فيجوز العمل به والا فلا وكذا لو وجد حديثا مكتوبا
موافق ہو تو اوسپر عمل جائز ہے اور نہیں تو جائز نہیں اور ایسے ہی اگر اوسنے حدیث یا
او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز ان يعمل
کوئی مسئلہ لکھا ہوا دیکھا تو وہ اگر اصول کے موافق ہو تو اوسپر عمل جائز
به والا فلا وفي البحر الرائق عن ابي الليث قال سئل ابو
ہے اور نہیں تو جائز نہیں اور بحر الرائق میں ابو اللیث سے ہے کہتا ہے
نصر عن مسئلة وردت عليه ما تقول رحمك الله
ابو نصر سے ایک مسئلہ پوچھا کہ اوسپر پیش ہوا تھا کیا کہتے ہو خدا تمپر رحمت کرے
تعالى وقعت عندك كتب اربعة كتاب ابراهيم بن
تمہارے پاس چار کتابیں ہیں ابراہیم بن رستم کے
رستم وادب القاضي عن الخصاف وكتاب المجرد وكتاب
کتاب اور خصاف کے آداب القاضی اور کتاب المجرد اور کتاب

النوادر من جهة هشام هل يجوز لنا ان نفتي منها اولا وهذه

النوادر ہشام کی جہت سے آیا ہمکو جائز ہے کہ ان کے موافق فتوی دیوین یا نہین اور یہ

الكتب محمودة عندك فقال ما صح عن اصحابنا فذلك علم

کتابین تمہاری رای مین محمود ہین بس ابو نصر نے جواب دیا جو ہماری اساتذہ سے ثابت ہو چکا ہے سو وہ علم

محبوب مرغوب فيه مرضي به واما الفتيا فاني لا ارى

محبوب اور مرغوب اور پسندیدہ ہے اور رہا فتوی دینا سو مین کسیکے حق مین جائز

لاحد ان يفتي بشئ لا يفهمه ولا يحتمل اثقال الناس فان

نہین دیکھتا کہ ایسی بات کا فتوی دیوی جسکو نہین سمجھتا اور لوگون کا بوجھ نہ اٹھا دی پس اگر

كانت مسائل قد اشتهرت وظهرت وانجلت عن اصحابنا

وہ ایسی مسائل ہون کہ ہماری اساتذہ سے مشہور اور ظاہر اور واضح ہین

رجوت ان يسع لي الاعتماد عليها في النوازل مسئلة اعلم

تو امید ہے کہ حوادث مین اون پر اعتماد کی گنجایش ہو مسئلہ سمجھ لے

ان المسئلة اذا كانت ذات اختلاف بين ابي حنيفة و

کہ مسئلہ اگر فیما بین امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین کے مختلف فیہ ہو

صاحبيه فحكمها ان المجتهد في المذهب يختار من قولهم ما هو

تو اوسکا یہ حکم ہے کہ مجتہد فی المذہب اون کے اقوال مین سے وہ اختیار کرے جو اپنی دلیل

اقوى دليلا واقيس تعليلا وارفق بالناس ولذلك افتى جماعات

قوی اور علت قیاس کے موافق اور لوگون کے حق مین سہل ہو اور اسی لیے حنفیہ علماء

من علماء الحنفية على قول محمد رح في طهارة الماء المستعمل و

کے جماعات نے مستعمل پانی کی طہارت مین امام محمد رح کے قول پر فتوی

على قولهما في اول وقت العصر والعشاء وفي جواز المزارعة

دیا ہے اور عصر اور عشا کے اول وقت مین اور مزارعہ کے جواز مین شیخین کے قول پر فتوی دیا ہے

وكتبهم مشحونة بذلك لا يحتاج الى ايراد النقول وكذلك

اور اونکی کتابین اسے بھری ہوئی ہین نقل بیان کرنیکی کچھہ حاجت نہین ہے اور یعنی

الحال في مذهب الشافعي في المنهاج وغيره في الفرائض ان

حال امام شافعی کے مذہب مین ہے منہاج وغیرہ مین فرائض کے باب مین ہے کہ

اصل المذهب عدم توريث ذوي الارحام وقد افتى المتأخرون

اصل مذہب تو ذوی الارحام کے عدم توریث کا ہی اور بیشک متاخرین نے

عند عدم انتظام بيت المال بتوريثهم وقد نقل فقيه اليمن

بروقت غیر منتظم ہونے بیت المال کے اونکو وراثت کا فتوی دیا ہے اور فقیہ یمن ابن زیاد نے

ابن زياد في فتاواه مسائل افتى المتأخرون فيها بخلاف

اپنے فتاوی مین ایسے بہت سے مسئلے ذکر کیے ہین کہ متاخرین نے مسائل مین بخلاف مذہب

المذهب منها اخراج الفلوس من الزكوة المفروضة من النقدين و

فتوی دیا ہی ایک یہہ کہ سونے چاندی اور اسباب تجارت کی زکوۃ مفروضہ مین سے فلوس کا ادا کرنا بلقینی نے

عروض التجارة افتى البلقيني بجوازه وقال اعتقد جوازه ولكنه

اوس کے جواز کا فتوی دیا ہی اور کہا ہے کہ مین اسکو جائز جانتا ہون پر یہہ

مخالف لمذهب الشافعي وتبع البلقيني في ذلك البخاري

شافعی مذہب کے خلاف ہی اور بلقینی اس مسئلہ مین بخاری کا تابع ہوا ہے

ومنها دفع الزكوة الى الاشراف العلويين افتى الامام فخر

اور انہین مین سے یہہ ہی کہ اشراف علویین کو زکوۃ کا دینا امام فخر الدین الرازی نے

الدين الرازي بجوازه في هذه الازمنة حين منعوا سهمهم

اوسکے جواز کا اس زمانہ مین فتوی دیا ہے جب اونکا حصہ

من بيت المال فضرهم الفقر ومنها بيع النحل في الكوارات مع

بیت المال سے بند ہو گیا اور اونکو حاجت نے پکڑ لیا اور ایک یہہ ہی شہد کی مکھیون کا چھتون مین موم و شیرہ

مَا فِيهَا مِنْ شَمْعٍ وَغَيْرِهِ أَجَابَ الْبُلْقِينِيُّ بِالْجَوَازِ وَنَقَلَ ابْنُ زِيَادٍ

کمیت جو اوس مین ہوتا ہے بیچنا بلقینی نے اوس کے جواز کا جواب دیا ہے اور ابن زیاد نے

عَنِ الْإِمَامِ ابْنِ عُجَيْلٍ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثُ مَسَائِلَ فِي الزَّكٰوةِ يُفْتٰى

امام ابن عجیل سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے زکوۃ کے تین مسئلے ہین کہ اونمین بخلاف

فِيهَا بِخِلَافِ الْمَذْهَبِ نَقْلُ الزَّكٰوةِ وَدَفْعُ الزَّكٰوةِ إِلَى وَاحِدٍ

مذہب فتوی ہوا ہے زکوۃ کا نقل کرنا اور زکوۃ ایک کو دینا اور

دَفْعُهَا إِلَى أَحَدِ الْأَصْنَافِ أَقُولُ وَعِنْدِي فِي ذٰلِكَ رَأْيٌ وَهُوَ

سات قسم مین سے ایک قسم کو دینا مین کہتا ہون میرے عندیہ مین اسمین یہ رای ہے کہ

أَنَّ الْمُفْتِيَ فِي الْمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ سَوَاءٌ كَانَ مُجْتَهِدًا فِي الْمَذْهَبِ

شافعی مذہب کا مفتی برابر ہے کہ مجتہد فی المذہب ہو

أَوْ مُتَبَحِّرًا فِيهِ إِذَا احْتَاجَ فِي مَسْئَلَةٍ إِلَى غَيْرِ مَذْهَبِهِ فَعَلَيْهِ

یا متبحر فی المذہب اگر کسی مسئلہ مین اپنے خلاف مذہب کا حاجتمند ہو تو

بِمَذْهَبِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَإِنَّهُ أَجَلُّ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ عِلْمًا وَدِيَانَةً

اوسکو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب لازم ہے کیونکہ وہ باعتبار علم اور دیانت کے اصحاب شافعی مین بہت جلیل القدر

وَمَذْهَبُهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ فَرْعٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَوَجْهٌ مِنْ

ہے اور اوسکا مذہب حقیقت مین شافعی مذہب کی فرع ہے اور اوس کے

وُجُوهِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ فَصْلٌ فِي الْمُتَبَحِّرِ فِي الْمَذْهَبِ وَهُوَ

اقسام مین سے ایک قسم ہے واللہ اعلم فصل متبحر فی المذہب کے حال مین اور وہ

الْحَافِظُ لِكُتُبِ مَذْهَبِهِ وَفِيهِ مَسَائِلُ مَسْئَلَةٌ مِنْ شَرْطِهِ

اپنے مذہب کے کتابون کا حافظ ہوتا ہے اور اوس مین کئی مسئلے ہین مسئلہ اسکے شرط

أَنْ يَكُونَ صَحِيحَ الْفَهْمِ عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ وَأَسَالِيبِ الْكَلَامِ

یہ ہے کہ صحیح الفہم عربیت دان اور کلام کے اسلوب اور

مراتب الترجيح متفطنا لمعاني كلامهم لا يخفى عليه غالبا

ترجیح کے مراتب سے آگاہ ہو اور ان کی کلام کی معانی کا زود فہم غالبا اوس پر

تقييد ما يكون مطلقا في الظاهر والمراد منه المقيد واطلاق

ظاہر میں مطلق ہونا اور اس سے مراد مقید لینا اس پر پوشیدہ نہ رہے اور

ما يكون مقيدا في الظاهر والمراد منه المطلق نبه على ذلك

مقید کا ظاہر میں مطلق ہونا اور اس سے مراد مطلق لینا اس پر پوشیدہ نہ رہے اسپر

ابن نجيم في البحر الرائق ونجب علينا ان لا نفتي الا باحد

ابن نجیم نے بحر الرائق میں تنبیہ کی ہے اور اوس پر واجب ہے دو وجہوں میں سے

وجهين اما ان يكون عنده طريق صحيح يعتمد عليه

بدون ایک وجہ کے فتوی نہ دیوے یا تو اس کے نزدیک امام تک طریق صحیح معتمد علیہ قائم

الى امام او يكون المسئلة في كتاب مشهور تداولته الايدي

ہو یا وہ مسئلہ ایسی مشہور کتاب میں ہو جو دست بدست

في النهر الفائق في كتاب القضاء طريق نقل المفتي

چلی آتی ہے نہر الفائق کے کتاب القضا میں ہے مفتی مقلد کے

المقلد عن المجتهد احد امرين اما ان يكون له

نقل کا طریقہ مجتہد سے دو میں سے ایک امر ہے یا اوس کے پاس مجتہد تک

سند اليه او يأخذه من كتاب معروف تداولته الايدي

سند ہو یا اوس مسئلہ کو ایسی مشہور کتاب میں سے لے جو دست بدست چلی آتی ہے

نحو كتب محمد بن الحسن ونحوها من التصانيف المشهورة

جیسے محمد بن الحسن کی کتابیں اور اوسکے مثل اور مجتہدوں کے مشہور

للمجتهدين لانه بمنزلة الخبر المتواتر او المشهور وهكذا

تصانیف کیونکہ وہ کتابیں بمنزلہ متواتر یا مشہور خبر کے ہیں اور ایسا ہی

ذكر الرازي بعد هذا لو وجد بعض نسخ النوادر في زماننا

رازی نے ذکر کیا ہے اس تقدیر پر اگر اوس نے نوادر کا کوئی نسخہ ہماری زمانہ میں پایا

لا يحل عزو ما فيها الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر

نوادر کے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا حلال نہیں ہے اور نہ ابی یوسف کیطرف کیونکہ وہ نسخہ

في عصرنا في ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر

ہماری زمانہ میں ہماری دیار میں مشہور نہیں ہی اور نہ دست بدست آیا ہو ہان اگر نوادر کے نقل مثلا

مثلا في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان

کسی کتاب مشہور میں لجاوی جیسے ہدایہ اور مبسوط اب یہ

ذلك تعويلا على ذلك الكتاب انتهى وفي فتاوى القنية

بھروسہ اوس کتاب پر ہوویگا انتہی اور فتاوی

في باب ما يتعلق بالمفتي ان ما يوجد من كلام رجل

قنیہ کے باب ما یتعلق بالمفتی میں یہ ہے کہ وہ کلام شخص کا

ومذهبه في كتاب معروف وقد تداولته النسخ فانه

اور اوسکا مذہب ایسی کتاب مشہور میں ملتا ہے کہ سب نسخون میں موجود ہے تو اب

جاز لمن نظر فيه ان يقول قال فلان او فلان كذا وان

اوس کتاب کے ناظر کو یہ کہنا جائز ہے فلانے نے یا فلانے نے ایسا کہا ہے اگر

لم يسمعه من احد نحو كتب محمد بن الحسن وموطا مالك

کسی سے بھی نہ سنا ہو جیسے محمد بن الحسن کے کتابیں اور امام مالک کے موطا

ونحوهما من كتب المصنفة في اصناف العلوم لان

اور ایسی ہی اور کتابیں جو علوم کے اقسام میں تصنیف ہو گئے ہیں اس لیے کہ

وجود ذلك على هذا الوصف بمنزلة الخبر المتواتر

اوس کلام کا اوس حال پر ہونا بجای متواتر خبر اور

الاستفاضة لا يحتاج مثله الى اسناد مسئلة اذا وجد

اور استفاضہ کی شے ایسی کلام مین سند کی حاجت نہین ہے مسئلہ اگر

المتبحر في المذهب حديثا صحيحا يخالف مذهبه فهل له

متبحر نے المذہب کو صحیح حدیث اوسکی مذہب کے مخالف مل جاوے تو آیا اسکو جائز

ان يأخذ بالحديث ويترك مذهبه في تلك المسئلة

ہے کہ اس حدیث کو اختیار کری اور اس مسئلہ مین اپنا مذہب ترک کرے

في هذه المسئلة بحث طويل واطال فيها صاحب خزانة

اس مسئلہ مین بڑی بحث ہے اور اسمین خزانۃ الروایات کی مولف نے

الروايات نقلا عن دستور المساكين فلنورد كلامه من

دستور المساکین سے نقل کرکر طوالت دی ہے ہم اسکا کلام اوس سے نقل

ذلك بعينه فان قيل لو كان المقلد غير المجتهد عالما

مین سے بعینہ لاتے ہین اگر کوئی کہے کہ مقلد غیر مجتہد عالم

مستدلا لا يعرف قواعد الاصول ومعانى النصوص و

استدلال کرنیوالا اصول کے قواعد اور نصوص اور اخبار کے معانی سے آگاہ ہو

الاخبار هل يجوز ان يعمل عليها وكيف يجوز وقد قيل

تو آیا اسکو جائز ہے کہ اون پر عمل کری اور کسطرح جائز ہے اور حال یہہ ہے

لا يجوز لغير المجتهد ان يعمل الا على روايات مذهبه و

کہ کہتے ہین کہ غیر مجتہد کو جائز نہین ہے کہ سوا روایات اپنے مذہب کے اور

فتاوى امامه ولا يشتغل بمعانى النصوص والاخبار و

فتوون اپنے امام کے عمل کرے اور نصوص اور اخبار کے معانی مین اور اونپر

العمل عليها كالعامي قيل هذا في العامي الصرف

عمل کرنے مین عامی کیطرح مشغول نہو جاوے کوئی جواب دیتا ہے کہ یہ ایسی عامی

الجاهل الذي لا يعرف معاني النصوص والاحاديث و
خالص عامی جاہل کے حق میں ہے کہ نصوص اور احادیث کے معانی اور

تأويلاتها اما العالم الذي يعرف النصوص والاخبار و
اونکی تاویلات نہیں جانتا ہے وہ عالم جو نصوص اور اخبار کو سمجھتا ہے اور وہ

هو من اهل الدراية وثبت عنده صحتها من المحدثين او من
صاحب دانش ہے اور اوسکی عندیہ میں اون کے صحت محدثین سے یا اون کے

كتبهم الموثوقة المشهورة المتداولة يجوز له ان يعمل عليها
معتبر مشہور مروج کتابوں سے ثابت ہو تو اسکو انپر عمل کرنا جائز ہے

وان كان مخالفا لمذهبه يؤيده قول ابي حنيفة ومحمد
اگرچہ اون کے مذہب سے مخالف ہو امام ابو حنیفہ اور امام محمد

والشافعي واصحابه وقول صاحب الهداية في روضة العلماء
اور امام شافعی اور اونکے اصحاب کا قول اور صاحب ہدایہ کا قول جو روضۃ العلماء

الزندويسيته في فضل الصحابة سئل عن ابي حنيفة رحمة الله عليه
الزندویسیتہ فی فضل الصحابہ میں ہے اسکا موید ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا

اذا قلت قولا وكتاب الله يخالفه قال اتركوا قولي بكتاب الله
اگر آپ کوئی بات کہیں اور کتاب اللہ اوس کے مخالف ہو جواب دیا میرا قول کتاب اللہ کے مقابلہ

فقيل اذا كان خبر الرسول صلى الله عليه وآله وسلم
میں ترک کرو اوسنے پھر پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر اوس کے

يخالفه قال اتركوا قولي بخبر رسول الله صلى الله عليه
مخالف ہو جواب دیا میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کے مقابلہ میں

وآله وسلم فقيل اذا كان قول الصحابة يخالفه
ترک کرو اوسنے پھر پوچھا اگر صحابہ کرام کا قول اوس کے مخالف ہو

قَالَ اُتْرُكُوا قَوْلِي بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ وَفِي الْاِمْتَاعِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ

جواب دیا میرا قول صحابہ کے قول کے مقابلہ مین ترک کرو اور امتاع مین بیہقی نے سنن

فِي السُّنَنِ عِنْدَ الْكَلَامِ عَلَى الْقِرَاءَةِ بِسَنَدِهِ قَالَ قَالَ الشَّافِعِيُّ رح

مین جہان قرات اسنادی پر کلام کیا ہے روایت کرتا ہے کہتا ہے امام شافعی کہتے ہین

اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ

جب مین کوئی مسئلہ کہون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری قول

خِلَافَ قَوْلِي فَمَا يَصِحُّ مِنْ حَدِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

کے خلاف فرمایا ہے تو جو مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ثابت

وَسَلَّمَ اَوْلٰى فَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ وَنَقَلَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي نِهَايَةِ

ہوتا ہے وہی اولے ہے بس میرے تقلید مت کرو اور امام الحرمین نے نہایہ مین

عَنِ الشَّافِعِيِّ رح اَنَّهُ قَالَ اِذَا بَلَغَكُمْ خَبَرٌ صَحِيْحٌ يُخَالِفُ مَذْهَبِيْ

شافعی رح سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہین اگر تمکو صحیح خبر میرے مذہب سے مخالف ملجاوے

فَاتَّبِعُوْهُ وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ مَذْهَبِيْ وَقَدْ صَحَّ مَنْصُوْصًا اَنَّهُ قَالَ اِذَا

تو اوسکے تابعداری کرو اور سمجھ لو کہ میرا مذہب وہی ہے اور صاف ثابت ہوچکا ہے کہ امام

بَلَغَكُمْ عَنِّيْ مَذْهَبٌ وَصَحَّ عِنْدَكُمْ خَبَرٌ عَلٰى مُخَالَفَتِهٖ فَاعْلَمُوْا اَنَّ

شافعی رح نے کہا اگر تمکو میری مذہب کا مسئلہ پہنچے اور تمہاری نزدیک مین کوئی خبر اوسکی مقابل ثابت ہوجاوے تو

مَذْهَبِيْ مُوْجَبُ الْخَبَرِ وَرَوَى الْخَطِيْبُ بِاِسْنَادِهٖ اَنَّ

سمجھ لو کہ میرا مذہب خبر کا ہے مضمون ہے اور خطیب نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ

الدَّارَكِيَّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ كَانَ يُسْتَفْتٰى وَرُبَّمَا يُفْتِيْ بِغَيْرِ

دارکی جو شافعیہ علما مین سے ہے فتوی پوچھا جایا کرتا تہا اور بعضی دفعہ بخلاف

مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رح وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ رح فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا يُخَالِفُ

مذہب شافعی اور ابو حنیفہ کی فتوی دیدیتا پہر اوسے کہتے کہ یہ تو ان دونو

قولهما فيقول ويكم حدث فلان عن فلان عن النبي

کے قول کے خلاف ہے وہ کہنا تمہارا اوستاد ہم فلانا فلا نے سے وہ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هكذا والاخذ بالحديث اولى

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی بیان کرتا ہی اور حدیث کو اختیار کرنا

من الاخذ بقولهما اذا خالفاه وكذا يؤيد ما ذكر في

بنسبت اختیار کرنے اون کے قول سے جب وہ حدیث کی خلاف ہون اولی ہین اور ایسی ہی ہدایہ مین

الهداية في مسئلة صوم المحتجم لو احتجم وظن ان ذلك

جو محتجم کے صوم کے بابت مذکور ہی اوسکی تائید کرتا ہی اگر کسی نے پچھنے لگوائے اور گمان

يفطره ثم اكل متعمدا عليه القضاء والكفارة لان الظن

کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصدا کھالیا تو اوس پر قضا اور کفارہ دونوں ہین کیونکہ

ما استند الى دليل شرعي الا اذا افتاه فقيه بالفساد

ظن وہی ٹھیک ہوتا ہی جسکے سند دلیل شرعی ہو مگر اوس صورت مین کوئی فقیہ اوسی کہدے کہ

لان الفتوى دليل شرعي في حقه ولو بلغه الحديث و

روزہ ٹوٹ گیا اسلیے کہ اسکے حق مین فتوی دلیل شرعی ہے اور اگر اسکو حدیث پہنچے اور اسپر

اعتمده فكذلك عند محمد لان قول الرسول صلى الله عليه

اعتماد کیا تو بھی ایسا ہی امام محمد سے منقول ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وآله وسلم لا ينزل عن قول المفتي في الكافي والحميدي

قول وہ مفتی کے قول سے کمتر نہین ہوتا کافی اور حمیدی مین ہے

اي لا يكون ادنى درجة من قول المفتي يصلح دليلا

یعنی مفتی کے قول سے کم درجہ کا نہین ہوتا اور مفتی کا قول تو

شرعيا فقول الرسول صلى الله عليه وآله وسلم

شرعی دلیل ہوتا ہے تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمودن

اولى وعن ابي يوسف خلاف ذلك لان على العامي الاقتداء

اولى ہے اور ابو یوسف سے اسکا خلاف مروی ہے اسواسطیکہ عامی پر فقہا ہے کا اقتدار

بالفقهاء لعدم الاهتداء في حقه الى معرفة الاحاديث و

لازم ہے کیونکہ اس کے حقمین حدیث کی معرفت کی راہ پائے نہین ہے اور

ان عرف تاويله تجب الكفارة وفي المناوي بالاتفاق و

اگر اوس کے معنے سمجھتا ہو تو اوسپر کفارہ واجب ہی اور مناوی مین ہے کہ یہ بالاتفاق ہے اور

اما الجواب عن قول ابي يوسف ان للعامي الاقتداء بالفقهاء

رہا امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ عامی کو فقہا کے پیروی ہے

فمحمول على العامي الصرف الجاهل الذي لا يعرف معنى

سو یہہ اوس عامی پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کے معنے

الاحاديث وتاويلاتها لانه اشار اليه بقوله لعدم الاهتداء

اور اونکی تاویلات نہین جانتا اسواسطے کہ یہ اشارہ کر دیا کہ اوس کے حقمین

اي في حقه الى معرفة الاحاديث وكذا قوله وان عرف

معرفت احادیث کی راہ پائے نہین ہے اور ایسا ہی ابو یوسف کا قول اور اگر عامی

العامي تاويله تجب الكفارة يشير الى ان المراد من العامي

حدیث کے معنے جانتا ہے تو اوسپر کفارہ ہے اسقول کا بھی اشارہ ہے کہ عامی سے مراد

غير العالم وفي الحميدي العامي منسوب الى العامة وهم

جاہل ہے اور حمیدی مین ہے کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ

الجهال فعلم من هذه الاشارات ان مراد ابي يوسف ايضا

جہال ہوتے ہین پس ان اشارات سے معلوم ہوا کہ ابو یوسف کی مراد بھی

من العامي الجاهل الذي لا يعرف معنى النص وتاويله

عامی سے وہ جاہل ہے جو نص کے معنے اور تاویل نہین جانتا ہے

ففيما ذكر من قول ابي حنيفة والشافعي ومحمد رحمهم الله دفع قول
ابوحنیفہ اور شافعی اور محمد کا قول جو مذکور ہوا اوس سے اوس قائل کا قول
القائل يجب العمل بالرواية بخلاف النص انتهى ما نقلناه
کہ نص کے خلاف روایت پر عمل واجب ہے دفع ہوا خزانۃ الروایات
من خزانة الروايات وفي المسئلة قول اخر وهو انه اذا
میں سے جو کچھ نقل کیا تھا تمام ہوا اور مسئلہ میں ایک اور قول ہے اور وہ یہ ہے جس صورت
لم يجمع الات الاجتهاد لا يجوز له العمل على الحديث بخلاف
میں اسکو اجتہاد کا مادہ جمع نہووے تو اوسکو حدیث پر اپنے مذہب کی خلاف عمل جائز نہیں ہے
مذهبه لانه لا يدري انه منسوخ او مأول او محكم
کیونکہ اسکو کیا معلوم کہ یہ حدیث منسوخ یا ماول یا محکم
محمول على ظاهره ومال الى هذا القول ابن الحاجب في
اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اسی قول کیطرف ابن الحاجب اپنے
مختصره وتابعوه ورد بانه ان اراد عدم التيقن بنفي هذه
مختصر میں اور اوسکے شاگرد مائل ہوئے ہیں اور یہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا
الاحتمالات فالمجتهد ايضا لا يحصل له اليقين بذلك
عدم التیقن مراد ہے تو اسکا یقین تو مجتہد کو بھی حاصل نہیں ہوتا وہ تو
وانما يبني اكثر امره على غالب الظن وان اراد انه لا
اپنے اکثر کام غالب الظن پر بنا کیا کرتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ شخص
يدري ذلك بغالب الرأي معناه في صورة النزاع لان
اسکو بغالب الرای نہیں جانتا تو اسکو نزاع کی صورت میں نہیں مانتے کیونکہ
المتبحر في المذهب المتتبع لكتب القوم الحافظ من الحديث
متبحر فی المذہب کو کہ قوم کے کتب کو دیکھتا بھالتا رہے حدیث

والفقه بجملة صالحة كثيرا ما يحصل له غالب الظن بان

اور فقہ میں سے مقدار شائستہ کا حافظ ہو اکثر اوقات یہ بات ظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ

الحديث غير منسوخ ولا مأول بتاويل يجب القول به

حدیث منسوخ نہیں ہے اور نہ ایسی تاویل جسکی تاویل کا قائل ہونا واجب ہووے اور

وانما البحث فيما حصل له ذلك والمختار ههنا هو قول ثالث

بحث تو اوس صورت میں ہے کہ اسکو یہ ملکہ حاصل ہووے اور یہاں پسندیدہ تیسرا قول ہے

وهو ما اختاره ابن الصلاح وتبعه النووي وصححه قال

وہ جو ابن الصلاح نے اختیار کیا ہے اور نووی اسکا تابع ہوا ہے اور اسکو صحیح قرار دیا ہے

ابن الصلاح من وجد من الشافعية حديثا يخالف

ابن الصلاح کہتا ہے شافعیوں میں سے جسکو حدیث اسکے مذہب کی

مذهبه نظر ان كملت له آلة الاجتهاد مطلقا او في

برخلاف ملے تو یہ دیکھے اگر اسکو اجتہاد مطلق کا مایہ کامل ہو گیا ہے یا

ذلك الباب او المسئلة كان له الاستقلال بالعمل به وان

اوسی خاص باب اور مسئلہ میں تو اوسکو عمل بالاستقلال اوسپر روا ہو گا اور اگر

لم يكمل وشق مخالفة الحديث بعد ان بحث فلم يجد

مایہ کامل نہیں ہوا اور حدیث کی مخالفت دشوار گذرتی ہو بحث کے بعد بھی اوس کے

لمخالفته جوابا شافيا عنه فله العمل به ان كان عمل به

مخالفت کا جواب شافی نہیں ملا تو اسکو عمل اوسپر روا ہی بشرطیکہ بجز

امام مستقل غير الشافعي رح ويكون هذا عذرا في ترك

شافعی کے کسی مستقل امام نے اوسپر عمل کیا ہو اور اسکی واسطے اپنے امام کا

مذهب امامه ههنا وحسنه النووي واقره مسئلة

مذہب ترک کرنے میں یہاں یہ عذر ہو جاویگا اور اسکو نووی نے حسن کہا ہے اور قائم کیا ہے مسئلہ

إذا أراد المتبحر في المذهب أن يعمل في مسئلة بخلاف

اگر ایسا متبحر فی المذہب یہ ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ مین اپنے امام کے

مذهب إمامه مقلدا فيها لإمام آخر هل يجوز له ذلك

مذہب کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر عمل کرے آیا یہ اسکو جائز ہے اسمین

اختلفوا فيه فمنعه الغزالي وشرذمة وهو قول ضعيف

علما نے اختلاف کیا ہی سو امام غزالی نے اور ایک گروہ نے منع کیا ہی اور یہہ قول جمہور کے

عند الجمهور لأن مبناه على أن الإنسان يجب عليه

نزدیک ضعیف ہی کیونکہ اسکے اصل یہ ہے کہ انسان پر واجب ہی

أن يأخذ بالدليل فإذا فات ذلك لجهله بالدلائل

کہ دلیل کے ذریعہ سے اختیار کرے پھر جب وہ دلیل سے دلائل کے جہالت کے سبب سے فوت ہو گئے

أقمنا اعتقاد أفضلية إمامه مقام الدليل فلا يجوز

تو ہمنے اوسکی امام کے فضیلت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کر دیا سو اوسکو

له أن يخرج من مذهبه كما لا يجوز له أن يخالف

اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جائز نہین ہے جیسا کہ اسکو جائز نہین کہ شرعی

الدليل الشرعي ورد بأن اعتقاد أفضلية الإمام

دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ امام کے مطلق فضیلت کا اعتقاد

على سائر الأئمة مطلقا غير لازم في صحة التقليد

تمام ائمہ پر صحت تقلید کے بابمین بالاجماع لازم نہین

إجماعا لأن الصحابة والتابعين كانوا يعتقدون أن

ہے اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ

خير هذه الأمة أبو بكر ثم عمر وكانوا يقلدون في كثير

اس امت مین افضل اول ابو بکر رضہ ہین پھر عمر رضہ اور انکا یہ حال تھا کہ بہت

مِّنَ الْمَسَائِلِ غَيْرِهِمَا بِخِلَافِ قَوْلِهِمَا وَلَمْ يُنْكِرْ عَلٰى ذٰلِكَ اَحَدٌ

مسائل مین اونکی قول کے برخلاف اور ونکی تقلید کرتے تھے اور کسی نے اعتراض نہین کیا

فَكَانَ اِجْمَاعًا عَلٰى مَا قُلْنَاهُ وَاَمَّا اَفْضَلِيَّةُ قَوْلِهِ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ

سو ہماری قول پہ اجماع ہو گیا اور وہی فضیلت اوسکی امام کے قول کی اس مسئلہ مین

فَلَا سَبِيْلَ اِلٰى مَعْرِفَتِهَا لِلْمُقَلِّدِ الصِّرْفِ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ

سو اسکی پہچان کے راہ مقلد صرف کو کوئی نہین ہے   پس تقلید کی یہ

شَرْطًا لِلتَّقْلِيْدِ اِذْ يَلْزَمُ اَنْ لَّا يَصِحَّ تَقْلِيْدُ جُمْهُوْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

شرط ٹھیرانی جائز نہین ہے اسواسطے کہ لازم آتا ہے کہ جمہور مقلدین کے تقلید جائز نہ ہووی

وَلَوْ سُلِّمَ فَفِيْ مَسْئَلَتِنَا هٰذِهِ لَا عَلَيْكُمْ لِاَنَّ كَثِيْرًا

اور اگر فرض کیا جاوی تو ہماری اس مسئلہ مین یہہ تمکو مضر ہے مفید نہین ہے اس لیے کہ اکثر

مَا يَطَّلِعُ عَلٰى حَدِيْثٍ يُّخَالِفُ مَذْهَبَ اِمَامِهِ اَوْ يَجِدُ قِيَاسًا

اوقات ایسی حدیث معلوم ہو جاتی ہے کہ اوسکی امام کے مذہب کی مخالف ہوتی ہے یا قیاس قوی

قَوِيًّا يُّخَالِفُ مَذْهَبَهُ فَيَعْتَقِدُ الْاَفْضَلِيَّةَ فِيْ تِلْكَ الْمَسْئَلَةِ

ملجاوی کہ اوسکی مذہب کی خلاف ہوتا ہے پھر وہ اس مسئلہ مین اور کے افضلیت کا معتقد ہو جاتا ہے

لِغَيْرِهِ وَذَهَبَ الْاَكْثَرُوْنَ اِلٰى جَوَازِهِ مِنْهُمُ الْاٰمِدِيُّ وَابْنُ

اور اکثر علما اسکو جائز کہتے ہین   اوسمین سے   آمدی ہے   اور ابن

الْحَاجِبِ وَابْنُ الْهُمَامِ وَالنَّوَوِيُّ وَاَتْبَاعُهُ كَابْنِ حَجَرٍ وَالرَّمْلِيِّ

الحاجب اور ابن الہمام اور نووی   اور اوسکی اتباع جیسے ابن حجر اور رملے

وَجَمَاعَاتٌ مِّنَ الْحَنَابِلَةِ وَالْمَالِكِيَّةِ مِمَّنْ يُّفْضِيْ ذِكْرُ اَسْمَائِهِمْ

اور حنبلیون مین کا اور مالکیون مین کا ایسا ایک گروہ اتنے کہ اونکی نامون کے ذکر سے

اِلَى التَّطْوِيْلِ وَهُوَ الَّذِيْ انْعَقَدَ عَلَيْهِ الْاِتِّفَاقُ مِنْ مُّفْتِيْ

تطویل ہوتی ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جسپر چاروں مذاہب متاخر   مفتیون   کا

للمذاهب الاربعة من المتأخرين واستخرجوا من كلام اوائلهم

اتفاق منعقد ہوچکا ہے اور اسکو اوائل کے کلام میں سے استخراج کیا ہے

ولهم رسائل مستقلة في هذه المسئلة الا انهم اختلفوا

اور اس مسئلہ میں انکے مستقل رسالے ہیں اتنا ہی کہ جواز کے

في شرط جوازه فمنهم من قال لا يرجع فيما قلد اتفاقا فسره ابن

شرطوں میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعضے یہہ کہتے ہیں کہ بالاجماع اپنی تقلید سے رجوع نکرے اسکو

الهمام فقال اي عمل به ولنختلف الشراح في معنى هذه

ابن ہمام نے تفسیر کیا ہے پس یہ کہا ہے یعنی اوس پر عمل کرے اور شارحین نے عمل بہ کی معنوں میں اختلاف

الكلمة فقيل فيما عمل به بخصوصه بان يقضي تلك الصلوة

کیا ہے سو کوئی کہتا ہے بالخصوص اوسی مسئلہ میں عمل کرے اسطور کہ اوس نماز

الواقعة على المذهب الاول مثلا وهو الصحيح الذي لا يتجه

معین کو مثلا پہلے ہی مذہب پر قضا کرے اور یہی ہی اور ایسا صحیح ہی کہ تحقیق کے

غيره عند التحقيق وقيل بجنسه ورد بانه ليس اتفاقيا بل

وقت کچھ اور ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی کہتا ہے اوس قسم کے مسائل میں عمل کرے اور یہ رد کیا گیا ہی کہ یہ اجماعی امر نہیں

الأكثر ما روي عن السلف هو العمل بخلاف المذهب فيما

بلکہ سلف سے اکثر روایت یہہ ہیں کہ وہ مذہب کے خلاف ہی پر عمل کرتا ہے جہاں کہ

كانوا يعملون به ومنهم من قال لا يتتبع الرخص فقيل يعني

وہ عمل کرتے ہی ہیں اور انہیں سے بعضے کہتے ہیں رخصتوں کو نہ ڈھونڈے سو کوئی کہتا ہی رخصت کی

ما سهل عليه ورد بان النبي صلى الله عليه وآله وسلم

یعنی جو نہایت جلد اوس پر آسان ہو اور یہہ اسطور رد کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

كان اذا خير اختار اهون الامرين ما لم يكن اثما وقيل

جب اختیار دیا جاتا تو دو چیزوں میں سے آسان کو اختیار کرتے تھے جبکہ وہ آسان گناہ نہ ہوتا اور کوئی یہہ کہتا

مالا يقوى به الدليل بل الدليل الصحيح الصريح قام بخلافه مثل

کو دلیل اوس سے تقویت نکرتے ہو بلکہ صحیح صریح دلیل اوسکی خلاف پر قائم ہو جیسے

المتعة والصرف هذا وجه وجيه وجدت في كتاب التلخيص في

متعۃ النسا اور بیع صرف اور یہ قوی وجہہ ہے مین نے کتاب التلخیص کے کتاب النکاح

تخريج احاديث الرافعي للحافظ ابن حجر العسقلاني في كتاب

مین پایا ہے جہان رافعی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کے احادیث کی تخریج کیے ہے

النكاح منه نقلا عن الحاكم في كتاب علوم الحديث باسناده

حاکم سے کتاب علوم الحدیث مین نقل کرکر کہ اون کے اسناد

الى الاوزاعي قال يجتنب او يترك من قول اهل الحجاز

اوزاعی کیطرف ہی کہا ہے اہل حجاز کے پانچ قول سے اجتنابت کیا جاوی یا ترک کیجیے

خمس ومن قول اهل العراق وخمس من اقوال اهل الحجاز استماع

جاوین اور اہل عراق کے پانچ قول اہل حجاز کے سی قول مین بلا ہیے

الملاهي والمتعة واتيان النساء في ادبارهن والصرف

کا سننا اور متعہ اور عورتون کی پس پشت جماع کرنا اور بیع صرف

والجمع بين الصلوتين بغير عذر ومن قول اهل العراق شرب

اور بلا عذر دو نمازون کو جمع کر دینا اور اہل عراق کے یہ قول مین سینبذ

النبيذ وتاخير العصر حتى يكون ظل الشيء اربعة امثاله

کا پینا اور عصر کے اتنی تاخیر کہ شے کا سایہ جو گنا ہو جاوے

ولا جمعة الا في سبعة امصار والفرار من الزحف والاكل بعد

اور سوای سات شہرون سے جمعہ نہین ہی اور لڑائی مین سے بہاگ جانا اور رمضان مین

الفجر في رمضان ثم قال ابن حجر وروى عبد الرزاق عن

فجر کے بعد کہانا پھر ابن حجر کہتا ہے اور عبد الرزاق معمر سے

معتبر كوان رجلا اخذ بقول اهل المدينة في سماع الغناء

روایت کرتا ہے اگر کوئی شخص غنا کے سننے میں اور عورتوں کے ادبار میں

واتيان النساء في ادبارهن وبقول اهل مكة في المتعة و

جماع کرنے میں اہل مدینہ کا قول اور متعہ میں اور بیع صرف میں

الصرف وبقول اهل الكوفة في المسكر كان شر عباد الله ومنهم

اہل مکہ کا قول اور نشے میں اہل کوفہ کا قول اخذ کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں بڑا ہے اور انہیں سے بعضے

من قال لا يلفق بحيث يتركب حقيقة ممتنعة عند الامامين

رخصت یعنی کہتے ہیں کہ تلفیق نہ کرے اس طور کہ دونوں اماموں کے نزدیک محال حقیقت مرکب بن جاوے

قيل الممنوع ان يتركب حقيقة ممتنعة في مسئلة واحدة

کوئی کہتا ہے ممنوع یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں حقیقت محال مرکب ہو جاوے

مثل الوضوء بلا ترتيب ثم خرج منه الدم السائل لا في

جیسے بلا ترتیب وضو کیا پھر اوس میں خون جاری نکل آیا دو

مسئلتين كما اذا طهر الثوب بمذهب الشافعي وصلى

مسئلوں میں نہیں جیسے امام شافعی کے مذہب کے موافق تو کپڑا پاک ہو اور امام

بمذهب ابي حنيفة وبعده ان يقال فيه بحث لانه ان كان

ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق نماز پڑھے اور یہ بات رہتی ہے کہ کوئی کہے اس میں بحث ہے اسلیے کہ اگر

المقصود من هذا القيد ان لا يخرج مجموع ما انحله من

اس قید سے مقصود یہ ہے کہ وہ مجموعہ جو اوس نے چاہا ہے متفق علیہ میں سے نہ

الاتفاق فهو حاصل في مسئلتين ايضا وان كان المقصود

نکل جاوے تو یہ بات دو مسئلوں میں بھی موجود ہے اور اگر یہ مقصود ہے کہ

ان لا يخرج هذه المسئلة وحدها من الاجماع فيكفي عنه

یہ اکیلا مسئلہ اجماع میں سے نہ نکل جاوے تو اس میں یہی شرط

اشتراط كونه مذهبا للاجتهاد فيه مساغ كما يأتي ومنهم من

یہہ شرط کہ وہ مذہب ایسا ہو کہ اوسمین اجتہاد جائز ہو کفایت کرتی ہو جیسا کہ آتا ہی اور انمین سے بعضے حضرت کے معنے

قال لا يكون المذهب الذي يذهب اليه مما ينقض فيه قضاء القاضي

یہہ کہتے مین وہ مذہب جسکیطرف رجوع کرتا ہی ایسا نہو کہ اوسمین قضا قاضی کا نقض آتا ہو

وهذا وجيه والاحتراز منه يحصل اذا قلد مذهبا من

اور یہہ بہت قوی ہے اور اس سے احتراز جب ہی ہوتا ہے کہ ان چارون مذاہب

المذاهب الاربعة المقبولة المشهورة ومنهم من قال يشترط

مقبولہ مشہورہ مین سے کسی مذہب کی تقلید کرے اور انمین سے بعضے کہتے ہین کہ اوسکا دل اوس مسئلہ مین

صدره في تلك المسألة بما قلد فيه غير امامه ولا يتصور

اپنے امام سے علاوہ کی تقلید پر خوش ہو جاوی اور یہ حال

الا في المتبحر وقيل اذا اتبع الاكثر والقول المشهور فخروجه من

متبحر ہی مین ہو سکتا ہی اور کوئی کہتا ہی جس صورت مین کہ اکثر کا اور قول مشہور کا اتباع کرتا ہے تو اسکا

مذهب امامه حسن واذا كان بالعكس فقبيح هذا خلاصة

خروج اپنے امام کے مذہب سے حسن ہے اور اگر اسکا عکس ہے تو برا ہے اونکی رسایل کا خلاصہ

ما في رسائلهم مع تنقيح وتحرير وانا اختار في الجواز شرط ان

تنقیح اور تحریر کے ساتھ یہہ ہے اور مین جواز مین یہہ شرط اختیار کرتا ہون

لا ينقض قضاء قاضي به سواء كان النقض لاجتماع معنيين

کہ قضا قاضی کا نقض نہو جاوی برابر ہے کہ نقض ایسی دو معنون کے اجتماع سے ہووی

كل واحد منهما صحيح كالنكاح بغير شهود مجتمعين ولا

کہ وہ دو نو صحیح ہون جیسے نکاح بدون اجتماع گواہان کے اور بدون

اعلان او بغيره وفي الاختيار شرط انشراح الصدر لمعنى في

اعلان کے یا اور وجہ سے اور اختیار مین شرط خوشی خاطر کے سبب اون معنون کے ہے جو

الدليل او كثرة من عمل به في السلف او كونه احوط او كونه

دلیل مین ہے یا سلف مین اوسکی عملواری کثرت سے یا اوسمین کسی ایسی دشواری سے مخلصی ہو

تفصياً من مضيق لا يمكن له الطاعة معه لقوله صلى الله

کہ اوس دشواری کے ساتھہ اوسے اطاعت ممکن نہو اس لیے کہ حضرت صلی اللہ

عليه وآله وسلم اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم ونحو

علیہ وآلہ وسلم کا فرمودہ ہی جب مین تمکو کچھہ امر کرون سو اوسمین سے جتنا ہو سکے سو کرو اور

ذلك من المعاني المعتبرة في الشرع لا مجرد الهوى وطلب الدنيا

ایسی ہی اور شرع کے معتبر معانی وہ خوشی خاطر صرف ہوا وہوس اور دنیا کے طلب سے نہو

وفي الوجوب بشرط ان يتعلق به حق لغيره فيقضي القاضي

اور وجوب کیواسطے یہہ شرط ہی کہ اوس سے غیر کا حق متعلق ہو پس قاضی اپنے مذہب کی خلاف

بخلاف مذهبه كذا في خزانة الروايات في كشف القناع واذا قلد فقيها

فیصلہ کر دی خزانۃ الروایات مین کشف القناع مین سے ہے اور اگر کسی مسئلہ مین کسی فقیہ کی تقلید کرے

في شيء هل يجوز له ان يرجع عنه الى فقيه اخر المسئلة

تو آیا اوسکو جائز ہے کہ اوسی اور فقیہ کیطرف رجوع کرے یہہ مسئلہ

على وجهين احدهما ان لا يكون التزم مذهبا معينا كمذهب

دو طرح پر ہی ایک تو یہہ کہ ایسا نہو کہ اوسنے ایک معین مذہب لازم کر لیا ہو جیسے

ابي حنيفة والشافعي وغيرهما والثاني التزم فقال اني

ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ کا مذہب اور دوسرا یہ کہ لازم کر لیا ہو اور کہتا ہو کہ مین

ملتزم متبع ففي الوجه الاول قال ابن الحاجب لا يرجع بعد

لازم کرنیوالا متبع ہون پس پہلے صورت مین ابن الحاجب کہتا ہی کہ تقلید کے بعد

تقليد فيما قلد اتفاقا وفي حكم اخر المختار الجواز لقوله تعالى

جس مسئلہ مین تقلید کر چکا ہو بالاتفاق رجوع نکرے اور دوسرے مسئلہ مین جواز ہی مختار ہی بدلیل اس آیت کے

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب

پوچھو لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے پس رجوع کی وجوب کا قائل ہونا

الرجوع الى من قلد اولا في مسئلة يكون تقييد النص وهو

وہ ہے تقیید مطلق جس پہلا ایک مسئلہ میں مقلد ہو چکا ہو نص کو مقید کر دینا ہو جاویگا اور یہ نص [illegible] کر دیا

يجري مجرى النسخ على ما تقرر في الاصول وبقوله صلى الله عليه

اور قائم مقام نسخ کے ہے چنانچہ اصول میں ٹھہر چکا ہے اور بدلیل

وآله وسلم اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم

اس حدیث کے میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جسکا اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے

وان العوام في السلف كانوا يستفتون الفقهاء من غير

اور سلف کے زمانہ میں عوام لوگ فقہا سے بدون رجوع کے

رجوع الى معين من غير ان يكون محل الاجماع على الجواز

کسی معین کی طرف فتوی لیتے تھے کچھ اعتراض نہیں تھا پس اجماع کا محل جواز پر ہو گیا

كما في شرح ابن الحاجب واما الجواب في الوجه الثاني وهو

یہ ابن حاجب کی شرح میں ہے اور رہا جواب دوسری وجہ میں کہ

ما اذا التزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي فقد اشار

جب کہ کسی مذہب معین کو جیسے حنفی اور شافعی لازم کرے سو

ابن الحاجب الى الاختلاف في ذلك اختلاف مذهبه في

ابن حاجب نے اس میں اختلاف کیطرف [illegible] اختلاف اپنے مذہب کے

اشار انه اختلف العلماء في ذلك على ثلاثة اقوال بل

اشارہ کیا ہے اور یہ اشارہ کہ علما کے اسمیں مختلف تین قول ہیں

فقيل لا يجوز مطلقا وقيل يجوز مطلقا والقول الثالث

پس کوئی کہتا ہے مطلقاً جائز نہیں ہے اور کوئی کہتا ہے مطلقاً جائز ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ

ان الحكم في هذا الوجه والوجه الاول سواء فلا يجوز ان يرجع

کہ وجہ کا حکم اور پہلے وجہ کا یکسان ہے سو اوس مذہب سے رجوع کرنا

عنه بعد تقليده فيما قلد اي عمل به ويجوز في غيره كما في عمدة

تقلید کے بعد جس مسئلہ مین تقلید کر چکا یعنی اوس پر عمل کر لیا ہے جائز نہین ہے اور اور مسئلہ مین جائز ہے اور

الاحكام من الفتاوى الصوفية وسئل عن يوم عيد الفطر انا نرى

فتاوی صوفیہ مین سے عمدۃ الاحکام مین ہے روز عید الفطر کے حال سے پوچھا کہ ہم دیکھتے

بعض الناس يتطوعون في الجامع عند الزوال فنمنعهم عن

آدمیون کو دیکھتے ہین کہ وہ جامع مسجد مین زوال کے وقت نفلین پڑھتے ہین سو ہم

ذلك ونخبرهم عن ورود النهي عن الصلوة في الاوقات الثلثة

انکو اس سے منع کرتے ہین اور انکو سنا دیتے ہین کہ تین وقت مین نماز کے ممانعت آئی ہے

قال اما المنع فلا كيلا يدخل تحت قوله تعالى ارايت الذي

جواب دیا ممانعت تو نہین چاہیے تاکہ اس آیت کے مضمون مین نہ آجاوے تو نے دیکھا وہ جو

ينهى عبدا اذا صلى ولا تيقن وقت الزوال بل عسى ان يكون

منع کرتا ہے ایک بندہ کو جو نماز پڑھتا ہے اور یہ یقین نہین ہے کہ زوال ہی کا وقت ہے شاید کہ

قبله او بعده ولئن كان وقته فقد روي عن ابي يوسف

پہلے ہو یا پیچھے ہو اور اگر بالفرض زوال ہی کا وقت ہو تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

لا يكره ذلك التطوع عند الزوال يوم الجمعة والشافعي رح

کہ یہ نفلین زوال کے وقت جمعہ کے دن مکروہ نہین ہین اور امام شافعی

لا يكره ذلك في جميع الايام فلئن اعترضت على هذا المصلى

تو کسی دن بھی مکروہ نہین کہتے پس اگر تو اس مصلی پر اعتراض کریگا

فعسى ان يجيبك انه تقلد في هذه المسئلة من يرى جوازه

تو شاید کہ تجھکو یہ جواب دیدے کہ مین اس مسئلہ مین اسی کا مقلد ہون جو اسکو جائز جانتا ہے

ذلك او يحتج عليك بما احتج به من اختار ذلك فليس

یا حجت میں وہی استدلال کرے جو اس قول کے پسند کرنیوالے نے کیا ہے سو تجھکو نہیں چاہیے

لك ان تنكر على من قلد مجتهدا او احتج دليلا وفيها ايضا

کہ ایسے پر جو مجتہد کی تقلید یا کسی دلیل سے حجت کرے اعتراض کیا کرے اور یہ بھی اسی میں

من التجنيس والمزيد وربما قلد هذا المصلي فلا ينكر على من فعل

تجنیس اور مزید سے ہے اور کبھی یہ مصلے اوسکی تقلید کرتا ہے سو اوس پر کیا اعتراض جو فعل اجتہادی

فعلا مجتهدا او تقلد مجتهدا في الظهيرية ومن فعل فعلا

عمل میں لاوے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے اور ظہیریہ میں ہے اور جو شخص فعل مجتہد فیہ پر عمل کرے

مجتهدا فيه او قلد مجتهدا في فعل مجتهد فيه فلا عار ولا تشنيع

یا فعل مجتہد فیہ میں مجتہد کی تقلید کرے تو اوس پر نہ تو کچھ ننگ ہے اور نہ سرزنش

ولا انكار عليه وفي المنهاج للبيضاوي لو راى الزوج

اور نہ کوئی اعتراض اور بیضاوی کی منہاج میں ہے اگر زوج نے

لفظا كناية وراته المراة صريحا فله الطلب ولها الامتناع

ایک لفظ کو کنایہ سمجھا اور عورت نے اسکو صریح سمجھا تو زوج کو حق طلب حاصل ہے اور عورت کو حق امتناع ہے

فيتراجعان الى غيرهما فائدة استشكل رجل شافعي

پھر وہ دونو اوروں کے سامنے پیش کریں فائدہ ایک شخص شافعی مذہب نے

الاختلاف بين عبارتي الانوار فاجبته بما يحل الاختلاف

انوار کے دو مختلف عبارتوں پر اعتراض کیا سو میں نے اسکو ایسا جواب دیا جس سے وہ اختلاف رفع ہوجاتا ہے

في كتاب القضاء من كتاب الانوار ما حاصله اذا دونت هذه

انوار میں سے کتاب القضاء میں تو ایسی عبارت ہے جسکا حاصل یہ ہوتا ہے جب یہہ

المذاهب جاز للمقلد ان ينتقل من مذهب مجتهد الى مذهب

مذہب کتابوں میں مندرج ہوگئے تو مقلد کو جائز ہے کہ ایک مجتہد کی مذہب سے منتقل ہوکر دوسرے مجتہد کے مذہب میں چلا جاوے

آخر وكذا لو قلّد مجتهدًا في بعض المسائل وآخر في البعض

اور ایسی ہی اگر بعض مسائل مین ایک مجتہد کی تقلید کری اور بعض اور مسائل مین دوسری مجتہد کے

الآخر حتّى لو اختار من كلّ مذهب الأهون كالحنفيّ إذا افتصد

یہانتک کہ اگر ہر ایک مذہب مین کو سہل اختیار کرے جیسے حنفی جب فصد کھلوائی

وأراد أن يأخذ بالشافعيّ لئلّا يتوضّأ أو الشافعيّ مسّ فرجه

اور یہ چاہے کہ شافعی مذہب لیلی تاکہ وضو نکرنا پڑے یا شافعی اپنی شرمگاہ کو

أو امرأة وأراد أن يأخذ بالحنفيّ لئلّا يتوضّأ وغير ذلك من

یا عورت کو چھودی اور یہ چاہے کہ حنفی مذہب لیساون تاکہ وضو نکرنا پڑے

المسائل جاز هذا حاصل كلام صاحب الأنوار في كتاب القضاء

اور اور مسائل تو جائز ہے اور یہ تو خلاصہ انوار کے مصنف کی کلام کا کتاب القضاء مین ہے

وقال في باب الاحتساب لو رأى الشافعيّ شافعيًّا يشرب

اور باب الاحتساب مین کہتا ہے اگر کوئی شافعی کسی شافعی کو دیکھے کہ نبیذ پیتا ہے

النبيذ أو ينكح بلا وليّ ويطأها فله أن ينكر لأنّ على كلّ

یا بغیر ولی کے نکاح کر کر وطی کرتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ اعتراض کرے کیونکہ ہر

مقلّد اتّباع مقلّده ويعصي بالمخالفة ولو رأى الشافعيّ الحنفيّ

مقلد پر اپنے متبوع کا اتباع لازم ہے اور مخالفت سے گنہگار ہوتا ہے اور اگر شافعی نے حنفی کو دیکھا

يأكل الضبّ أو متروك التسمية عمدًا فله أن يقول إمّا

کہ سوسمار کو یا فد بوحہ متروک التسمیہ کو عمدًا کھاتا ہے تو اوسکو لازم ہے کہ کہدیوی یا تو تو

أن تعتقد أنّ الشافعيّ أولى بالاتّباع وإمّا أن تترك هذا

یہ اعتقاد کر کہ شافعی کی متابعت اولی ہے یا یہ کھانا چھوڑ دے

كلامه في الاحتساب بين القولين اختلاف أقول وحلّ

مصنف کا یہ کلام احتساب مین ہے اور ان دونو قول مین اختلاف ہی مین کہتا ہون اور میری

الاختلاف عندي والله اعلم ان معنى قوله يعصي بالمخالفة

عندیہ میں اس اختلاف کا رفع اور امر جوب جانتا ہے یون ہی کہ اس قول یعصی بالمخالفۃ کے یہ معنی ہیں

انه يعصي بالمخالفة اذا عزم على تقليده في جميع المسائل

کہ وہ مخالفت سے جب گنہگار ہوتا ہے کہ اسکی تقلید کا عزم تمام مسائل میں کرے

او في هذه المسئلة ثم اقدم على المخالفة فهذه معصية

یا اس خاص مسئلہ میں عزم کرے پھر مخالفت کرنے لگے تو یہ تو بلاشک معصیت ہی

بلا شك واما اذا قلد في هذه المسئلة غيره فذلك الغير

اور رہی وہ صورت کہ اس مسئلہ میں اور کا مقلد ہو سو وہ اور

هو مقلده ولم يخالفه او نقول المسئلة الثانية مبنية

وہی اسکا متبوع ہے اور اسکی مخالفت نہیں کی یا میں یہ کہتا ہوں کہ دوسرا مسئلہ یعنی انوار کا

على قول الغزالي وشرذمة والاول على قول الجمهور فافهم

امام غزالی اور ایک گروہ کے قول پر مبنی ہی اور پہلا مسئلہ جمہور کے قول پر پس سمجھ لے

فان حل هذا الاختلاف قد صعب على بعض المصنفين

کیونکہ اس اختلاف کا حل بعض مصنفین پر بیشک دشوار ہوا ہے

مسئلة اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين واجب و

مسئلہ سمجھ لے کہ مجتہد کی تقلید دو قسم کی ہے واجب اور

حرام فاحدهما ان يكون من اتباع الرواية دلالة تفصيله

حرام ایک تو یہ ہی کہ باعتبار دلالت کی روایت کا اتباع ہو اسکی تفصیل یہ ہے

ان الجاهل بالكتاب والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع و

کہ جو شخص کتاب اور سنت کو نہیں جانتا تو وہ بذات خود تتبع اور

الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل فقيها ما حكم رسول

استنباط کی استطاعت نہیں رکھتا پس اسکا یہی وظیفہ ہے کہ فقیہ سے پوچھ لے کہ رسول

النبي صلى الله عليه وسلم في مسألة كذا وكذا فإذا أخبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں مسئلہ میں کیا حکم فرمایا ہے جب تقلید

تبعه سواء كان مأخوذا من صريح نص أو مستنبطا منه

تب اوس کی تو اسکی خواہ صریح نص سے لیا ہو یا اوس سے استنباط کیا ہو

أو مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع إلى الرواية عنه

یا منصوص پر قیاس کیا ہو پھر سب صورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیطرف

صلى الله عليه وآله وسلم ولو دلالة وهذا قد اتفقت

رجوع کرتے ہیں اگرچہ دلالتہ ہو اسکی صحت پر تو تمام

الأمة على صحته قرنا بعد قرن بل الأمم كلها اتفقت على

امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتیں اپنے انبیاء سے

مثله في شرائعهم وأمارة هذا التقليد أن يكون عمله

ایسی صورت پر متفق ہیں اور اس تقلید کا نشان یہ ہے کہ اسکا عمل

بقول المجتهد كالمشروط بكونه موافقا للسنة فلا يزال

مجتہد کے قول پر بمثال شروط کی ہے کہ سنت کے موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہو سکے

متفحصا عن السنة بقدر الإمكان فمتى ظهر حديث يخالف

سنت کی تلاش میں رہے پھر جب ایسی حدیث ملجاوے کہ اس قول کے مخالف ہے

قوله أخذ بالحديث وإليه أشار الأئمة قال الشافعي

تو حدیث پر عمل کرے اور ائمہ نے بھی اشارہ کیا ہے امام شافعی کہتے ہیں

إذا صح الحديث فهو مذهبي وإذا رأيتم كلامي يخالف

جب حدیث صحیح ہو جاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور جب تم میرے کلام کو دیکھو کہ

الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا بكلامي الحائط وقال مالك

حدیث کے خلاف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر پھینک دو اور امام مالک کا قول ہے

ما من احد الا وماخوذ من كلامه ومردود عليه الا رسول

جو ہی سوای اپنے کلام سے ماخوذ ہوگا • اور اوسپر اُسکا کلام رد کیا جاوی گا

الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال ابو حنيفة رح لا ينبغي

سوای رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کے اور امام ابو حنیفه کہتی ہین که جو شخص

لمن لم يعرف دليلي ان يفتي بكلامي وقال احمد لا تقلدني

میری دلیل سے واقف نہو تو اسکو سزاوار نہین که میری کلام کا فتوی دیو اور امام احمد کہتی ہین که میری تقلید نکرنا

ولا تقلدن مالكا ولا غيره وخذ الاحكام من حيث اخذوا

اور نه مالک کی تقلید کرنا اور نه اور کی اور احکام وہان سے لے جہان سے انہون نے لیا ہے

من الكتاب والسنة الوجه الثاني ان يظن بفقيه انه بلغ

کتاب اور سنت سے اور دوسری قسم یہی که کسی فقیه کی حقین یه گمان کرے که یه

الغاية القصوى فلا يمكن ان يخطئ فمهما بلغه حديث

غایة درجه کو پہنچ گیا ہی سو ممکن نہین که یه خطا کرے پہر جب اوس مقلد کو صحیح

صحيح صريح يخالف مقالته لم يتركه اوظن انه لما قلده لا

صریح ایسی حدیث ملی کر فقیه کے قول کے خلاف ہو تو قول کو چھوڑی یا یه خیال کری جب مین اسکا مقلد ہو گیا

كلفه الله بمقالته وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه

تو میری حقین الله کا حکم اسی کا قول ہے اور یه مقلد ایسا ہی جیسے بیوقوف ممنوع التصرف پہر اگر اسکو

حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة

حدیث ملجاوی اور صحت کا یقین بہی کرے تو بہی نمانے کیونکه اسکا ذمه

بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد

تقلید مین لگا ہوا ہے پس یه اعتقاد فاسد اور کہوٹی بات اسکا کوئی شاہد نہین ہے

من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة

نه نقل اور نه عقل اور طبقات سابقه مین سے کوئی نه تہا

يفعل ذلك وقد كذب في ظنه من ليس بمعصوم من

کہ ایسا کرتا ہوں اور ہے اوسکا گمان کاذب میں خطا سے غیر معصوم کو

الخطاء معصوما حقيقة او معصوما في حق العمل بقوله وفي

حقیقے معصوم یا اوسکے قول پر عمل کرنے میں معصوم ٹھرا لیا ہی اور اسکے

ظنه ان الله تعالى كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقليده لا

گمان میں یہی کہ اللہ کا حکم اوسی کی قول ہے اور اوسکا ذمہ اسی تقلید میں لگا ہوا ہے

وفي مثله نزل قوله تعالى وانا على آثارهم مقتدون وهل كان

ایسی ہی کے حق میں یہ آیت اتری ہے اور ہم تو اونکے نشان کے پیرو ہیں اور کیا ملل سابقہ کے

تحريفات الملل السابقة الا من هذا الوجه مسئلة اختلفوا

تحریفات اسی وجہ کے نہیں تھیں مسئلہ روایات

في الفتوى بالروايات الشاذة المهجورة في خزانة الروايات في السراجية

شاذہ متروکہ پر فتوی دینے میں اختلاف کیا ہی خزانۃ الروایات میں سراجیہ میں لکھے ہے

ثم الفتوى على الاطلاق على قول ابي حنيفة رح ثم بقول ابي

پھر علی الاطلاق فتوی امام ابوحنیفہ کے قول پہ ہے پھر امام

يوسف رح ثم بقول محمد بن الحسن الشيباني رح ثم بقول زفر بن

ابو یوسف کے قول پہ پھر محمد بن الحسن شیبانی رحمہ کے قول پہ پھر امام زفر بن

هذيل والحسن بن زياد رح وقيل اذا كان ابوحنيفة رح في

ہذیل اور حسن بن زیاد کے قول پہ اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابوحنیفہ

جانب وصاحباه في جانب فالمفتي بالخيار والاول اصح اذا

ایک طرف ہوں اور دونوں شاگرد ایک طرف تو مفتی کو اختیار ہے اور اول بات صحیح ہی اگر

لم يكن المفتي مجتهدا لانه كان اعلم زمانه حتى قال

مفتی مجتہد نہو کیونکہ ابوحنیفہ اپنی زمانہ کے اعلم تھے یہانتک کہ

الشافعي الناس كلهم عيال ابي حنيفة في الفقه في المضمرات

که امام شافعی رح کہتے ہیں تمام فقہا تھیں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں مضمرات میں ہے

وقيل اذا كان ابو حنيفة رح في جانب ابو يوسف رح ومحمد رح في جانب

اور کوئی کہتا ہے اگر امام ابوحنیفہ ایک طرف ہوں اور امام ابو یوسف اور امام محمد ایک طرف

فالمفتي بالخيار ان شاء اخذ بقوله وان شاء اخذ بقولهما

تو مفتی کو اختیار ہے چاہے ابوحنیفہ کا قول اختیار کرے اور اگر چاہے اون دونوں کا قول

وان كان احدهما مع ابي حنيفة ياخذ بقولهما البتة الا اذا

اور اگر اون دونوں میں سے کوئی ساتھ ابوحنیفہ کے ساتھ ہو تو قطعًا اون دونوں کا قول اختیار کرے ہاں اگر

اصطلح المشائخ الاخذ بقول ذلك الواحد فيتبع اصطلاحهم

مشائخ نے اوس ایک کے قول میں مصلحت ٹھہرا رکھی ہو تو اون کی مصلحت کا تابع ہو جاوے

كما اختار الفقيه ابو الليث قول زفر في قعود المريض للصلوة

جیسا فقیہ ابو اللیث نے امام زفر کے قول کو مریض کے نماز کیواسطے بیٹھنے میں اختیار کر رکھا ہے

انه يقعد كما يقعد المصلي في التشهد لانه ايسر على المريض

کہ مریض اس طور بیٹھے جیسے مصلے تشہد میں بیٹھتا ہے اس لیئے کہ مریض پر آسان

وان كان قول اصحابنا ان يقعد المريض في حال القيام متربعا

ہے اگرچہ ہمارے اصحاب کا یہ قول ہے کہ مریض قیام کی حالت میں متربعًا

بیٹھے الٹی پلتی مار کر بیٹھنا

او محتبيا ليكون فرقا بين القعدة والقعود الذي هو في حكم

یا گوٹ مار کر بیٹھے تا کہ قعدہ اور قعود میں جو کہ قیام کے حکم میں ہے

بیٹھے سرین پر بیٹھنا

القيام ولكن هذا يشق على المريض لانه لا يتعود هذا القعود و

فرق رہے لیکن یہ طرف مریض پر دشوار ہوتی ہے کیونکہ اس طرح کے بیٹھنے کی عادت نہیں ہے

كذلك اختاروا تضمين الساعي اذا سعى الى السلطان بغير

اور ایسے ہی مشائخ نے چغل خور پر ضمان ڈالنا اختیار کر رکھا ہے جب کہ بلا اجازت سلطان کے چغلخوری کرے

إذن وهذا قول زفر رحمه الله سدّا لباب السعاية وإن كان قول أصحابنا

اور یہ امام زفر کا قول ہے تاکہ چغلخوری کا باب بند ہو جاوے اگرچہ ہمارے اصحاب کا یہ قول ہے

لا يجب الضمان لأنه لم يتلف عليه مالا وجوّز المشائخ أن

کہ ساعی پر ضمان نہیں آتا کیونکہ اوسنے کچھ مال تلف نہیں کر دیا اور مشائخ کو جائز ہے

يأخذوا بقول واحد من أصحابنا عملا لمصلحة الزمان

کہ ہمارے اصحاب میں سے کسی ایک کا قول زمانہ کی مصلحت پر عمل کرنیکو اختیار کر لیں قنیہ کے

في القنية في باب ما يتعلق بالمفتي من النوادر قال رض والفتوى

باب ما یتعلق بالمفتی میں نوادر سے ہی کہتا ہے اور فتوی اون مسائل میں

فيما يتعلق بالقضاء على قول أبي يوسف لزيادة تجربته وفي

جو قضا سے متعلق ہیں ابو یوسف کی قول پر ہے کیونکہ انکا تجربہ زیادہ تھا اور

المضمرات ولا يجوز للمفتي أن يفتي ببعض الأقاويل المهجورة

مضمرات میں ہے اور مفتی کو یہ جائز نہیں کہ بعضی اقاویل متروکہ پر منفعت کیواسطے

لجر منفعة لأن ضرر ذلك في الدنيا والآخرة أتم وأعم

فتوی دیوی کیونکہ اسکا ضرر دنیا اور آخرت میں کامل اور شامل ہے

بل يختار أقاويل المشائخ واختيارهم ويقتدي بسير السلف

بلکہ مشائخ کے اقاویل اور انکی مختارات کو اختیار کرے اور سلف کی حالات کی پیروی کرے

يكتفي بإحراز الفضيلة والشرف في القنية في كتاب أدب

اور فضیلت اور شرف حاصل کرنے پر اکتفا کرے قنیہ کے کتاب ادب

القاضي في باب مسائل متفرقة مسئلة المسائل التي

القاضی کی باب مسائل متفرقہ میں ہے مسئلہ جو مسائل کہ

يتعلق بالقضاء والفتوى فيها على قول أبي يوسف لأنه

قضا سے متعلق ہیں اور انہیں فتوی ابو یوسف کی قول پر ہے کیونکہ ابو یوسف کو

حصل له زيادة علم بالتجربة وفي عمدة الاحكام من كشف

تجربہ کا علم بہت زیادہ حاصل تھا — کشف البزدوی مین ہے — عمدۃ الاحکام مین ہے

البزدوي يستحب للمفتي الاخذ بالرخص تيسيرا على

مفتی کو مستحب ہے کہ رخصتون کو اختیار کرے — تاکہ عوام پر آسانی ہو

العوام مثل التوضي بماء الحمام والصلوة في الاماكن

جیسے حمام کے پانی سے وضو کرنا — اور پاک مکانون مین بدون

الطاهرة بدون المصلى وعدم الاحتراز عن طين الشوارع

جانماز کے نماز ادا کرنے اور سڑکون کی کیچڑ سے — جس جگہہ مین

في موضع حكموا بطهارته فيها ولا يليق ذلك باهل العزلة

طہارت کا یقین ہو احتراز نکرنا — اور یہ آسانی اہل عزلت کو لائق نہین ہے

بل الاخذ بالاحتياط والعمل بالعزيمة اولى بهم وفي القنية

بلکہ ان کو احتیاط اختیار کرنا — اور عزیمت پر عمل کرنا اولی ہے — اور قنیہ مین ہے

ثم ينبغي للمفتي ان يفتي الناس بما هو اسهل عليهم كذا

پھر مفتی کو چاہیئے کہ لوگون کو وہی فتوے دیوے — جو ان پر آسان ہو

ذكره البزدوي في شرح الجامع الصغير ينبغي للمفتي ان

ایسا ہی بزدوی نے جامع صغیر کے شرح مین — ذکر کیا ہے — کہ مفتی کو چاہیئے کہ

ياخذ بالايسر في حق غيره خصوصا في حق الضعفاء لقوله

غیر کے حقین آسان کو اختیار کرے علے الخصوص ناتوان کے حقین — کیونکہ

عليه الصلوة والسلام لابي موسى الاشعري ومعاذ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے — ابو موسی اشعری — اور معاذ کو

حين بعثهما الى اليمن يسرا ولا تعسرا وفي عمدة الاحكام

یمن کیطرف بھیجتے ہوئے فرمایا تھا — آسانی کرنا تنگ مت کرنا — اور عمدۃ الاحکام کے

فی کتاب الکراهیة سؤر الکلب والخنزیر نجس خلافاً

کتاب الکراہیۃ میں ہے کتے اور سور کا جوٹھا نجس ہے بخلاف

لمالك وغیره ولو افتی بقول مالك جاز وفی القنیة فقیه

مالک وغیرہ کے اور اگر مالک کے قول پر فتوی دیدے تو جائز ہے قنیہ میں ہے ایک فقیہ ہے

یفتی بمذهب سعید بن المسیب ویزوج للزوج الاول بقیت

کہ سعید بن المسیب کے مذہب پر فتوی دیتا ہے اور مطلقہ ثلاثہ کا نکاح زوج اول سے کر دیتا ہے

مطلقة بثلاث تطلیقات کما کان ویعزر الفقیه و

تو وہ مطلقہ ثلاثہ ویسی کی ویسی مطلقہ رہیگی اور فقیہ کو تعزیر دیجاوی گی اور

فقیه یحتال فی الطلقات الثلاث ویاخذ الرشی بذلك

ایک فقیہ ہی کہ تین طلاقوں میں حیلہ کرتا ہے اس میں اور رشوت لیتا ہے

ویزوجها للاول بدون دخول الثانی هل یصح النکاح وما

اور اوس عورت کا نکاح بدون دخول زوج ثانی کے زوج اول سے کر دیتا ہی آیا یہ نکاح صحیح ہو جاتا ہی اور ایسا

جزاء من یفعل ذلك قالوا یسود وجهه فی الفتاوی الاعتمادیة

کرنیوالے کی کیا سزا ہے سب نے جواب دیا منہ کالا کیے نکالدیا جاوی فتاوی اعتمادیہ میں

من الفتاوی السمرقندی ان سعید بن المسیب رجع عن

فتاوی سمرقندی سے منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے اس قول سے

قوله ان دخول المحلل لیس بشرط فی التحلیل فلو قضی به قاض

کہ عورت کو حلال ہونے میں محلل کا دخول شرط نہیں ہے رجوع کیا پس اگر قاضی یہ ہی حکم دیوے

لا ینفذ قضاءه ولو حکم به فقیه لا یصح ویعزر الفقیه

تو اوسکا حکم جاری نہیں ہوگا اور اگر کوئی فقیہ یہ حکم دیوے تو صحیح نہیں ہوگا اور فقیہ کو تعزیر دی جاوے گی

وفی التحفة شرح المنهاج نقل الغزالی فی الاجماع علی تخییر

اور تحفہ منہاج کی شرح میں ہے کہ غزالی نے اجماع نقل کیا ہے

المقلد بين قولي امامه اي على جهة البدل لا الجمع اذا

کہ مقلد کو اپنے امام کے دو قول میں اختیار ہے یعنی بطور بدل کے اختیار ہے بطور جمع کی نہیں جس وقت میں

لم يظهر ترجيح احدهما وكانه اراد اجماع ائمة مذهبه

کہ کسی ایک قول کی ترجیح نہ ظاہر ہو اور شاید کہ اوس مذہب کے ائمہ کا اجماع مراد ہے

كيف ومقتضى مذهبنا كما قاله السبكي منع ذلك في القضاء

کیونکہ یہہ ہی مراد نہو حالانکہ ہماری مذہب کا مقتضا جنانچہ سبکی کہتا ہے قضاء

والافتاء دون العمل لنفسه وبه يجمع بين قول الماوردي

اور افتا میں اسکا منع کرنا ہے اپنی حق میں عمل کرنا منع نہیں ہی اور سبکی سے اور ماوردی کے قول میں سو تفقت ہو جاتی

يجوز عندنا والتصريح الغزالي كما يجوز لمن ادى اجتهاده

ہے کہ ہماری نزدیک جایز ہے اور غزالی نے اسکی تصریح کی ہے جیسے اوس شخص کو کہ اوسکا اجتہاد قبلہ کی جہت میں

الى تساوي جهتين ان يصلي الى ايهما شاء اجماعا وقول الامام

دو طرف مساوات پیدا کرے اختیار ہے کہ بالاجماع دو نو طرف میں سے جدہر چاہے نماز پڑہے اور

يمتنع ان كان في حكمين متضادين كايجاب وتحريم

امام کا قول یہہ ہی کہ جائز نہیں ہے جس صورت میں کہ دو قول دو حکم متضاد یعنی مخالف میں ہونگے

بخلاف نحو خصال الكفارة واجرى السبكي ذلك

جیسے وجوب اور حرمت بخلاف مثل اقسام کفارہ کے اور سبکی نے یہہ بھی جاری کر دیا ہے

وتبعوه في العمل بخلاف المذاهب الاربعة اي مما علم

اور لوگ برخلاف مذاہب اربعہ کے عمل کرنے میں اسکی تابع ہوئے ہیں اوس مسئلہ میں

نسبته لمن يجوز تقليده وجميع شروطه عنده وحمل على

کہ اوسکی نسبت اوس مجتہد کی طرف جسکی تقلید جائز ہو اور [illegible] اور اسپر حمل [illegible] آئی ہے اور

ذلك قول ابن الصلاح لا يجوز تقليد غير الائمة الاربعة

ابن الصلاح کا یہہ قول کہ بجز چار دن امام کے سیکی تقلید جائز نہیں ہے

أي في قضاء وإفتاء ومحل ذلك وغيره من صور التقليد

یعنی قضا اور افتا مین سبب پر محمول ہوئی اور اسکا اور اسکے غیر کا محل تقلید کے صورتون مین جبتک ہے

ما لم يتتبع الرخص بحيث تنحل ربقة التقليد عن عنقه

کہ رخصتون کا متلاشی ہو یہان تک کہ تقلید کے رسی اوسکی گردن سے کہل جاوے

وإلا أثم به بل قيل فسق وهو وجيه قيل ومحل ضعف أن

اور نہین تو اس سے گنہگار ہوویگا بلکہ کوئی کہتا ہے فاسق ہوویگا اور یہی قوی ہے اور کوئی کہتا ہے ضعف کا محل یہ ہے

يتبعها من المذاهب المدونة وإلا فسق قطعا انتهى فصل

کہ مذہب مدونہ مین سے رخصتون کا متلاشی ہو اور نہین تو یقینا فاسق ہوگا تحفہ کا قول تمام ہوا فصل

في العامي اعلم أن العامي الصرف ليس له مذهب

عامی کے حال مین سمجھ لے کہ نرے عامے کا کوئی مذہب نہین ہے

وإنما مذهبه فتوى المفتي في البحر الرائق لو احتجم أو اغتاب

اسکا مذہب تو یہ ہے مفتی کا فتوی ہے بحر الرائق مین ہے اگر پچھنے لگائی یا غیبت کی

فظن أنه يفطره ثم أكل إن لم يستفت فقيها ولا بلغه

اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر کہا لیا تو اگر اوسنے کسی فقیہ سے نہین پوچھا اور نہ اوسکو

الخبر فعليه الكفارة لأنه مجرد جهل وأنه ليس بعذر

حدیث پہنچی تو اوس پر کفارہ ہی اس واسطے کہ یہ جہالت ہی جہالت ہے اور دار الاسلام مین جہالت

في دار الإسلام وإن استفتى فقيها فأفتاه لا كفارة عليه لأن

عذر نہین ہے اور اگر کسی فقیہ سے پوچھ لیا اور اوسنے فتوی دیدیا تو اوس پر کفارہ نہین ہے کیونکہ

العامي يجب عليه تقليد العالم إذا كان يعتمد على فتواه

عامی پر عالم کی تقلید واجب ہوتی ہے جس صورت مین کہ وہ عامی اوس عالم کے فتوی پر اعتماد کرتا ہو

فكان معذورا فيما صنع وإن كان المفتي مخطئا فيما أفتى وإن

تو یہ عامی اپنی کار مین معذور ہوا اگرچہ مفتی فتوی دینے مین خطادار ہو اور اگر

لَمْ يَسْتَفْتِ وَلٰكِنَّهُ بَلَغَهُ الْخَبَرُ وَهُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اوس عامی نے پوچھا تو نہیں پہ اوسکو یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچ گئی

اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

کہ حاجم اور محجوم کا روزہ جاتا رہتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث

اَلْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ وَلَمْ يَعْرِفِ النَّسْخَ وَلَا تَأْوِيْلَهُ لَا كَفَّارَةَ

کہ غیبت روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہے اور وہ نسخ کو جانتا نہیں اور نہ اسکی تاویل جانتا ہے طرفین کے نزدیک

عَلَيْهِ عِنْدَهُمَا لِاَنَّ ظَاهِرَ الْحَدِيْثِ وَاجِبُ الْعَمَلِ بِهِ خِلَافًا

اوسپر کفارہ نہیں ہے کیونکہ ظاہر حدیث واجب العمل ہے

لِاَبِيْ يُوْسُفَ لِاَنَّهُ لَيْسَ لِلْعَامِّيِّ الْعَمَلُ بِالْحَدِيْثِ لِعَدَمِ عِلْمِهِ

ابو یوسف کے خلاف ہے اسلیے کہ عامی کو حدیث پر عمل کرنا نہیں چاہیے کیونکہ عامی

بِالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَلَوْ لَمَسَ امْرَأَةً اَوْ قَبَّلَهَا بِشَهْوَةٍ اَوِ اكْتَحَلَ

ناسخ و منسوخ کو نہیں جانتا اور اگر عورت کو چھوا یا شہوت سے اسکا بوسہ لیا یا سرمہ ڈالا

فَظَنَّ اَنَّ ذٰلِكَ يُفَطِّرُ ثُمَّ اَفْطَرَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اِلَّا اِذَا اسْتَفْتٰى

اور گمان کیا کہ اس سے روزہ جاتا رہا پھر افطار کر دیا تو اوسپر کفارہ ہے لیکن اگر

فَقِيْهًا فَاَفْتَاهُ بِالْفِطْرِ اَوْ بَلَغَهُ خَبَرٌ فِيْهِ وَلَوْ نَوَى الصَّوْمَ

کسی فقیہ سے پوچھے اور وہ افطار کا فتوی دیدے یا اسکو اس باب میں خبر پہنچ جاوے تو کفارہ نہیں ہے اور اگر زوال سے

قَبْلَ الزَّوَالِ ثُمَّ اَفْطَرَ لَمْ يَلْزَمْهُ الْكَفَّارَةُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

پہلے روزہ کی نیت کی پھر توڑ دیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اوسپر کفارہ لازم نہیں ہے

خِلَافًا لَهُمَا كَذَا فِي الْمُحِيْطِ وَقَدْ عُلِمَ مِنْ هٰذَا اَنَّ مَذْهَبَ

صاحبین کے برخلاف یہ محیط میں ہے اور اس سے خوب معلوم ہو گیا کہ عامی کا مذہب

الْعَامِّيِّ فَتْوٰى مُفْتِيْهِ وَفِيْهِ اَيْضًا فِيْ بَابِ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

مفتی کا فتوی ہے اور اسی میں باب قضاء الفوائت میں

عند قوله ويسقط لضيق الوقت والنسيان ان كان عاميا

اس قول کے پاس اور وقت کی تنگی سے اور بھول جانے سے ساقط ہو جاتی ہے اگر عامی ہے

ليس له مذهب معين فمذهبه فتوى مفتيه كما صرحوا

تو اسکا کوئی مذہب معین نہیں ہے پس اسکا مذہب مفتی کا فتوی ہے چنانچہ اسکی سب نے تصریح کردی ہے

به فان افتى حنفي اعاد العصر والمغرب وان افتاه شافعي

پس اگر حنفی نے فتوی دیا تو عصر اور مغرب دونو کو دوہرا دے اور اگر شافعی نے فتوی دیا

فلا يعيدهما ولا عبرة برأيه وان لم يستفت احدا وصادف

تو دونوں کو نہ دوہرا دے اور اسکی رای کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر کسی سے بھی نہ پوچھا

الصحة على مذهب مجتهد اجزأه ولا اعادة عليه انتهى

اور کسی مجتہد کے مذہب کے موافق صحیح ہوا تو اسکو کافی ہے اور اسپر اعادہ نہیں ہے تمام ہوا

في شرح منهاج البيضاوي لابن امام الكاملية فاذا

اور بیضاوی کے منہاج کی شرح امام کاملیہ کی تصنیف میں یہ ہے اگر

وقعت لعامي حادثة فاستفتى فيها مجتهدا وعمل فيها

کسی عامی کو کوئی حادثہ پیش آوے اور اسنے اوس حادثہ میں کسی مجتہد سے فتوی پوچھا اور اوسی مجتہد کے

بفتوى ذلك المجتهد فليس له الرجوع عنه الى فتوى غيره

فتوی پر عمل کر لیا تو اسکو اس فتوی سے اور کے فتوی کی طرف

في تلك الحادثة بعينها بالاجماع كما نقله ابن الحاجب و

اسی حادثہ معین میں رجوع کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے چنانچہ اسکو ابن الحاجب وغیرہ نے

غيره وفي جمع الجوامع الخلاف فيه ان كان قبل العمل فقال

نقل کیا ہے اور جمع الجوامع میں اس میں خلاف ہے اور اگر پیشتر از عمل رجوع ہو تو

النووي المختار ما نقله الخطيب وغيره انه ان لم يكن

نووی کہتا ہے کہ مختار وہی ہے جو خطیب وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ اگر وہاں دوسرا

هُنَاكَ مُفْتٍ آخَرُ لَزِمَهُ بِمُجَرَّدِ فَتْوَاهُ وَإِنْ لَمْ تَسْكُنْ نَفْسُهُ

مفتی نہو تو اوسکے فتوی دیتے ہی عمل لازم ہو جائیگا اگرچہ اوسکی خاطر جمع نہو

وَإِنْ كَانَ هُنَاكَ آخَرُ لَمْ يَلْزَمْهُ بِمُجَرَّدِ إِفْتَائِهِ إِذْ لَهُ أَنْ يَسْأَلَ

اور اگر وہان اور بھی مفتی ہو تو اوسکے فتوی دیتے ہی عمل لازم نہین اتا اسلیے کہ اوسکو اختیار ہے کہ اور سے پوچھے

غَيْرَهُ وَحِينَئِذٍ فَقَدْ يُخَالِفُهُ فَيَجِيءُ فِيهِ الْخِلَافُ فِي اخْتِلَافِ

اور اب شاید کہ یہ اوس کے مخالف ہووے پھر اوسمین خلاف ہووے گا اختلاف

الْمُفْتِينَ أَمَّا إِذَا وَقَعَتْ لَهُ حَادِثَةٌ غَيْرُ ذَلِكَ فَالْأَصَحُّ أَنَّهُ

مفتین مین ہے کہ اگر اسکو اور حادثہ پیش آوے تو اصح یہہ ہے کہ اوسکو

يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَفْتِيَ فِيهَا غَيْرَ مَنِ اسْتَفْتَاهُ فِي الْحَادِثَةِ

جائز ہے کہ اس حادثہ ثانی مین اور مفتے سے اوس کے سوا جس سے پہلے حادثہ مین پوچھا تھا

السَّابِقَةِ وَقَطَعَ الْكِيَا الْهَرَّاسِيُّ بِأَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْعَامِّيِّ أَنْ يَلْتَزِمَ

پوچھ لے اور کیا الہراسے نے قطعے کہا ہے کہ عامی پر یہ واجب ہے کہ کوئی

مَذْهَبًا مُعَيَّنًا وَاخْتَارَ فِي جَمْعِ الْجَوَامِعِ أَنَّهُ يَجِبُ ذَلِكَ وَ

ایک معین مذہب لازم کر لے اور جمع الجوامع مین یہ اختیار کیا ہے کہ یہہ واجب تو ہے اور اسکو

يَفْعَلُهُ بِمُجَرَّدِ التَّشَهِّي بَلْ يَخْتَارُ مَذْهَبًا يُقَلِّدُهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ

صرف خواہش کے موافق دیکھکر نہ اختیار کرے بلکہ ایسا مذہب اختیار کرے کہ اسکی تقلید ہر باب مین

يَعْتَقِدُهُ أَرْجَحَ أَوْ مُسَاوِيًا لِغَيْرِهِ لَا مَرْجُوحًا وَقَالَ النَّوَوِيُّ

ارجح یا دوسری کے مساوی اعتقاد کرے مرجوح نسمجھے اور نووی کہتا ہے

الَّذِي يَقْتَضِيهِ الدَّلِيلُ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ التَّمَذْهُبُ بِمَذْهَبٍ

کہ دلیل کا مقتضا تو یہہ ہے کہ اوسکو کسی مذہب کا مقید ہونا لازم نہین ہے

بَلْ يَسْتَفْتِي مَنْ شَاءَ لَكِنْ مِنْ غَيْرِ تَلَقُّطٍ لِلرُّخَصِ وَلَعَلَّ مَنْ مَنَعَهُ

بلکہ جس سے چاہے فتوی پوچھ لے پر آسانیون کو نہ تلاش کرے اور شاید جسنے اسکو منع کیا ہے

الکِرَاسِيُّ

لم يتتبع بعد ما تلتقطه واذا التزم مذهبا معينا فيجوز له الخروج

اور جسنے اسکی آسانیاں تلاش کرنے پر اعتماد نہین کیا اور جب کوئی سا مذہب معین لازم کر لی تو اسکو اس

عنه على الاصح وفي كتاب زبد لابن رسلان والشافعي و

اصح قول پر جائز ہے — اور ابن رسلان کی کتاب زبد مین ہے — اور شافعی اور

مالك والنعمان واحمد بن حنبل وسفيان وغيرهم من سائر

مالک اور نعمان اور احمد بن حنبل اور سفیان وغیرہ تمام ائمہ

الائمة على هدى والاختلاف رحمة وفي شرحه غاية

ہدایت پر ہین اور اختلاف خدا کی رحمت ہے اور نہایت البیان

البيان لو اختلف جواب مجتهدين متساويين فالاصح

اسکی شرح مین ہے اگر دو مجتہد مساوی مختلف جواب دیوین تو اصح قول یہ ہے کہ

ان للمقلد ان يتخير بقول من شاء منهما وقد مر ما في

مقلد کو جائز ہے کہ جس کے قول کو چاہے اختیار کرے — اور اس مسئلہ مین

التحفة في هذه المسئلة باب وهذا الذي ذكرناه من

جو تحفہ مین ہے سو گذر چکا ہے — باب — اور یہ جو ہمنے ذکر کیا ہے ایک امر

الامر بين الامرين هو الذي مشى عليه جماهير العلماء

دو امرون مین سے — یہ ایسا ہی کہ جسپر — جمہور علماء

من الآخذين بالمذاهب الاربعة ووصى به ائمة المذاهب

مذاہب اربعہ کے پیروان گئے ہین — اور مذہب کے اماموں نے اپنے شاگردونکو اسکی

اصحابهم قال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في اليواقيت

وصیت کی ہے — شیخ عبد الوہاب شعرانی نے یواقیت

والجواهر روي عن ابي حنيفة انه كان يقول لا ينبغي

و الجواہر مین کہتے ہین — امام ابو حنیفہ سے روایت ہے — کہ وہ کہا کرتے تھے — اسکو

لِمَنْ لَّمْ يَعْرِفْ دَلِيْلِي اَنْ يُّفْتِيَ بِكَلَامِي وَكَانَ رَضِ اِذَا اَفْتٰى

جو میری دلیل نہ جانتا ہو منزاوار نہیں ہے کہ میری قول پر فتوی دیوے اور فتوی دیتی ہولی

يَقُوْلُ هٰذَا رَاْيُ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَهُوَ اَحْسَنُ

کہہ دیا کرتے تھے یہ تو نعمان بن ثابت کی رای ہے اس اپنے آپ کو مراد لیتے تھے اور جو کچھ ہو سکا

مَا قَدَرْنَا عَلَيْهِ فَمَنْ جَاءَ بِاَحْسَنَ مِنْهُ فَهُوَ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ

اسمین بہتر ہے پھر جو شخص اسی بہتر لاوی پس وہ صواب تر ہے

وَكَانَ الْاِمَامُ مَالِكٌ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَاْخُوْذٌ مِنْ

اور امام مالک کا یہ حال تھا کہا کرتے تھے جو ہی سوایسی کلام میں ماخوذ ہے

كَلَامِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور اسکا کلام قابل رد کے ہے بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَوَى الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهٗ

اور حاکم اور بیہقی شافعی سے روایت کرتے ہین کہ

كَانَ يَقُوْلُ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا رَاَيْتُمْ

کہا کرتے تھے اگر حدیث صحیح پیدا ہو جاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور ایک روایت میں ہے جب

كَلَامِيْ يُخَالِفُ الْحَدِيْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِيْثِ وَاضْرِبُوْا

میری کلام کو دیکھو کہ حدیث سے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میری کلام کو

بِكَلَامِيَ الْحَائِطَ وَقَالَ يَوْمًا لِلْمُزَنِيِّ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَا تُقَلِّدْنِيْ

دیوار پر پٹک دو اور ایک دن مزنی سے کہا ای ابراہیم مرا ایک بات میں میری

فِيْ كُلِّ مَا اَقُوْلُ وَانْظُرْ فِيْ ذٰلِكَ لِنَفْسِكَ فَاِنَّهٗ دِيْنٌ وَكَانَ

تقلید نہ کرنا اور نہیں اپنی جان پر رحم کرنا کیونکہ یہ دین ہے اور شافعی

رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَقُوْلُ لَا حُجَّةَ فِيْ قَوْلِ اَحَدٍ دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کسی کے قول میں حجت نہیں ہے سوای رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم وإن كثروا ولا في قياس لا دق

صلے اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ کہنے والے کثرت سے ہوں اور نہ کسی قیاس میں اور نہ

شيء وما ثم إلا طاعة الله ورسوله بالتسليم وكان الإمام

کسی چیز میں اور یہاں بجز طاعت اللہ اور اسکے رسول کے تسلیم کرنے کے اور کچھ نہیں ہے اور امام

أحمد يقول ليس لأحد مع الله ورسوله كلام وقال أيضا

احمد کہا کرتے تھے کہ کسیکو اللہ اور رسول کے ساتھ کلام کی گنجایش نہیں اور ایک شخص سے یہ بھی کہا

لرجل لا تقلدني ولا تقلدن مالكا ولا الأوزاعي ولا

کہ میری تقلید کرنا اور نہ مالک کے اور نہ اوزاعی کے اور نہ

النخعي ولا غيرهم وخذ الأحكام من حيث أخذوا من

نخعی کی اور نہ کسی اور کے تقلید کرنا اور احکام کو وہاں سے لے جہاں سے انہوں نے لیے ہیں

الكتاب والسنة انتهى ثم نقل عن جماعة عظيمة من علماء

کتاب اور سنت سے تمام ہوا پھر اوسنے علماء مذاہب میں سے ایک بڑے گروہ کا یہ حال

المذاهب أنهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير

کہ وہ لوگ مذاہب کے مطابق عمل کرتے اور فتوی دیتے کسی مذہب معین کا

التزام مذهب معين من زمن أصحاب المذاهب إلى

التزام نہیں کرتا ارباب مذاہب سے لیکر اوسکی زمانہ تک کا

زمانه على وجه يقتضي كلامه أن ذلك أمر لم يزل

ایسے طور پر نقل کیا کہ اوسکے کلام سے لازم آتا ہے کہ علمائے متقدمین

العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه

اور متاخرین ہمیشہ اسی حال پر رہے ہیں یہانتک کہ یہ حال متفق علیہ ہو گیا

فصار سبيل المسلمين الذي لا يجوز خلافه ولا

اور مسلمانوں کا راستہ بن گیا کہ اسکا خلاف صحیح نہیں ہے اور اسکو

حاجة بنا بعد ما ذكرناه وبسطناه إلى نقل الأقاويل ولكن

کی ضرورت ہی کی اوپر کے ذکر و تفصیل کے بعد اقاویل نقل کریں اور لیکن

لا بأس أن نذكر بعض ما نحفظه في هذه الساعة

کچھ ڈر نہیں ہے کہ جو محفوظ ہے کو اسوقت یاد ہے بیان کر دین

قال البغوي في مفتتح شرح السنة وإني في أكثر ما أوردته

بغوی نے شرح السنہ کے ابتدا میں کہتا ہے اور میں نے جو اکثر بیان کیا ہے

بل في عامته متبع إلا القليل الذي لاح لي بنوع من

بلکہ سب کا سب تبعیت سے بیان کیا ہے مگر کچھ تھوڑا سا جو مجھ کو

الدليل في تأويل كلام محتمل أو إيضاح مشكل أو

کلام محتمل کے تاویل میں یا مشکل کے واضح کرنے میں یا

ترجيح قول على آخر وقال في باب الدعاء الذي يستفتح به

ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دینے میں کسی دلیل سے ظاہر ہوا ہے اور کہا دعا کے باب میں جس سے نماز شروع کرتے ہیں

الصلاة بعد ما ذكر التوجيه وسبحانك اللهم وقد روي غيرها

توجیہ اور سبحانک اللھم کے ذکر کے بعد یہ کہا ہے اور نماز

هذا من الذكر في افتتاح الصلاة فهو من الاختلاف المباح

شروع کرتے ہیں اور دعائیں بھی مروی ہیں سو یہ اختلاف مباح ہے

فبأيها استفتح جاز وقال في باب المرأة لا تخرج إلا مع

پھر جس دعا سے نماز شروع کرے گا جائز ہے اور ایک باب میں کہا ہو عورت بدون محرم کے

محرم وهذا الحديث يدل على أن المرأة لا يلزمها الحج إذا

سفر کو نہ جاوے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت پر حج فرض نہیں ہے جس صورت میں

لم تجد رجلا ذا محرم يخرج معها وهو قول النخعي والحسن

کہ کوئی ایسا محرم مرد نہ پاوے جو اس عورت کی ساتھ جاوے اور یہی نخعی اور حسن بصری کا قول ہے

وجهت وجهي للذي فطر السموات ۱۲

الْبَصْرِيِّ قَالَ الثَّوْرِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ

بصری کا قول ہے اور یہی ثوری اور احمد اور اسحق اور اصحاب الرای کہتے ہیں

وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ يَلْزَمُهَا الْخُرُوجُ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَهُوَ

اور ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ اس عورت کو جماعت عورتوں کے ساتھ جانا لازم ہے یہ

قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَالْأَوَّلُ أَوْلَى بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ قَالَ

امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے اور ظاہر حدیث سے قول اول اولی ہے

الْبَغَوِيُّ فِي حَدِيثِ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

بغوی بروع دختر واشق کے حدیث میں کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

عَلَيْهِ فَإِنْ كَانَ يَثْبُتُ حَدِيثُ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ فَلَا حُجَّةَ

اگر بروع دختر واشق کے حدیث ثابت ہی

فِي قَوْلِ أَحَدٍ دُونَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرَّةً

تو بجز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی کے قول میں کچھ حجت نہیں ہے

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَمَرَّةً عَنْ مَعْقِلِ بْنِ سِنَانٍ وَمَرَّةً عَنْ بَعْضِ

کیونکہ کبھی کہتا ہی معقل بن یسار سے اور کبھی معقل بن سنان سے اور کبھی کسی بعض اشجع سے

وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ فَلَا مَهْرَ لَهَا وَلَهَا الْمِيرَاثُ انْتَهَى قَوْلُ

اور اگر وہ حدیث ثابت نہیں ہے تو اسکے لیے مہر نہیں ہے اور اسکیواسطے میراث ہے

الْبَغَوِيِّ وَقَالَ الْحَاكِمُ بَعْدَ حِكَايَةِ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ إِنْ صَحَّ

بغوی کا قول تمام ہوا اور حاکم بعد حکایت قول شافعی کے کہ اگر

حَدِيثُ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ قُلْتُ بِهِ إِنَّ بَعْضَ مَشَايِخِهِ قَالَ

حدیث بروع دختر واشق کے صحیح ہوتی تو میں اسکا قائل ہوتا کہتا ہے

لَوْ حَضَرْتُ الشَّافِعِيَّ لَقُمْتُ عَلَى رُؤُسِ أَصْحَابِهِ وَقُلْتُ

کہ میرا ایک استاد کہتا تھا کہ اگر میں شافعی کے عہد میں ہوتا تو اسکی شاگردوں کے مجمع میں جا کر کہتا

قد صحح الحديث فقل به انتهى قول الحاكم وهكذا توقف

کہ حدیث تو صحیح ہے بس اسکا قائل ہو جا حاکم کا قول تمام ہوا اور ایسی ہی

الشافعي في حديث بريدة الاسلمي في اوقات الصلوة

امام شافعی نے بریدۃ الاسلمی کی حدیث میں جو نماز کے اوقات میں ہے توقف کیا ہے

وصحح الحديث عند مسلم فرجع جماعات من المحدثين و

اور یہ حدیث مسلم کے نزدیک صحیح ہے سو محدثین میں سے کئی جماعت اس کی طرف رجوع کیا

هكذا في المعصفر استدرك البيهقي على الشافعي بحديث

ایسی ہی معصفر کے مسئلہ میں بیہقی نے شافعی پر

عبد الله بن عمرو واستدرك الغزالي على الشافعي في مسئلة

عبد اللہ بن عمر کے حدیث سے مواخذہ پکڑا ہے اور غزالی نے شافعی پر نجاست کے مسئلہ

نجاسة الماء اذا كان دون القلتين في كلام كثير مذكور

میں جب وہ قلتین سے کمتر ہو کلام طویل میں جو احیاء العلوم میں مذکور ہے

في الاحياء وللنووي وجه ان بيع المعاطاة جائز على

مواخذہ پکڑا ہے اور نووی کے ایک وجہ ہے کہ بیع معاطاۃ کی

خلاف نص الشافعي واستدرك الزمخشري على

برخلاف نص شافعی کے جائز ہے اور بعض مسائل میں زمخشری نے

ابي حنيفة في بعض المسائل منها ما قال في اية التيمم

امام ابوحنیفہ پر مواخذہ پکڑا ہے ایک یہ کہ جو سورہ مائدہ میں سے تیمم کے

من سورة المائدة قال الزجاج الصعيد وجه الارض ترابا

آیت میں کہا ہے زجاج کہتا ہے صعید زمین کا سطح ہے مٹی ہو

كان او غيره وان صخر الاتراب عليه فلو ضرب

یا کچھ اور ہو اگرچہ صاف پتھر ہو کہ اوس پر غبار نہو پھر اگر متیمم نے اوس پر

المتيمم يدا لا عليه ومسح لكان ذلك طهورا وهو مذهب

اپنا ہاتھ مارا اور مسح کر لیا تو بیشک یہی اوسکا پاک کرنیوالا ہے اور یہی

ابی حنیفة فان قلت فما تصنع بقوله تعالى فی سورة المائدة

ابو حنیفہ کا مذہب ہے اگر تو یہ اعتراض کرے پھر کیا کہو گے سورہ مائدہ کی اس آیت میں

فامسحوا بوجوهكم وايديكم منه اى بعضه وهذا لا يتأتی

پس مسح کر دو اپنے منہوں پر اور اپنے ہاتھوں پر اوس میں سے یعنی کچھ اسمیں سے اور اوس پتھر میں

فی الصخر الذی لا تراب عليه قلت قالوا ان من لابتداء

کیونکہ صاف ہوتا ہے جس پر مٹی نہیں ہوتی ہے اثر نہیں ہو سکتا میں جواب دونگا کہ فقہا کہتے ہیں کہ من شروع ابتدا

الغاية فان قلت قولهم انها لابتداء الغاية قول متعسف ولا

غایت کا ہے پھر اگر تو کہے کہ فقہا کا یہ قول کہ من ابتدا غایت کا ہے زبردستی کا قول ہے اور

يفهم من قول العرب مسحت برأسه من الدهن ومن

عرب کے اس محاورہ سے مسحت براسہ من الدهن یعنی میں نے اسکے سر کو تیل لگا دیا اور

التراب ومن الماء الا معنى التبعيض قلت هو كما تقول

مٹی لگا دی اور پانی لگا دیا تبعیض ہی کے معنے سمجھ میں آتے ہیں میں کہتا ہوں تو سچ کہتا ہے

والاذعان للحق احق من المراء انتهى كلام الزمخشری

اور حق کا یقین کرنا آدمی کو سزاوار تر ہے زمخشری کا قول تمام ہوا

وهذا الجنس من مواخذات العلماء على الائمة الاربعة

اور علماء کے ایسی ایسی اعتراض اپنے اماموں پر علی الخصوص

مواخذات المحدثين اكثر من ان يحصى وقد حكى لی شيخی

محدثین کے مواخذے گنتی سے زیادہ ہیں اور بیشک میرے استاد شیخ

الشيخ ابو طاهر الشافعی عن شيخه الشيخ حسن العجيمی

شیخ ابو طاہر شافعی نے اپنے استاد شیخ حسن عجیمی حنفی سے نقل مجھسے بیان کی

الحنفي انه كان يامرنا ان لا نشدد على نسائنا في النجاسة

کہ وہ حنیفہ بار بار ہے تھے کہ تم اپنی عورتوں پر قلیل نجاست کے باب میں

القليلة لكان الحرج الشديد و يامرنا ان ناخذ في ذلك

سختی کرنا کیا کریں کیونکہ بڑا سخت حرج ہے اور ہمکو فرماتے کہ اسمیں

بمذهب ابي حنيفة في العفو عما دون الدرهم وكان شيخنا

ابو حنیفہ کی مذہب پر درہم سے کمتر میں عفو پر عمل کیا کریں اور ہماری استاد شیخ

ابو طاهر يرتضي هذا القول و يقول به في الانوار و انما يحصل

ابو طاہر اس قول کو پسند کرتی تھی اور اسی کے قائل تھے انوار میں ہے اور

اهلية الاجتهاد بان يعلم امورا الاول كتاب الله

اجتہاد کا استحقاق مردان علم کیے امور کے نہیں ہوتا اول قرآن مجید

تعالى و لا يشترط العلم بجميعه بل بما يتعلق بالاحكام

اور یہ شرط نہیں ہے کہ سارے قرآن کا علم ہو بلکہ جسقدر احکام سے تعلق رکھتا ہو

و لا يشترط حفظه بظهر القلب الثاني سنة رسول الله

اسکو ازبر یاد کر لینا شرط ہی دوسری رسول اللہ

صلى الله عليه و آله وسلم ما يتعلق بالاحكام لا جميعها

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث جسقدر احکام سے متعلق ہیں سب نہیں

و يشترط ان يعرف منهما الخاص و العام و المطلق و

اور یہ شرط ہی کہ قرآن اور حدیث دونوں میں سے خاص اور عام اور مطلق اور

المقيد و المجمل و المبين و الناسخ و المنسوخ و من السنة

مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو اور صرف حدیث میں سے

المتواتر و الاحاد و المرسل و المسند و المتصل و المنقطع

متواتر اور آحاد اور مرسل اور مسند اور متصل اور منقطع کو

وحال الرواة جرحا وتعديلا الثالث أقاويل علماء الصحابة

اور باعتبار جرح اور تعدیل کے راویوں کا حال جانتا ہو تیسری علماء صحابہ کے

فمن بعدهم اجماعا واختلافا الرابع القياس جليه وخفيه

اور ان کے بعد کی گفتگو بحث اجماعی اور اختلافی چوتھی قیاس جلی کو اور قیاس خفی کو

وتمييز الصحيح من الفاسد الخامس لسان العرب لغة واعرابا

اور قیاس صحیح اور فاسد کے تمیز ہو پانچویں عربی زبان باعتبار لغت اور اعراب کے

ولا يشترط التبحر في هذه العلوم بل يكفي معرفة جمل منها

اور ان علوم میں تبحر شرط نہیں ہے بلکہ اس میں سے مجملاً معرفت کافی ہے

ولا حاجة أن يتتبع الأحاديث على تفرقها بل يكفي أن

اور یہ حاجت نہیں کہ متفرق احادیث کو تلاش کرتا پھرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ

يكون له أصل مصحح يجمع أحاديث الأحكام كسنن الترمذي

اسکے پاس کوئی اصل الاجماع احکامی احادیث کی صحت کی موجود ہو جیسے سنن ترمذی

والنسائي وغيرهما كأبي داود ولا يشترط ضبط جميع

اور سنن نسائی اور انکے سوا جیسے سنن ابی داود اور نہ یہ شرط ہو کہ اجماع

مواضع الاجماع والاختلاف بل يكفي أن يعرف في المسئلة

اور اختلاف کی تمام مواضع ضبط کرے بلکہ اتنا کافی ہے کہ جس

التي يقضي فيها أن قوله لا يخالف الاجماع

مسئلہ میں حکم دیتا ہے یہ سمجھ لے کہ میرا قول اجماع کے مخالف نہیں ہے

بأن يعلم أنه وافق بعض المتقدمين أو يغلب على

اس طور کہ یقینی جان لیوے کہ میرا قول بعض متقدمین کے موافق ہے یا ظن غالب

ظنه أنه لم يتكلم الأولون فيها بل تولد في عصره

یہ معلوم ہو کہ متقدمین نے اس میں گفتگو نہیں کی بلکہ اسی زمانہ میں حادث ہوا ہے

وَلَكِنْ مَعْرِفَةُ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ وَكُلُّ حَدِيثٍ اَجْمَعَ السَّلَفُ

اور لیکن ناسخ اور منسوخ کی آگاہی اور جس حدیث کو سلف نے بالاجماع مان لیا ہو

عَلَى قَبُولِهِ اَوْ تَوَاتَرَتْ اَهْلِيَّةُ رُوَاتِهِ فَلَا حَاجَةَ اِلَى الْبَحْثِ

یا اوسکی راویوں کی اہلیت متواتر ہو رہی ہو تو اوسکی راویوں کے

عَنْ عَدَالَةِ رُوَاتِهِ وَمَا عَدَا ذٰلِكَ يَبْحَثُ عَنْ عَدَالَةِ رُوَاتِهِ

عدالت میں بحث کرنیکی کچھ حاجت نہیں ہے اور اوسکے علاوہ حدیث کے راویوں کے عدالت میں

وَاجْتِمَاعُ هٰذِهِ الْعُلُومِ اِنَّمَا اشْتُرِطَ فِي الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ الَّذِي

اور ان علوم کا جمع ہونا جو شرط ٹھہراتے تو اوس مجتہد مطلق میں ہے کہ

يُفْتِي فِي جَمِيعِ اَبْوَابِ الشَّرْعِ وَيَجُوزُ اَنْ يَكُونَ مُجْتَهِدًا فِي

تمام شرع کے ابواب میں فتوی دیوے اور جائز ہے کہ کسی باب میں

بَابٍ دُونَ بَابٍ وَمِنْ شَرْطِ الْاِجْتِهَادِ مَعْرِفَةُ اُصُولِ الْاِعْتِقَادِ

مجتہد ہو کسی میں نہو اور اعتقادی اصول کی آگاہی اجتہاد کے شرط ہے

قَالَ الْغَزَالِيُّ وَلَا يُشْتَرَطُ مَعْرِفَتُهُ عَلَى طُرُقِ الْمُتَكَلِّمِينَ

غزالی کہتا ہے متکلمین کی طرف کی معرفت دلائل کے ساتھ شرط نہیں ہے

بِاَدِلَّتِهَا الَّتِي يُحَرِّرُونَهَا وَمَنْ لَا يُقْبَلُ شَهَادَتُهُ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ

جو دلائل کہ وہ تحریر کرتے ہیں اور بدعتیوں میں سے جسکی شہادت مقبول نہیں ہو

لَا يَصِحُّ تَقْلِيدُهُ الْقَضَاءَ وَكَذَا تَقْلِيدُ مَنْ لَا يَقُولُ بِالْاِجْمَاعِ

اوسکو قاضی کرنا صحیح نہیں ہے اور ایسا ہی ایسی کا قاضی کرنا جو اجماع کا قائل نہو

كَالْخَوَارِجِ اَوْ بِاَخْبَارِ الْاٰحَادِ كَالْقَدَرِيَّةِ اَوْ بِالْقِيَاسِ

جیسے خارجی لوگ یا اخبار آحاد کا قائل نہو جیسے قدریہ یا قیاس کا قائل نہو

كَالشِّيعَةِ وَفِي الْاَنْوَارِ اَيْضًا لَا يُشْتَرَطُ اَنْ يَكُونَ الْمُجْتَهِدُ

جیسے شیعہ اور یہ بھی انوار میں ہے اور یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد کا

مذهب مجتهد مدوّن واذا دوّنت المذاهب جاز للمقلد

مذہب مدون ہی ہو کرے اور جب مذاہب مدون ہو جاویں تو مقلد کو جائز ہے

ان ينتقل من مذهب الى مذهب عند الاصوليين ان

کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں چلا جاوے اور اصولیین کے نزدیک اگر اوس نے کسی حادثہ میں

عمل به في حادثة فلا يجوز فيها ويجوز في غيرها وان لم يعمل جاز

عمل کر چکا ہے تو اس حادثہ میں انتقال جائز نہیں اور حادثہ میں جائز ہے اور اگر ابھی عمل نہیں کیا

فيها وفي غيرها ولو قلد مجتهدا في مسائل وآخر في مسائل

تو اسمیں اور دوسرے میں جائز ہے اور اگر بعض مسائل میں ایک مجتہد کی تقلید کی اور دوسرے مجتہد کی اور مسائل میں تقلید کی

جاز وعند الاصوليين لا يجوز لو التقط من كل مذهب الاهون

تو جائز ہے اور اصول والوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اگر ہر مذہب سے سہل سہل چھانٹ لیا

قال ابو اسحاق يفسق وقال ابن ابي هريرة لا وحكي

تو ابو اسحاق کہتا ہے وہ فاسق ہے اور ابن ابی ہریرہ کہتا ہے فاسق نہیں ہوتا اور

في بعض الشروح وفي الانوار ايضا المنتسبون الى مذهب

بعضی شرحوں میں اسکو حکایت کیا ہے اور یہی انوار میں ہے منتسب طرف مذہب

الشافعي وابي حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها

شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کے کئی قسم کے ہیں

العوام وتقليدهم للشافعي متفرع على التقليد للميت

ایک تو عوام اور ان کے تقلید شافعی کیواسطے میت کی تقلید پر متفرع ہے

الثاني البالغون الى رتبة الاجتهاد والمجتهد لا يقلد مجتهدا

دوسری قسم جو اجتہاد کے رتبہ کو جا پہنچے ہیں اور مجتہد ہو کر مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا

وانما ينتسبون اليه لجريهم على طريقه في

اور منتسب اسواسطے کہلاتے ہیں کہ اجتہاد میں

الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب بعضها على بعض

اور دلائل کے استعمال میں اور بعض کو بعض پر ترتیب دینے میں اُسکے طریقہ پر چلتے ہیں

الثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد

تیسری قسم درمیانی لوگ ہیں وہ وہ ہوتے ہیں کہ اجتہاد کا رتبہ تو نہیں پاتے

لكنهم وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس ما لم

لیکن وہ امام کے اصول سے واقف ہو جاتے ہیں اور یہ قدرت ہو جاتی ہے

يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء مقلدون

کہ جو مسئلہ منصوص نہیں پاتے اسکو منصوص پر قیاس کر لیتے ہیں اور یہ بھی گروہ اوروں کا مقلد ہوتی ہیں

له وكذا من ياخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا

اور ایسے ہی عوام میں سے جو لوگ انکے قول پر عمل کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ کسی شخص

يقلدون في انفسهم لانهم مقلدون وقال ابو الفتح

خود مقلد نہیں ہوتے عہ کیونکہ وہ آپ مقلد ہوتے ہیں اور ابو الفتح

الهروي وهو من تلامذة الامام مذهب عامة

ہروی امام کے شاگردوں میں کا کہتا ہے عام فقہاء کا مذہب

الاصحاب في الاصول ان العامي لا مذهب له فان وجد

اصول میں یہ ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں وہ ہے اگر وہ کسی کو مجتہد پاتا ہو تو اسکی

مجتهدا قلده وان لم يجد ووجد متبحرا في مذهب

تقلید کرے اور اگر مجتہد نہ پایا تو متبحر فی المذہب پایا تو اسکا

قلده فانه يفتيه على مذهب نفسه وهذا تصريح بانه

مقلد ہو گیا وہ متبحر اسکو اپنے مذہب کا فتوی دیوے گا اور یہ اس بات کی تصریح ہے

يقلد المتبحر في نفسه المرجح عند الفقهاء ان العامي

کہ متبحر فی نفسہ مقلد ہوتا ہے اور قول مرجح فقہاء کے نزدیک یہ ہے کہ عامی

عہ [illegible]

المنتسب الى مذهب له لا يجوز له مخالفته و

جو کسی مذہب کیطرف منتسب ہو اسکا یہی مذہب ہوتا ہے اور اسکو اس مذہب کی مخالفت جائز نہیں ہوتی

لو لم يكن منتسبا الى مذهب فهل يجوز ان يتخير و

اور اگر وہ کسی مذہب کیطرف منتسب نہ ہو تو آیا اسکو جائز ہے کہ پسند کرے

يتقلد اى مذهب شاء فيه خلاف مبنى على انه

جس مذہب کا چاہے مقلد ہو جاوے اسمیں خلاف اسبات پر مبنی ہے

يلزمه التقليد بمذهب معين ام لا فيه وجهان قال

کہ عامی کو کسی مذہب معین کی تقلید لازم ہے یا نہیں اسمیں دو وجہ ہیں

النووى والذى يقتضيه الدليل انه لا يلزمه بل يستفتى

نووی کہتا ہے دلیل کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تعیین لازم نہیں ہے بلکہ

من شاء ومن اتفق لكن من غير تلقط الرخص فى كتاب

جس سے چاہے اور جس سے اتفاق پڑے فتوی پوچھے پر سہل اسہل نہ ڈھونڈا کرے

ادب القاضى من فتح القدير واعلم ان ما ذكر

فتح القدیر کے کتاب آداب القاضی میں ہے اور سمجھے کہ مصنف نے

المصنف فى القاضى ذكر فى المفتى فلا يفتى الا المجتهدون

جو جو قاضی کی حقمین ذکر کیا ہے وہی مفتی کی حقمین ذکر کیا ہے سو مجتہدوں کے سوا اور لوگ نہ فتوی دیا

وقد استقر رأى الاصوليين على ان المفتى هو المجتهد

کریں اور بیشک اصولیوں کی رائے اسبات پر ٹھہر گئی ہے کہ مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے

فاما غير المجتهد ممن يحفظ اقوال المجتهد فليس بمفتى

اور غیر مجتہد کہ مجتہد کے مسائل یاد رکھتا ہو سو مفتی نہیں ہوتا

والواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد على طريق

اور اسپر یہی واجب ہے کہ جب اوس سے مسئلہ پوچھیں تو مجتہد کا قول بطور

الحكاية عن ابي حنيفة على جهة الحكاية فعرف ان ما يكون في

حکایت بیان کردی جیسے ابو حنیفہ کے جہت پر حکایتہ پس معلوم ہوا کہ جو ہماری

زماننا من فتوى الموجودين ليس بفتوى بل هو نقل كلام

زمانہ مین حال کے مفتیونکا فتوی ہوتا ہے وہ فتوی نہین ہے بلکہ مفتی کی کلام کا

المفتي لياخذ به المستفتي وطريق نقله كذلك عن المجتهد

نقل کرنا ہے تاکہ پوچھنے والا اوس پر عمل کرے اور مجتہد سے بطور حکایت نقل کرنیکا طریقہ

احد امرين اما ان يكون له سند فيه اليه او ياخذ من

دو مین سے ایک امر ہے یا تو اسکی پاس اوس مجتہد کیطرف کی اوس مسئلہ مین سند ہو یا

كتاب معروف تداولته الايدي نحو كتب محمد بن الحسن ونحوها

کتاب مشہور معروف سے لیوی جو دست بدست چلی آتی ہے جیسے محمد بن حسن کے کتابین

من التصانيف المشهورة للمجتهدين لانه بمنزلة الخبر

اور یا مثل اسکے اور مجتہدون کے مشہور تصنیفات کیونکہ یہ کتب بمنزلہ اونکے

المتواتر عنهم او المشهور هكذا ذكر الرازي فعلى هذا

خبر متواتر کے یا خبر مشہور کے ہین ایسا ہی رازی نے ذکر کیا ہے اس بیان کے موافق

لو وجد بعض نسخ النوادر في زماننا لا يحل رفع ما فيها

اگر بعضے نئی کتابین ہماری زمانہ مین ملین تو اونکے مسائل کو امام محمد کیطرف منسوب کرنا

الى محمد ولا الى ابي يوسف لانها لم تشتهر في عصرنا في

حلال نہین ہے اور نہ ابو یوسف کیطرف کیونکہ یہ نئی کتابین ہماری زمانہ مین ہماری ملک مین

ديارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا

مشہور نہین ہوئین اور نہ ان مین رواج پکڑا ہان اگر کوئی ان نئی کتابونکا مسئلہ

في كتاب مشهور معروف كالهداية والمبسوط كان ذلك

مشہور و معروف کتاب مین ملجاوی مثلاً جیسے ہدایہ اور مبسوط تو ایسا

تعويلا على ذلك الكتاب فلو كان حافظا للاقاويل المختلفة

اوس کتاب پر اعتماد ہوگا پس اگر وہ مفتی مجتہدون کے مختلف اقوال کا

للمجتهدين ولا يعرف الحجة ولا قدرة له على الاجتهاد

حافظ ہو وے اور حجت کو نجانتا ہو اور نہ اسکی اتنی قدرت ہی کہ اجتہاد کرکے

للترجيح لا يقطع بقول منها ولا يفتي به بل يحكيها للمستفتي فيختار

ترجیح پیدا کرے تو اون اقوال مین سے کسی قول کو قطعی نہ ٹھہراوے اور نہ اوسپر فتوی دے بلکہ سائل کے سامنے سب بیان کردے

المستفتي ما يقع في قلبه انه الاصوب ذكره في بعض الجوامع وعندي

پہر سائل جو اسکے دلکو صواب معلوم ہو اوسکو اختیار کرلے یہ تقریر بعض جوامع مین مذکور ہے اور میری رای مین یہ ہی کہ اوسپر تمام

انه لا يجب عليه حكاية كلها بل يكفيه ان يحكي قولا منها

اقوال کا بیان کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اسکو اتنا ہی کافی ہے کہ اونمین سے کوئی ایک قول بیان کردے کیونکہ مقلد

فان المقلد له ان يقلد اي مجتهد شاء فاذا ذكر احدهما

کو تو اختیار ہے جس مجتہد کی چاہے تقلید کرے پس جب اوسنے ایکقول

فقلده حصل المقصود نعم لا يقطع عليه فيقول جواب

بیان کردیا اور اوسنے تقلید کرلی تو مطلب حاصل ہوگیا ہان اوسپر قطع نکردے یون کہے تیری مسئلہ کا

مسئلتك كذا بل يقول قال ابو حنيفة حكم هذا كذا نعم

جواب یہی ہے بلکہ اسطرح کہے کہ امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اسکا حکم یہ ہے ہان اگر اوسنے

لو حكى الكل فالاخذ بما يقع في قلبه انه اصوب واولى

سب اقوال بیان کیے پہر جو اسکے دل مین اصوب یا اولی معلوم ہوتا ہو وہی اختیار کرنا چاہیے

والعامي لا عبرة بما يقع في قلبه من صواب الحكم وخطائه

عامی کے دلی خطرہ کا کچھہ اعتبار نہین کہ اسکے دل مین حکم کا صواب ہونا یا خطا ہونا واقع ہو اس تقریر

وعلى هذا اذا استفتى فقيهين اعني مجتهدين فاختلفا

کے موافق اگر اوسنے دو فقیہوں یعنی دو مجتہدون سے پوچھا پہر انہون نے مختلف بیان کیا

عليه الاولى ان يأخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندي

تو اولی یہ ہے کہ انہیں سے جسکیطرف اسکے دلکا میلان ہو اختیار کرے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ

انه لو اخذ بقول الذي لا يميل اليه جاز لان ميله وعدمه

اگر اسکے قول ہی اختیار کرلے جدہر میلان نہیں ہے تو جائز ہے کیونکہ اسکا میل اور عدم میل

سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فعل اصاب ذلك

یکساں ہے اور اسپر کسی ایک مجتہد کے تقلید واجب ہے سو وہ کرچکا

المجتهد او اخطأ وقالوا المنتقل من مذهب الى مذهب

مجتہد مصیب یا مخطی ہو اور فقہا کہتے ہیں کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف

باجتهاد وبرهان اثم يستوجب التعزير فبلا اجتهاد

بذریعہ اجتہاد اور برہان کے منتقل ہونیوالا گنہگار ہوتا ہے سزا اور تعزیر کلے سو بلا اجتہاد

وبرهان اولى ولابد ان يراد بهذا الاجتهاد معنى التحري

اور بلا برہان اولی تر سزاوار ہے اور ضرور ہے کہ اس اجتہاد سے تحری

وتحكيم القلب لان العامي ليس له اجتهاد ثم حقيقة

اور دل کا یقین مراد ہو اسلیے کہ عامی کے واسطے اجتہاد نہیں ہوتا پھر انتقال

الانتقال انما يتحقق في حكم مسئلة خاصة قلد فيه وعمل

کی حقیقت تو صرف ایک خاص ایسے مسئلہ کے حکم میں جسمیں تقلید کرکے عمل کرچکا ہو ثابت ہو سکتی

به والا فقوله قلدت ابا حنيفة فيما افتى به من المسائل

ورنہ تو اسکا مثلاً یہ کہنا میں نے ابو حنیفہ کی مسائل میں جو جو انہوں نے فتوی دیا ہی تقلید کی سے

مثلا والتزمت العمل به على الاجمال وهو لا يعرف صورها

اور اسے یہ مجملاً عمل لازم کرلیا ہے حالانکہ وہ مسائل کے صورتیں نہیں جانتا

ليس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد

حقیقت میں تقلید نہیں ہے بلکہ حقیقت میں تقلید یا عدم تقلید کا معلق کرنا ہے

او وعد به كأنه التزم أن يعمل بقول أبي حنيفة فيما يقع

گویا اوس نے ابو حنیفہ کے قول پر اون مسائل میں

له من المسائل التي تتعين في الوقائع فإن أراد هذا

جو حوادث میں متعین ہوینگے عمل کرنیکا التزام کیا ہے پس اگر فقہا کی مراد التزام سے یہی التزام ہے

الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه

تو مجتہد معین کی اتباع وجوب پر کہ اپنی آپ اتباع لازم کر لینے سے شرعی زبانی یا نیت کر کر

ذلك قولا أو نية شرعا بل الدليل اقتضى العمل بقول

کوئی شرعی دلیل نہیں ہے بلکہ دلیل اور مجتہد کے قول پر

المجتهد فيما احتاج إليه بقوله تعالى فاسألوا أهل الذكر

عمل کا تقاضا جہاں کہ اوسکی قول کیطرف حاجت پڑے آیت ہی ہیں پوچھو یاد رکھنے والوں سے

إن كنتم لا تعلمون والسؤال إنما يتحقق عند طلب حكم الحادثة

اگر تم نہیں جانتے اور پوچھنا جبھی پیدا ہوتا ہے کہ حادثہ معینہ کے حکم کی تلاش ہو

المعينة وحينئذ إذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به

اور اب اگر مجتہد کا قول اوسکے پاس ثابت ہو جاویگا تو اوسپر عمل واجب ہو جاویگا اور

والغالب أن مثل هذه الإلزامات منهم لكف الناس عن تتبع

غالب یہی ہے کہ ایسے ایسے الزامات فقہا کیطرف سے ہیں تاکہ لوگ رخصتوں کے تلاش سے

الرخص وإلا أخذ العامي في كل مسألة بقول مجتهد أخف

باز رہیں اور نہیں تو عامی ہر مسئلہ میں مجتہد کا وہی قول لیویگا جو اوسپر آسان ہو

عليه وأنا لا أدري ما يمنع هذا من النقل والعقل فكون

اور میں نہیں جانتا کہ اسکو نقل اور عقل میں سے کون مانع ہے پس

الإنسان يتتبع ما هو أخف على نفسه من قول مجتهد يسوغ

انسان کا اپنی جان پر سہولت کا متلاشی رہنا کسی مجتہد کے قول سے جسکا اجتہاد کرنا جائز ہو دے

لہ الاجتہاد ما علمت من الشرع ذمہ علیہ وکان صلی اللہ

جسکو معلوم ہمین کہ شرع نے اسکی مذمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم یحب ما خفف عن امتہ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

اپنی امت پر سہولت کو محبوب رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ صواب کو خوب جانتا ہے ہو چکی عبارت فتح القدیر

انتہی ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ والحمد للہ اولاً و آخراً

کی اور یہ اسکا آخر ہے جو ہمنے اس رسالہ مین بیان کرنا چاہا تھا اور اول اور آخر اللہ کی ستایش ہے

تمام شد کتاب عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید از تصانیف شاہ ولی اللہ

صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ملہم الحکم * ومفیض النعم * والصلوۃ والسلام علی سید العرب والعجم * وعلی آلہ وصحبہ اہل الفضل والکرم اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ این کلمات چند ست کہ اولاد و احباب خود را بآن وصیت میکنم سمیتہا بالمقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وہو الہادی الی سواء السبیل اول وصیت این فقیر چنگ زدن ست بکتاب وسنت در اعتقاد و عمل و پیوستہ بتدبیر ہر دو مشغول شدن و ہر روز حصہ از ہر دو خواندن و اگر طاقت خواندن ندارد ترجمہ ورقی از ہر دو شنیدن و در

عقاید مذهب قدما اهل سنت اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچه سلف تفتیش نکردند اعراض
نمودن و بتشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی علمای محدثین که جامع
باشند میان فقه و حدیث کردن و دائما تفریعات فقهیه را بکتاب و سنت عرض نمودن
آنچه موافق باشد در حیز قبول آوردن و الا کالای بد ریش خاوند دادن امت را هیچ وقت
از عرض مجتهدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفهٔ فقها که تقلید عالمی را
دست آویز ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن قربت
خدا جستن بدوری ایشان **وصیت دیگر** حدیث امر معروف چنانچه بخاطر این فقیر ریختیده
است که در فرایض و کبائر و ذنوب و شعائر اسلام بعنف امر معروف و نهی منکر باید کرد و با کسانیکه
دران باب تساهل دارند صحبت نباید داشت و دشمن ایشان باید بود و در سائر آداب امر
خصوصا در آنچه سلف با خلف اختلاف کرده باشند امر معروف و نهی منکر تبلیغ آن حدیث
است دلیل و عنف در آن مستحسن نیست **وصیت دیگر** آنست که دست در دست مشائخ این
زمان که بانواع بدعت مبتلا هستند هرگز نباید داد و بیعت با ایشان نباید کرد و بغلو عام مغرور نباید
بود و نه بکرامات ایشان زیرا که اکثر غلو عام بسبب آن است که امور مستیره الحقیقت اعتباری نیست و کرامات
فروشان این زمان همه الا ما شاء الله طلسمات و نیرنجات را کرامات دانسته اند تفصیل این
اجمال آنکه اشهر اصناف خرق اشراف بر خواطر است و انکشاف واقعات آینده و اشراقات
و کشف را طرق بسیار است از انجمله است بابی از علم نجوم و رمل نه پنداری که حکم در نجوم
موقوف است بر تسویهٔ بیوت و در رمل بر آنکه آنچه در کار است با تجربه کرده ایم که ماهر در فن
نجوم چون دانست که الحال کدام دقیقه است از دقائق روز از اینجا ذهن او منتقل میشود
بطالع و سمهٔ بیوت و مواضع کواکب در خاطر اول صورت می بندد گویا صفحهٔ تسویة البیوت مقابل

ار ایستاده است همچنین ماهر در فن رمل گاهی در دل خود معین میکند که فلان انگشت را لحیان

قرار داده ام و فلان انگشت را فلان شکل و در ذهن صورت می بندد که ازین اشکال کدام

متولد میشود تا آنکه زائچه پیش او حاضر شود و از انجمله باب کهانت با نواعها و آن فن بغایت

متسع است تارة با حضار جن و تارة بغیر آن و از ان جمله باب طلسم که قوای کواکب را در صور تی

بند میکنند و از ان اشراف حاصل میشود و اعمال جوگ که بعضی ملاحظات جوگیه را خاصیتی تمام

ست در اشراف و کشف مَنْ اَرَادَ تَحْقِیْقَ ذٰلِکَ فَلْیَرْجِعْ اِلٰی کُتُبِ هٰذِهِ الْفُنُوْنِ و همت

بستن به کاری و بشکل مهیب آمدن و دل بر دل کسی داشتن و طالب استحضر کردن همه از فنون نیرنج

ست چند ملاحظه هستند که بانکار میرسانند صلاح و فجور و سعادت و شقاوت و مقبول اوبانی

یا مردود بودن درینجا هیچ فرق پیدا نمیکنند همچنین وجد و شوق و قلق و سرایت این حالت

در حاضران بنا بر آن حدت قوه بهیمیست لهذا هر که قوت بهیمیه او قوی تر و حدت او زیاده تر آری

این اعمال این احوال بعض صالحان هم میکنند به نیتی از نیات نیک و اینقدر آنها را از کرامات

نمیگردانند کمالات مختلفی و بسیاری از ساده لوحان را دیده ایم که چون این اعمال را از شیخی فرا گرفته

اند آن را عین کرامات میدانند چاره کار آنکه کتب حدیث مثل صحیح بخاری و مسلم و سنن

ابی داؤد و ترمذی و کتب فقه حنفیه و شافعیه بخوانند و عمل بر ظاهر سنت پیش گیرد اگر حق سبحانه

در دل او شوقی صادق کرامت فرماید و طلب این راه غالب شود کتاب عوارف را از آداب نماز

و روزه و اذکار و معموری اوقات پیش گیرد و رسائل نقشبندیه را در طریق پیدا کردن یادداشت

و این بزرگان این هر دو باب را بوجهی روشن نوشته اند که احتیاج به تلقین هیچ

مرشدی نمانده چون کیفیت نور عبادت و نسبت یادداشت حاصل شد بران مواظبت نماید

اگر درین فرصت عزیزی را در یابد که صحبت او مفتاح جذب است و تاثیر صحبت او در مردان

درین گیر و دار وی صحبت دارد تا آنکه حالت مطلوبه ملکه گردد بعد از ان بگوشه بنشیند و بدان
ملکه مشغول باشد درین زمانه هیچ کس نیست الا ما شاء الله که من جمیع الوجوه کمال داشته باشد
اگر از یک وجه کمال دارد از وجه دیگر عاطل است پس همان کمال را باید حاصل کرد و از
چیزهای دیگر نظر باید پوشید خُذ ما صفا ودع ما کدر نسبتهای صوفیه غنیمت کبری
است در رسوم ایشان هیچ نزد این سخن بر بسیاری گران خواهد بود اما مرا کار می
فرمودند بر حسب آن میباید گفت و بر گفته زید و عمرو تعریج نباید کرد **وصیت دیگر**
باید دانست که میان اهل زمان اختلافست صوفیان گویند که اصل مطلوب فنا و
بقا و استهلاک و انسلاخ است و مراعات معاش و اقامة طاعات بدنیه که شرع بدان
وارد شده برای آنست که همه کس آن اصل را نمی توانند بجا آرد و ما لا یدرک کله لا
یترک کله و متکلمان گویند که غیر از آنچه شرع بدان وارد شده چیزی مطلوب نیست ما می
گوییم مطلوب باعتبار صورت نوعیه انسان بجز شرع نیست و شارع بیان آن اصل فرموده برای
خاصه تفصیل این اجمال آنکه نوع انسان بوجهی مخلوق شده که جامع است میان قوة ملکیه و بهیمیه
و سعادت وی در تقویت ملکیه است و شقاوت وی در تقویت بهیمیه و بوجهی مخلوق شده که نفس
وی رنگهای اعمال و اخلاق قبول کند و در جذر خود در آرد و بعد موت آن را مستصحب سازد
مثل آنکه بدن وی کیفیات غذا را بر میدارد و با خود مستصحب میسازد و لهذا بتخمه و حمی و غیر آن
مبتلا میگردد و بوجهی مخلوق شده که میتواند لحوق بحظیرة القدس و تلقی الهام از آنجا کند و تجلی
در حکم الهام است و تلقی سرور و بهجت اگر نسبت آن بملائکه ملائمتی داشته باشد و تلقی ضیق و وحشت
اگر نسبت ایشان منافرتی کسب نموده بود بالجمله چون نوع انسان بوجهی واقع شده بود که اگر ایشان
را با ایشان گذارند امراض نفسانیه اکثر افراد را باالم رساند حضرت حق سبحانه بمحض فضل و کرم

خود کارسازی ایشان کرد و برای ایشان یقین راه نجات نمود و ترجمان لسان غیب که حضرت پیغامبر

ست صلی الله علیه وسلم از ایشان بدیشان فرستاد تا نعمت تمام شود و در ربوبیتی که اول مقتضی ایجاد

ایشان بود دیگر بار دست ایشان گرفته باشد پس صورت نوعیه بلسان حال شرع را از مبدء فیاض

دریوزه کرده و حکم آن لازم ست جمیع افراد نوع را بحکم سریان صورة نوعیه در ایشان و خصوصیة افراد

را در انجاد دخلی نیست و فنا و بقا و استهلاک و غیر اینها مطلوب اند باعتبار خصوصیت افراد زیرا که

بعض افراد در غایت علو و تجرد مخلوق میشوند و خدا تعالی اینها را براه ایشان دلالت می فرماید تا این

حکم ناموس ملکیه لسان حال این فرد از جهة خصوصیت فردیت تقاضای آن گروه و کلام شارع هرگز

بران معانی محمول نیست نه صریحا و نه اشارة آری قومی این مطالب را از کلام شارع فهمیده اند مثل

آنکه قصه لیلی و مجنون شنود و هر سخنی را بر سر گذشت خود حمل نماید و آن را در عرف ایشان اعتبار گویند

بالجمله افراط در مقدمات انسلاخ و استهلاک و مشغول شدن بهر کس فن آن نوع از عضال ست در ملت

مصطفویه خدا رحم کناد کسی را که سعی در اخمال اینها کند گو بحسب بعضی استعدادات اصلی داشته باشد هر چند این

سخن بر بسیاری از صوفیه ما‌بین دشوار خواهد بود اما در اکاری فرموده اند حسب آنچه گویم باز ید و عمر و کاری

نیست وصیت دیگر آنکه در حق اصحاب آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم اعتقاد نیک

باید داشت و زبان بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت درین مسئله دو صنف خطا کرده اند قومی

گمان میکنند که ایشان باهم سینه صاف بودند و هرگز مشاجرات میان ایشان نگذشته و این وهم

صرف است زیرا که نقل مستفیض مشاهد است بمشاجرات ایشان و انکار این نقل مستفیض نمیتوان کرد و

قومی چون این چیزها بدیشان منسوب دیدند زبان بطعن و لعن کشادند و در وادی هلاک افتادند درین فقیر نخست

اند که اگر چه اصحاب معصوم نبودند و از بعض عوام ایشان ممکن که چیزها بوجود آمده باشد که اگر از دیگران بمثل آن

بوجود آید مورد طعن و جرح گردد و اما مورکم بکف لسان از مساوی ایشان و منوعیم از سب و طعن ایشان

تقیه ابای حقیقی ایشان مصلحت آن ست که اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر
صلی الله علیه وآله وسلم منقطع گردد و در انقطاع روایت برهم خوردن ملت است چون روایت از هر
صحابی برداشته میشود اکثر احادیث مستفیض باشند و تکلیف است بجهتی قائم گردد و جرح بعض هر آن
نقل خالی نکند این فقیر از روح فتوح آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم سوال کرد که حضرت چه میفرمایند
در باب شیعه که مدعی محبت اهل‌بیت اند و صحابه را بد می گویند آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نوعی از کلام
روحانی القا فرمودند که مذهب ایشان باطل است و بطلان مذهب ایشان از لفظ امام معلوم می شود چون
از آن حالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد که امام باصطلاح ایشان معصوم مفترض
الطاعة منصوب للخلق است و وحی باطنی در حق امام تجویز مینمایند پس در حقیقت ختم نبوت را منکرند گو
بزبان آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را خاتم الانبیاء می گفته باشند و چنانکه در حق اصحاب اعتقاد نیک باید
داشت همچنان در حق اهل‌بیت معتقد باید بود و صالحین ایشان را مزید تعظیم تخصیص باید کرد قَدْ
جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا این فقیر را معلوم شده است که ائمه اثنا عشر رضی الله عنهم اقطاب
نسبتی بوده اند از نسبتها و رواج تصوف مقارن انقراض ایشان پیدا شد اما عقیده و شرع را
بجز از حدیث پیغامبر صلی الله علیه وآله وسلم نتوان گرفت قطبیت ایشان امری است باطنی بتکلیف
شرعی کاری ندارد و نص و اشاره هر یکی بر متاخر باعتبار همان قطبیت است و امور امامت که می گفتند آن
بهتان است که بعض خلص یاران خود را بران مطلع میساختند پس از زمانی قومی تعمق کردند و قول
ایشان را بر محلی دیگر فرود آوردند وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ **وصیت دیگر** طریق تعلیم علم چنانکه
بتجربه محقق شد آن ست که نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند سه نسخه از هر یکی یا چهار چهار
بقدر ذهن طالب بعد از آن کتابی از تاریخ یا حکمت عملی که بزبان عربی باشد آموزند و در ان میان
بر طریق تتبع کتب لغت و برآوردن مشکل از جای آن مطلع سازند چون قدرت بزبان عربی یافت موطا

بروایت یحیی بن یحیی مصمودی بخوانند و هرگز آن را معطل نگذارند که اصل علم حدیث ست و
خواندن آن فیضها دارد و ما را سماع جمیع آن مسلسل است بعد از ان قرآن عظیم درس گویند
بآن صفت که صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمه گویند و در آنچه مشکل باشد در نحو یا در شان نزول
متوقف شود و بحث نماید و بعد فراغ از درس تفسیر جلالین بقدر درس بخوانند درین طریق
فیضهاست بعد از ان هر یک وقت کتب حدیث میخوانده باشند از صحیحین و غیرهما و کتب فقه و عقاید
و سلوک و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا جامی و قطبی و غیر آن الی ما شاء الله و اگر پیش
آید که مشکوة را یک روز بخوانند و روز دیگر شرح طیبی بقدر آنچه روز اول خوانده است بخوانند خیلی
نافع است **وصیت دیگر** ما مردم غریبیم که در دیار هندوستان آبای ما بغربت افتاده
اند و عربیت نسب و عربیت لسان هر دو فخر ماست که ما را بسید اولین و آخرین و افضل انبیا و
مرسلین و فخر موجودات علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات نزدیک گردانند شکر این نعمت عظمی آن
است که بقدر امکان عادات و رسوم عرب اول که منشا آنحضرت ست صلی الله علیه وسلم
از دست ندهیم و رسوم عجم و عادات هنود را در میان خود نگذاریم أَخْرَجَ الْبَغَوِيُّ عَنْ أَبِي
عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ
مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَمَّا بَعْدُ فَاتَّزِرُوا وَارْتَدُوا وَانْتَعِلُوا وَأَلْقُوا الْخِفَافَ وَأَلْقُوا السَّرَاوِيلَاتِ عَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ أَبِيكُمْ إِسْمٰعِيلَ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ الْعَجَمِ وَعَلَيْكُمْ
بِالشَّمْسِ فَإِنَّهَا حَمَّامُ الْعَرَبِ وَتَمَعْدَدُوا وَاخْشَوْشِنُوا وَاخْلَوْلِقُوا وَأَعْطُوا الرُّكُبَ
وَانْزُوا نَزْوًا وَارْمُوا الْأَغْرَاضَ وَفِي رِوَايَةٍ وَانْزُوا عَلَى ظُهُورِ الْخَيْلِ نَزْوًا
یعنی چون عرب برای جهاد باطراف عجم منتشر شدند حضرت عمر رضی الله عنه ترسیدند
که رسم عجم را اختیار کنند و رسم عرب را ترک نمایند پس بدیشان نامه نوشتند که ازار بندید و چادر

پوشیدند نعل پوشید و بگذارید موزه‌ها را و بگذارید شلوارها را و لازم گیرید لباس پدر خود اسمعیل را و خود را دور دارید از تنعم و هیئت عجم و لازم گیرید نشستن در آفتاب هر آئینه آفتاب حمام عرب است و به رسم قوم معد باشید و درشت لباس باشید و سخت گذران باشید و کهنه پوشی خو کنید و تناول کنید شتران را یعنی بگیرید و رام سازید و جست کرده سوار شوید بر اسپان و تیر اندازید بنشانها **یکی** از عادات شنیعه هنود آن است که چون شوهر زنی بمیرد نگذارند که آن زن شوهر دیگر کند و این عادت اصلاً در عرب نبوده قبل از آن حضرت صلی الله علیه وسلم خدا تعالی رحمت کناد بر آن کس که این عادت شنیعه را متلاشی سازد و اگر ممکن نباشد که از عموم ناس بر تفع شود در میان قوم خود اقامت این عادت عرب باید کرد و اگر این نیز ممکن نباشد این عادت را قبیح باید دانست و بدل دشمن آن باید بود که او نی مراتب نهی منکر همین است **دیگر** از عادات شنیعه مردم آن است که مهر بسیاری معین کنند آن حضرت صلی الله علیه و آله وسلم که اشرف مردم در دین و دنیا بود آن حضرت صلی الله علیه وسلم منتهی مهر اهل بیت خود که بهترین مردم اند دوازده اوقیه و نشی مقرر فرموده اند و آن پانصد درم است **دیگر** از عادات شنیعه مردم اسراف است در افراح و رسوم بسیار در آن مقرر کردن آنچه آنحضرت صلی الله علیه وسلم در شادیها مقرر فرموده اند دو شادی است ولیمه و عقیقه این هر دو را باید گرفت و غیر آن را باید گذاشت یا اهتمام و التزام آن نباید کرد **دیگر** از عادات شنیعه مردم اسراف است در ماتمها و سوم و چهلم و ششماهی و فاتحه سالینه و اینهمه را در عرب اول وجود نبود مصلحت آن است که غیر تعزیت

وارثان میت تا سه روز و اطعام ایشان یک شبانروز رسمے نباشد بعد
سه روز زنان قبیله جمع شوند و طیب در ثیاب زن میت استعمال کنند
و اگر زوجه است بعد انقضائے عدت قطع احداد نماید سعید از ما کسی
ست که بلسان عرب و صرف و نحو و کتب ادب مناسبت پیدا کند و حدیث و قرآن
را ادراک نماید اشتغال بکتب فارسیه و هندیه که علم شعر و معقول و هر چه
ضروریه پیدا کرده اند و ملاحظه تاریخهائی ماجریات ملوک و مشاجرات
اصحاب همه ضلالت در ضلالت است و اگر رسم زمانه مقتضی اشتغال بآن
گردد این قدر خود ضرورست که این علم دنیا دانند و ازان مستغفر باشد
و استغفار و ندامت کند و ما را لابد است که بجبین محترمین ردیم و در روی
خود را بر آن آستانهائے مالیم سعادت ما این است و شقاوت ما در
اعراض ازین **وصیت** در حدیث شریف آمده است مَن
اَدرَکَ مِنکُم عِیسَی ابنَ مَریَمَ فَلیَقرَأ مِنِّی السَّلَام
این فقیر آرزوی تمام دارد اگر ایام حضرت روح الله را در یابد اول
کسیکه تبلیغ سلام کند من باشم و اگر من آن را نه دریافتم هر کسیکه از
اولاد یا اتباع این فقیر زمان بهجت نشان آن حضرت علی نبینا
و علیه السلام دریابد حرص تمام کند در تبلیغ سلام تا کتیبه آخره از
کتائب محمدیه ما باشیم

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

فہرست بعض کتب موجودہ دکان تاجران تاجیر فقیر اللہ وعبد القادر وعبد العزیز واقع شہر لاہور بازار کشمیری
کل کتب موجودہ کے فہرست جسمین قیمت بھی مرقوم ہے بارسال ٹکٹ قیمتی ۱۰/ خط پیڈ مین روانہ کرکے جسکا دل چاہے طلب کرے

نام کتاب

تفسیر محمدی کامل بانچ بخانظم
تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول
تفسیر فتح البیان
تفسیر معالم
تفسیر محی الدین عربی
تفسیر حسینی فارسے
ایضاً اردو در دو جلد
تفسیر عزیزی فارسی ہر سپارہ
تفسیر نقرہ کار فارسے
فوز الکبیر فارسے معہ
فتح الخبیر عربے از شاہ ولی اللہ
بلاغ المبین فارسی از شاہ ولی اللہ
عقد الجید معہ وصیت نامہ وغیرہ
فتح المبین فی رد مغالطات
المقلدین اردو
سفر السعادۃ فارسے
ایضاً بر کاغذ ڈبائی
ایضاً کاغذ رسمی
سفر السعادۃ اردو
سفر السعادۃ عربے چھاپہ مصر
زاد المعاد کامل از ابن قیم
شرح شمائل نبوی فارسے
مغازی النبی نظم فارسے
راہ سنت نظم
دقائق الاخبار
لباب الاخبار نودہی
انیس الواعظین
رفیق الواعظین
صحیح بخاری معہ دو شرح
فارسے تا ۱۵ پارہ

نام کتاب

صحیح بخاری محشی
صحیح بخاری معہ شرح قسطلانے
صحیح مسلم جدید معہ شرح نووی
ابو داؤد محشی
ترمذی محشی
ابن ماجہ محشی
صحیح نسائی نظامی معہ شرح
موطا امام مالک
مصفی ومسوی ہر دو
شرح موطا مالک
کشف المغطا ترجمہ اردو
موطا مالک
ترمذی اردو
مشارق الانوار ترجمہ اردو
مقدمہ فتح الباری
مشکوۃ شریف محشی
صحیح چھاپہ
عبد الحق شرح فارسے
مشکوۃ شریف
مسند امام اعظم معہ شرح
ملا علی قاری
فقہ اکبر مترجم معہ وصیت نامہ
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری
حقیقۃ الاسلام فارسے
نور الاسلام ترجمہ حقیقۃ الاسلام
اردو
تذکرۃ الموتی والقبور
رسالہ النحہ شریعت معہ
تحفۃ الاحباب
موضوعات امام شوکانی

نام کتاب

موضوعات کبیر ملا علی قاری
موضوعات صغیر علیقاری
جزء القراۃ امام بخاری
معہ ترجمہ
رسالہ رفع الیدین امام
بخاری مترجم
تعقبات جلال الدین
سیوطی علی ابن الجوزی
بستان المحدثین
عجالہ نافعہ اصول حدیث
رسائل خمسہ شاہ عبد العزیز
رسائل تسعہ سیوطے
مسائل خمسہ
حکم النبی بکوہمن لا یصلی
صواعق محرقہ فارسے
تنبیہ الغافلین فارسے
معہ رسالہ عمل بالحدیث
تحفہ فقیر معہ ہدیہ فقیر ونعت
حکایات الصالحین عربے
روضۃ الریاحین عربے
صغیری شرح منیہ
قدوری عربے
قدوری فارسے
کنز فارسے
مختصر وقایہ عربے کامل
تبصرۃ الجنۃ فی جمیع الامکنۃ
والازمنہ مترجم اردو
معہ مجموعہ خطب مترجم
مجموعہ خطب تمام سال
مجموعہ خطب مترجم

نام کتاب

رسالہ جمعہ سیوطی معہ ترجمہ اردو
فرائض مصطفوی
ہر دو رسالہ ضروری معہ در دل مرتبہ مین
فتوح الغیب معہ شرح فارسے
منہاج العابدین فارسے
کیمیائے سعادۃ فارسے
نسب نامہ مکلان معہ بیان ام یزد قد
دیہم اخانوادہ
تحفۃ الاحرار محشے
سبحۃ الابرار
مطلع الانوار محشے
مخزن اسرار
تحفہ رسولیہ
حدیقۃ الاولیا
درر المجالس
تحفۃ النصایح
شرح تحفۃ النصایح
صرف بہائے
شرح صرف بہائے
صرف میر محشے معہ تکملہ
شرح صرف میر نور محمد مدقق
درایہ شرح ہدایۃ النحو
تالیف شریفی طب
تریاق استنا
خلاصۃ الحساب معہ شرح
اردو وکامل الحساب
زمرد اخضر عربے
زمرد اخضر اردو

تمت